مسئلہ تکفیر

کس کے لیے تحقیق ہے؟

تالیف

طارق انور مصباحی

ناشر

مجلس علمائے جھارکھنڈ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(ومن الناس من یقول آمنا باللّٰہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین)

(سورہ بقرہ: آیت 8)

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

تالیف

طارق انور مصباحی

ناشر

مجلس علمائے جھارکھنڈ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اسم کتاب: مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

(قسط وار مضامین کا مجموعہ)

تحریر وترتیب: طارق انور مصباحی

مدیر: ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی)

پروف ریڈنگ: مولانا ابو ہریرہ رضوی مصباحی

(رام گڑھ)

تعداد صفحات: دوسواڑتالیس (248)

ناشر: مجلس علمائے جھارکھنڈ

سال اشاعت: جمادی الاخریٰ 1422

مطابق جنوری 2021

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

فہرست مضامین

مقدمہ 07

تکفیر کلامی شخصی کے انکار کی گنجائش نہیں 10

نہار الرجال اور مسیلمہ کذاب کا واقعہ 13

بیس قسطوں کے مشمولات کا ذکر 18

مسئلہ تکفیر تحقیقی ہے یا تقلیدی؟ 21

قسط اول 22

خلیل بجنوری اور فرقہ بجنوریہ کی سازش 22

مسئلہ تکفیر کی تحقیق کے تین معانی 24

تکفیر میں عوام کو تحقیق کی اجازت نہیں 26

غیر متکلم فقہا کو تحقیق کی اجازت نہیں 26

فقہا کو متکلمین کی تقلید لازم 27

قسط دوم 31

مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے کا مفہوم 31

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی

اجازت نہیں 32

کافر کلامی کے کفر میں شک کرنا کفر 36

کافر کلامی کو کافر ماننا ضروری دینی کیسے؟ 38

قسط سوم 39

کافر کلامی کو کافر ماننا ضروری دینی 39

اعتقادیات میں اجتہاد کا حکم 42

قسط چہارم 45

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی

گنجائش نہیں 45

قسط پنجم 50

کفر کلامی میں غیر متکلم فقہا کو اختلاف کی

اجازت نہیں 50

کفر کلامی میں متکلمین کو اختلاف کی

اجازت نہیں 52

صرف مفتی اول کے لیے احتمال کا خاتمہ

لازم ہے 54

قسط ششم 58

لاعلمی کے سبب فتویٰ کا حق نہیں ہوگا 58

قطعی بالمعنی الاخص اور قطعی بالمعنی الاعم میں

اختلاف کی گنجائش نہیں 60

قطعی بالمعنی الاخص و بالمعنی الاعم کی تفہیم 62

کیا جہات محتملہ کی تحقیق میں خطا نہیں 65

منکرین سے سوال 66

قسط ہفتم 67

کفریہ عبارتوں کی تاویل 67

ضلالت و گمرہی پر امت کا اجماع محال 69

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قسط ہشتم 74

قطعی اعتقادیات میں دو متضاد قول حق نہیں ہو سکتے 74

قطعی عقائد میں ایک حق: دیگر باطل 75

شریعت کا ثبوت عقل سے 76

اعتقادیات میں حکم عقلی کا بطلان دلیل سمعی سے نہیں ہوگا 77

جب دلیل عقلی اور دلیل سمعی میں تضاد ہو تو کس پر عمل ہوگا 78

جو عقلاً محال ہو، وہ شرعاً بھی محال ہوگا 78

صحیح برہان عقلی کے خلاف سواد اعظم کا اتفاق محال 82

قسط نہم 83

کافر کلامی کو گمراہ کہنے کا حکم 83

کافر کلامی کا غیر کافر ہونا عقلاً باطل 83

کافر کلامی کو محض گمراہ ماننے سے کفر کلامی باطل 87

قسط دہم 90

دو مفتی دو قول کریں تو کیا حکم؟ 90

کافر فقہی کو گمراہ کہنا کیسے صحیح؟ 92

ایمان وکفر کے جزئیات کا ماخذ 94

قسط یازدہم 96

تحقیق وانکار میں فرق 96

تکفیر کلامی کے انکار کی تین صورتیں 97

کلام میں احتمال 98

تکلم میں احتمال 99

متکلم میں احتمال 102

جہات محتملہ کی قطعیت میں اختلاف کی گنجائش نہیں 102

ضروری دینی کا علم ظنی ہو تو ماننے کا حکم 103

ضروری دینی کا علم قطعی ہو تو ماننا فرض 104

اشخاص اربعہ کی تکفیر کلامی اور جہات محتملہ کی قطعیت 105

کفریہ عبارتوں میں تاویل کا حکم 107

قسط دوازدہم 109

کفر کلامی پر اجماع کا مفہوم 109

دفع شبہات کے لیے کیا کرے 111

تکفیر کلامی پر علمائے اسلام کا اجماع 112

اشخاص اربعہ کی تکفیر پر اجماع کیسے؟ 114

تکفیر کلامی پر اجماع سے حکم کی تقویت 116

قسط سیزدہم 120

کفر اجماعی کا مفہوم 123

اجماع شرعی کا مفہوم 123

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اجماع اہل حل وعقد کا مفہوم 124
کافر کلامی کی تکفیر پر اجماع 125
علمائے حرمین کی خاص حیثیت 126
اشخاص اربعہ کی تکفیر پر اجماع 128
اسماعیل دہلوی کا کفر فقہی 129
فقہا اور ضلالت وکفر فقہی 131
غیر صحابہ کے اجماعی مسائل کا انکار احناف
کے یہاں کفر نہیں 133
قسط چہاردہم 135
اجماع اہل حل وعقد 135
ایمان اجمالی وایمان تفصیلی 138
خلافت صدیقی پر اجماع اور تکفیر کلامی پر
اجماع کے درمیان فرق 143
قسط پانزدہم 147
اعتقادی مسائل تصدیقی ہیں یا تحقیقی 147
کفر اتفاقی اور کفر اختلافی کا حکم شرعی 151
خلیل بجنوری اور تحقیقی کا مفہوم 152
اعتقادی مسائل تصدیقی ہیں 153
عقائد کی تحقیق ضروری، نہ کہ تحقیق 154
عقائد میں عدم تقلید کی چار صورتیں 155
قسط شانزدہم 161
تصدیق سے کیا مراد ہے؟ 161
تصدیق کا نام ایمان نہ کہ استدلال کا 162
ایمان اجمالی وایمان تفصیلی 164
حصول یقین کے اسباب وذرائع 166
حصول یقین کی مختلف صورتیں 168
قسط ہفدہم 171
مذہب معتزلہ: عقلی استدلال ضروری 171
کلمہ خوانوں کے تین طبقات 172
مقلد کی دو قسموں کا بیان 173
مقلد کی قسم اول کا ایمان صحیح 174
قسط ہیزدہم 176
استدلال سے متعلق تین مذاہب 176
فریق اول کے دلائل 177
فریق دوم کی وضاحتیں 177
مومن استدلال عقلی سے خالی نہیں 178
تقلید میں استدلال کی صورت 178
دلیل کی روشنی میں اعتقاد ضروری 179
بلا استدلال تصدیق ایمانی ہو تو ایمان صحیح،
لیکن گنہ گار 181
استدلال اجمالی کا حکم: گمرہی کا خوف ہو تو
استدلال ممنوع 182
قسط نہدم 184

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

امام اشعری کی طرف منسوب مذہب 184
امام اشعری پر افترا 186
فریق اول کے دلائل 187
قسط بستم 193
کن امور میں استدلال کا حکم 193
ذات الٰہی وصفات الٰہی سے متعلق
استدلال کا حکم 193
کوئی استدلال سے خالی نہیں 196
کیا تکفیر شخصی میں ہر ایک کو استدلال
ضروری ہے؟ 197
خلیل بجنوری کی فریب کاری 198
مفسر میں کوئی اختلاف نہیں 200
قسط اول 200
عناصر اربعہ کفر اور مفسر ونص کا تعین 200
قسط دوم 204
مفسر ونص میں عدم اختلاف 204
قطعی الدلالت کی قطعیت میں اختلاف
نہیں ہوتا 205
قطعی بالمعنی الاخص اور قطعی بالمعنی الاعم کی
قطعیت میں اختلاف نہیں 206
قسط سوم 212
کیا کسی متواتر کے تواتر میں اختلاف؟ 212
صدقہ فطر کی فرضیت کے ضروری دینی
ہونے میں اختلاف 213
قسط چہارم 222
دیابنہ نے مفسر کی تاویل کیسے کی؟ 222
کفر کلامی کی تاویل کرنے والا کافر 222
اشخاص اربعہ کا کفر ایک بڑی آزمائش 223
احتمال کا مفہوم 223
احتمال بالدلیل اور احتمال بلا دلیل 224
فقہائے احناف اور اقسام تاویل 227
بدیہی میں اختلاف کا سبب 228
متواتر کے بدیہی ہونے میں اختلاف 228
بدیہیات میں سوفسطائیہ کا اختلاف 230
من شک فی کفرہ فقد کفر کی توضیح 232
الموت الاحمر کی عبارت کی توضیح 237
نسیم الریاض کی عبارت کی توضیح 242
مختلف فیہ کفر فقہی میں من شک: الخ کا
استعمال 243
غیر ضروریات دین میں استخفاف کی
صورتیں اور حکم کفر 244

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مقدمہ

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ

جس پر کفر کلامی کا صحیح حکم عائد ہوا، وہ دکافر کلامی ہے اور دین اسلام سے بالکل خارج ہے۔اس کو مومن ماننے والا کافر ہے۔اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' کا یہی مفہوم ہے۔

اس حکم شرعی کو مختلف دلائل وحقائق کی روشنی میں قسط وار مضامین بعنوان ''مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟'' میں پیش کیا گیا۔اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین

مذکورہ بالا عنوان کے تحت قسط وار بیس مضامین رقم کیے گئے تھے۔اس رسالے میں وہ تمام قسطیں تصحیح اور حذف واضافہ کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے: آمین

علم کلام ایک مشکل فن ہے۔خاص کر تکفیر کلامی کے جزئی مسائل یک جا مدون نہ ہونے کے سبب باب تکفیر دیگر ابواب کی بہ نسبت مزید مشکل ہو گیا ہے۔جس طرح کوئی شخص کسی کامل شیخ ومرشد کے بغیر منزل سلوک طے کرنا چاہے تو شیطان اسے غلط راہ پر ڈال دیتا ہے،اسی طرح قلت علم کے سبب باب تکفیر کے مسائل کی تحقیق میں خطا واقع ہو جاتی ہے۔

سوئے اتفاق عہد حاضر میں ہندو پاک کے مذبذبین خود کو امام غزالی وامام رازی کی طرح امام المتکلمین سمجھ بیٹھے ہیں۔ان کے فتنوں سے قوم کو محفوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

باب تکفیر سے متعلق ہماری تحقیقات ''البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیۃ'' میں مرقوم ہیں۔ابھی یہ بارہ رسائل میں منقسم ہے۔اس میں مزید رسائل کے اضافہ کا ارادہ ہے۔

وہ کتاب طویل مباحث پر مشتمل ہے،اس لیے بوقت ضرورت کسی خاص موضوع سے متعلق اس کے مباحث کو قسط وار سپرد قوم کر دیتا ہوں،تاکہ قارئین اور مستفیدین کے لیے آسانی ہو۔حالیہ بیس قسطیں بھی ''البرکات النبویہ'' ہی سے ماخوذ ہیں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

سال 2012ھ میں ''البرکات النبویہ'' دس رسائل پر مشتمل عربی زبان میں رقم کی گئی تھی ، پھر اسے اردو قالب میں منتقل کر کے افادۂ عامہ کے لیے سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرنے کا خیال ہوا، کیوں کہ مسئلہ تکفیر سے متعلق مختلف جہات سے فتنے رونما ہو رہے تھے۔

عربی عبارتوں کے تراجم میں وقت کی ضرورت تھی، اس لیے ہم نے محض اپنی توضیحات وتشریحات کو اردو میں منتقل کر کے سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دیا، تا کہ ارباب علم وفضل حسب ضرورت استفادہ کر سکیں ۔ بفضلہٖ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فتنے بہت حد تک کمزور ہوئے ۔ مذبذبین جو بلند بانگ دعووں کے ساتھ منظر عام پر ابھرنا چاہ رہے تھے ،ان کے باطل عزائم مثل بلبلہ شکست وریخت کے شکار ہو گئے ۔

چوں کہ علم کلام سے متعلق دیگر مضامین بھی ''البرکات'' سے ماخوذ ہیں ،اس لیے ان مضامین میں بھی عربی عبارات کے تراجم مرقوم نہیں ۔ان شاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ تراجم کا کام بھی ہوتا جائے گا ۔فتنوں کی مسلسل سرکوبی کے سبب تراجم کی طرف توجہ نہیں ہو پاتی ہے۔ ایک فتنہ تھمتا نہیں کہ دوسرا فتنہ سر اٹھالیتا ہے: ماشاء اللہ تعالیٰ کان ومالم یشالم یکن ۔

علم کلام سے متعلق ہماری مختصر تحریریں ''فتاویٰ کیرلا'' میں جمع کی گئی ہیں ۔حالیہ دنوں میں بھی متعدد مختصر مضامین رقم ہوئے ہیں ۔ان شاء اللہ تعالیٰ ان سب کو یکجا کر کے'' فتاویٰ کیرلا'' دوبارہ سپرد قوم کرنے کی کوشش ہوگی ۔سردست علم کلام کے تین رسائل کا ڈیجیٹل ایڈیشن قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے ۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے: آمین

حسام الحرمین میں دیابنہ کی تکفیر کلامی کی گئی ۔اس کے بعد دیوبندیوں نے توبہ تو نہ کیا، لیکن تاویلات واعتراضات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ گنگوہی کے شاگرد خلیل انبیٹھوی نے دیوبندی تاویلات کو ''المہند علی المفند'' میں جمع کیا۔

اسی عہد میں دیوبندیوں نے یہ اعتراض اٹھایا کہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی قدس

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہا اور فرمایا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ امام احمد رضا اسماعیل دہلوی کو کافر نہیں مانتے ہیں تو وہ مومن ہیں یا کافر؟

اس سوال کے تفصیلی جوابات دیئے جا چکے ہیں، لیکن سو سال سے زائد ہو گئے، دیابنہ تمام حقائق سے آشنا ہو کر بھی ماننے کو تیار نہیں۔ اب دیوبندیوں کے نقش قدم پر مذبذبین کا قافلہ رواں دواں ہے۔ دیابنہ اور مذبذبین کا دعویٰ ہے کہ ''من شک :الخ '' کا استعمال صرف تکفیر کلامی میں ہوتا ہے۔ اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی اور من شک: الخ کی توضیح ہم نے ''البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیۃ'' رسالہ دہم میں تفصیل کے ساتھ رقم کر دی ہے۔

اسی رسالہ سے ''من شک: الخ'' کی توضیح اس رسالہ کے اخیر میں نقل کی گئی ہے۔

تکفیر کلامی شخصی کے انکار کی گنجائش نہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کفر کلامی کے صحیح فتویٰ کے بعد بھی کسی مفتی کو کلام، تکلم یا متکلم میں شبہہ ہو جائے تو وہ اس کے کفر کا انکار کرے گا اور اس کو کافر نہیں سمجھے گا۔

ان سے عرض ہے کہ کتاب الشفا وغیرہ میں عہد ماضی کے بہت سے مرتدین کا ذکر ہے، جن پر کفر کلامی کا حکم عائد ہوا، پھر ان میں سے بہت سے لوگوں کو بادشاہ اسلام کے حکم پر قتل کیا گیا۔ ان مرتدین کے اقوال تواتر کے ساتھ مروی نہیں ہیں، لیکن امت مسلمہ ان کو کافر مانتی ہے۔ آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔

حدیث مصطفوی میں بیان کردہ تیس جھوٹے دعویداران نبوت میں سے قریباً دو درجن مدعیان نبوت کا ظہور ہو چکا۔ ان میں سے بہت سے لوگ پہلے مومن تھے، پھر دعوی نبوت کے سبب مرتد قرار پائے۔ ان تمام کے کفریہ اقوال تواتر کے ساتھ مروی نہیں، لیکن تمام عوام وخواص ان مدعیان نبوت کو مرتد مانتے ہیں۔ کوئی مفتی یا محقق آج تک یہ نہیں کہا کہ ہم ان مرتدین کے کو مرتد نہیں مانتے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مسئلہ تکفیر کے اصول وجزئیات کا جیسا مفصل بیان کتاب الشفا میں ہے، ویسا بیان عہد ماضی کی کسی کتاب میں نہیں۔ بعد میں علامہ ابن حجر ہیتمی نے ''الاعلام بقواطع الاسلام'' میں کفریہ امور کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ فقہ کی کتابوں میں کتاب السیر میں بھی کفریہ امور کا تفصیلی بیان موجود ہوتا ہے۔

بعض لوگ قاعدۂ کلیہ: من شک: الخ کی غلط تاویل کرتے ہیں۔ من شک: الخ کی باطل تاویلات کا رد ''البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیۃ'' رسالہ دہم: باب سوم: فصل دوم میں ہے۔ مندرجہ ذیل عبارتوں پر غور کیا جائے، اس سے واضح ہو جائے گا کہ کفر کلامی کے صحیح فتویٰ کے بعد اختلاف کی گنجائش نہیں۔

قال القاضی: {وَقَدْ اَحْرَقَ علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ مَنْ اِدَّعٰی لَہُ الْاِلٰھِیَّۃَ–وقد قتل عبد الملک بن مروان الحارث المتنبی وَصَلَبَہ–وَ فَعَلَ ذلکَ غیر واحدٍ من الخلفاء والملوک باشباھھم–وَاَجْمَعَ علماء وقتھم علٰی صواب فعلھم–وَالمُخَالِفُ فِیْ ذٰلِکَ مِنْ کُفْرِھِمْ کَافِرٌ}

(کتاب الشفا جلد دوم: ص 297)

قال الخفاجی: {(واجمع علماء وقتھم علٰی صواب فعلھم)ای تصویبہ اَوْ ھو من اضافۃ الصفۃ للموصوف–وذلک لکذبھم عَلَی اللّٰہ بِاَنَّہ نَبَّأھُمْ وتکذیب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی–انہ خاتم الرسل–وَاَنَّہ لا نبی بعدہ(و)اَجْمَعُوْا اَیْضًا عَلٰی(اَنَّ الْمُخَالِفَ فِیْ ذٰلِکَ)اَیْ تَکْفِیْرِھِمْ بِمَا إدَّعُوْہُ(مِنْ کُفْرِھِمْ)ھومفعول المخالفِ اَیْ مَنْ خَالَفَ مَذْھَبَھُمْ فی تکفیرھم فَقَالَ: لَا یُکَفَّرُوْنَ(کَافِرٌ)لانہ رضی بِکُفْرِھِمْ وَتَکْذِیْبِھِمْ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہ}

(نسیم الریاض جلد چہارم: ص 536–دار الکتاب العربی بیروت)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قال الملا علی القاری:{(والمخالف فی ذلک)الفعل(مِنْ کُفْرِهِم) اَیْ مِنْ جهته (کَافِرٌ) لِجَحْدِه کُفْرَهُمْ}

(شرح الشفا للقاری جلد چہارم:ص536-دارالکتاب العربی بیروت)

قال المحشی علی محمد البجاوی المصری:{من خالف مکفرهم فی تکفیرهم، فقال:لا یکفرون،هذا المخالف کافر،لانه رضی بکفرهم وتکذیبهم للّٰه ورسوله} (حاشیۃ الشفا:ص1091-دارالکتاب العربی بیروت)

توضیح: شیر خدا حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا جو آپ کو معبود مانتے تھے، اور آپ نے ان لوگوں کو جلا دیا۔اسی طرح عہد ماضی میں سلاطین اسلام نے جھوٹے دعویداران نبوت کو قتل کیا، کیوں کہ وہ دعویٰ نبوت ودیگر جرائم کے سبب کافر ہو چکے تھے۔اس زمانے کے علما نے بھی ان کو کافر مانا۔اب اگر کوئی ان کے کفر کا انکار کرے تو وہ خود کافر ہے، کیوں کہ کافر کو کافر نہ ماننا خود کفر ہے۔

اس زمانے کے علما نے بھی اس کفر پر اتفاق کیا تو لامحالہ یہ کفر کلامی ہے، کیوں کہ کفر فقہی میں متکلمین کا لفظی اختلاف ہوتا ہے۔مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہو گیا کہ کافر کلامی کے کفر کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

ان لوگوں کے کفریہ کلمات تواتر کے ساتھ منقول ہو کر ہم تک نہیں پہنچے، لیکن ان تمام کو ہم آج بھی مرتد مانتے ہیں، جن کو عہد ماضی میں مرتد تسلیم کر لیا گیا۔

اب اگر کوئی کہے کہ ان کا کفریہ قول تواتر کے ساتھ ہمیں نہیں مل سکا تو ہم کافر نہیں مانیں گے تو ایسا قائل خود ہی کافر ہوگا۔

تمام جھوٹے مدعیان نبوت کے اقوال تواتر کے ساتھ منقول نہیں۔عہد صدیقی میں نبوت مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح بنت حارث اور طلیحہ بن خویلد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ان میں سے اول الذکر تینوں کے بارے میں روایت ہے کہ پہلے بھی مومن نہیں تھے۔

ان چاروں میں سے صرف طلیحہ بن خویلد اسدی پہلے مسلمان تھے، وصال نبوی کے بعد انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلیحہ بن خویلد اسدی سے جنگ فرمائی۔ یہ شکست کھا کر ملک شام چلے گئے۔ بعد میں ایمان لے آئے۔ جس وقت ان کو مرتد قرار دیا گیا تو تمام صحابہ کرام نے مرتد تسلیم کیا۔

ان کی زندگی کا جو حصہ ارتداد میں گزرا، ہم آج بھی ان کی زندگی کے اس حصے کو ارتداد سے متصف مانتے ہیں، لیکن ان کا کفریہ کلام تواتر کے ساتھ مروی نہیں۔

اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چوں کہ ان کا کفریہ قول تواتر سے مروی نہیں، اس لیے ہم ارتداد کی مدت میں بھی انہیں مسلمان مانتے ہیں۔

عہد صدیقی کے ان چاروں مدعیان نبوت کے پیروکاروں میں سے بہت سے لوگ پہلے مسلمان تھے، پھر وہ لوگ ان لوگوں کی پیروی اور ان کی نبوت کو تسلیم کرنے کے سبب مرتد قرار پائے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ان سے جنگ فرمائی۔

آج بھی امت مسلمہ ان مرتدین کو کافر و مرتد مانتی ہے، اور ان میں جو لوگ تائب ہو کر دین اسلام سے وابستہ ہو گئے، ان کو مومن تسلیم کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا حقائق سے واضح ہو گیا کہ جس پر کفر کلامی کا صحیح حکم نافذ کیا گیا، اسے کافر کلامی ماننا ہے۔ خواہ عہد مابعد کے لوگوں کو اس کافر کلامی کا کفریہ قول تواتر کے ساتھ ملے یا نہ ملے۔ دراصل ہر ایک کو کافر کلامی کے کفر کی ذاتی تحقیق کے بعد اس کو کافر ماننے کا نظریہ غلط ہے۔ خلیل بجنوری نے اسے ایجاد کیا ہے۔ بعض علما لاشعوری طور پر اس سے متاثر ہو گئے۔

نہار الرجال اور مسیلمہ کذاب کا واقعہ

مسیلمہ کذاب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ اپنا

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

جانشیں اور خلیفہ مجھے مقرر فرمادیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے منظور نہیں فرمایا اور اس کے جھوٹے دعویٰ نبوت کی خبر دی۔

{عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُولُ إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ:

لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللَّهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ

فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنْ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ}

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

{عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ خَطِيبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيبٌ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ .

فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ إِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْأَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بَعْدَکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ سَأَلْتَنِی ھَذَا الْقَضِیبَ مَا أَعْطَیْتُکَہُ وَإِنِّی لَأَرَاکَ الَّذِی أُرِیتُ فِیہِ مَا أُرِیتُ وَھَذَا ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ وَسَیُجِیبُکَ عَنِّی فَانْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

قَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْیَا رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّتِی ذَکَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُکِرَ لِی أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِیتُ أَنَّہُ وُضِعَ فِی یَدَیَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَھَبٍ فَفُظِعْتُھُمَا وَکَرِھْتُھُمَا فَأُذِنَ لِی فَنَفَخْتُھُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُھُمَا کَذَّابَیْنِ یَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ أَحَدُھُمَا الْعَنْسِیُّ الَّذِی قَتَلَہُ فَیْرُوزُ بِالْیَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَیْلِمَۃُ الْکَذَّابُ}(صحیح البخاری: باب قصۃ الاسود العنسی)

توضیح: مذکورہ بالا پہلی روایت سے واضح ہے کہ مسیلمہ کذاب نے ایمان نہیں لایا تھا۔

نہار الرجال بن عنفوہ یمامہ کا رہنے والا صحابی تھا۔اس نے مدینہ شریف آ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن مقدس کی تعلیم حاصل کی۔اسلامی علوم میں اسے اچھا عبور حاصل ہوگیا۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات دنیاوی کے آخری مرحلے میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمامہ اور نجد کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے لگا اور لوگ اس کی ضلالت میں مبتلا ہونے لگے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کی خبر سن کر یمامہ اور نجد کے علاقہ کے مسلمانوں کی تعلیم کے لیے نہار الرجال کو یمامہ بھیجا۔یہ وہاں جا کر مسیلمہ کذاب کی شعبدہ بازیوں سے ایسا مسحور ہوا کہ خود ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

مسیلمہ کی نبوت کا قائل ہوگیا۔قرآن مقدس کی آیتوں کی غلط تفسیر بیان کرنے لگا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف یہ جھوٹا قول منسوب کر دیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

وسلم نے مسیلمہ کو نبوت میں اپنا شریک بنایا ہے۔ وہ مسیلمہ کذاب کا دست راست بن گیا۔

لوگ نہار الرجال کو صحابی سمجھتے تھے۔ جب اس نے مسیلمہ کذاب کی موافقت کر دی تو بہت سے مسلمان اس کے فریب میں مبتلا ہو کر مسیلمہ کذاب کو نبی ماننے لگے۔

جب عہد صدیقی میں ربیع الاول ۱۲ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مسیلمہ کذاب سے جنگ لڑی گئی تو نہار الرجال حضرت زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ عہد صدیقی کے فتنہ ارتداد کے وقت بعض صحابی اور بہت سے تابعین ارتداد کے شکار ہو گئے۔

محدث دار قطنی نے رقم فرمایا: (عن عبيد بن عمير عن أثال الحنفي قال: كان نهار الرجال بن عنفوة قد هاجر إلى النبي صلى الله عليه وسلم وقرأ القرآن وفقه في الدين فبعثه النبي صلى الله عليه وسلم معلمًا لأهل اليمامة فكان أعظم فتنة على بني حنيفة من مسيلمة–شهد له أنه سمع محمدًا صلى الله عليه وسلم يقول: قد أشرك معه في الرسالة–فصدقوه واستجابوا له.

وروى عن أبي هريرة قال: جلست مع النبي صلى الله عليه وسلم في رهط ومعنا الرجال بن عنفوة فقال: " إن فيكم لرجلا ضرسه مثل أحد"

فهلك القوم وبقيت انا والرجال–فكنت متخوفا لها حتى خرج الرجال مع مسيلمة وشهد له بالنبوة

وقتل الرجال يوم اليمامة بين يدي مسيلمة قتله زيد بن الخطاب)

(المؤتلف والمختلف للدار قطنی جلد سوم: ص 181 - مکتبہ شاملہ)

توضیح: اس شخص کو رجال اور نہار الرجال دونوں کہا جاتا ہے۔ جیم مشدد ہے۔ جیم ورا دونوں فتحہ کے ساتھ ہیں۔ مزید توضیح مندرجہ ذیل ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ابن ناصر الدین دمشقی نے لکھا:(قال رَجَّال قلت:بالفتح وتشديد الجيم وآخره لام قال ابن عنفوة الحنفی قدم فی وفد بنی حنيفة ثم لحقه الإدبار وتبع مسيلمة فأشركه فی الأمر قتله زيد بن الخطاب يوم اليمامة

قلت:وحدث سيف بن عمر عن طلحة الأعلم عن عبيد بن عمير عن أثال الحنفی قال:كان نهار الرجال بن عنفوة قد هاجر إلى النبی صلى الله عليه وسلم وقرأ القرآن وفقه فی الدين فبعثه النبی صلى الله عليه وسلم معلماً لأهل اليمامة فكان أعظم فتنةً على بنی حنيفة من مسيلمة

شهد له أنه سمع محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم يقول إنه قد أشرک معه فی الرسالة فصدقوه واستجابوا له

قال وضبطه عبد الغنی بحاءٍ فوهم–قلت: نبه على الوهم أبو بكر الخطيب وقال:الصواب رجال بن عنفوة بالجيم لا غير.

وذكر الأمير فی كتابه قول عبد الغنی–وقال:وهو وهم وصوابه بالجيم المشددة–واسمه نهار–وكذلک ذكره أبو الحسن رحمه اللّٰه وجماعة أهل العلم على أن أبا محمد لم يبتدع هذا القول–ولعله تبع فيه محمد بن سعد فإنه ذكره فی كتاب الطبقات عن الواقدی والمدائنی بالحاء المهملة–وليس هذا القول بشیء–والصحيح أنه بالجيم انتهى قول الأمير.

وقد حشاه فی الإكمال فقال:وقال عبد الغنی بن سعيد هو الرحال بالحاء المهملة وغلطه فيه الصورى–وقد قال هذا القول قبله الإمامان فی معرفة السير محمد بن عمر الواقدی وعلی بن محمد المدائنی حكاه عنهما ابن سعد فی الطبقات والأكثر بالجيم انتهى–وهذا غريبٌ من الأمير رحمه اللّٰه)(توضیح المشتبہ فی ضبط اسماء الرواۃ-جلد چہارم:ص84-مکتبہ شاملہ)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قسط اول تا قسط یازدہم

قسط اول سے قسط یازدہم تک یہ بحث ہے کہ اگر کفر کلامی کا صحیح فتویٰ ایک مفتی نے بھی جاری کیا ہو تو وہ فتویٰ سب کو ماننا لازم ہے۔ اگر کفر کلامی کا غلط فتویٰ علما کی ایک جماعت نے بھی جاری کیا ہو تو اس کو نہ ماننا لازم ہے۔ یہاں مفتیوں کی تعداد سے حکم کا تعلق نہیں ہے، بلکہ فتویٰ کے صحیح اور غلط ہونے کے اعتبار سے حکم شرعی نافذ ہوتا ہے۔ اہل فتویٰ کی قلت تعداد و کثرت تعداد کا کوئی دخل نہیں۔ تکفیر کے شرائط متحقق ہیں تو ملزم کافر ہوگا، خواہ ایک ہی مفتی نے کفر کا فتویٰ دیا ہو۔ اگر تکفیر کے شرائط متحقق نہیں تو ملزم کافر نہیں، گرچہ علما کی ایک جماعت نے کفر کا فتویٰ دیا ہو۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی تکفیر میں شرط تکفیر مفقود ہے۔

اگر ایک جگہ پچاس ساٹھ معتبر علمائے متکلمین جلوہ افروز تھے۔ وہاں ایک ہندو بیٹھا ہوا تھا۔ کسی گاؤں کے چار پانچ سو باشرع مسلمان آئے اور بتائے کہ ہمارے گاؤں کا زید (کلمہ گو) روزانہ مندر جا کر بت پوجتا ہے۔ ہم سب لوگ اسے روزانہ مندر میں بت پوجتے دیکھتے ہیں۔ ہم لوگ اسے بہت سمجھائے کہ یہ کفر ہے۔ اس نے دیڑھ، دوسو عالموں سے بھی پوچھا۔ تمام عالموں نے کہا کہ بت پوجنا کفر ہے، لیکن وہ ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے بت پرستی کرتا ہے، کیوں کہ اس کے تجارتی تعلقات ہنود سے ہیں تو ہم اسے مومن سمجھیں یا کافر؟

ابھی علمائے اسلام نے کچھ جواب دیا نہیں تھا کہ وہاں بیٹھا ہوا ہندو بول پڑا کہ ایسا آدمی مسلمان نہیں ہے۔ اس کے بعد علمائے متکلمین نے بھی فرمایا کہ ایسا آدمی مسلمان نہیں۔

اب اگر کوئی کہے کہ زید کو سب سے پہلے ایک ہندو نے غیر مسلمان کہا تھا، اس لیے ہم زید کو غیر مسلمان نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ کوئی ہندو فتویٰ دینے کا اہل نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ فلاں ہندو کے کہنے کے سبب زید کافر نہیں ہوا ہے، بلکہ اپنے عمل یعنی بت پرستی کے سبب کافر ہوا ہے، اسی لیے ایک ہندو نے اس کو غیر مسلمان کہا تو

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

علمائے اسلام نے بھی اسے غیر مسلمان کہا۔

اگر وہ ہندو اسلامی تعلیم سے ناآشنا تھا تو اس نے محض اپنی سمجھ سے یہ بات کہہ ڈالی۔ اگر وہ ہندو مستشرقین کی طرح اسلامی تعلیم سے آشنا تھا اور اس نے دیکھا کہ یہاں اتنے مسلمانوں نے زید کی بت پرستی کی خبر دی جو تعداد خبر متواتر کے لیے بہت کافی ہے، اور ان لوگوں نے اپنی آنکھوں سے زید کو بت برستی کرتے دیکھا اور بت پرستی کفر ہے۔

زید ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے بت پرستی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بلا جبر و اکراہ اپنے قصد و رضا سے ہوش و حواس کے ساتھ بت پرستی کرتا ہے۔ اسے یہ بھی یقین سے معلوم ہے کہ بت پرستی کفر ہے تو یہاں تکفیر کی شرطیں موجود ہیں تو وہ کافر ہے۔

محض ہندو ہونے کے سبب کسی کی بات رد نہیں کی جاسکتی ہے، نہ ہی مسلمان ہونے کے سبب کسی کی بات قبول ہوسکتی ہے۔ کوئی مفتی اسی زید بت پرست کو مومن کہے تو یقیناً یہ بھی اسی کی طرح کافر مانا جائے گا۔

قسط دوازدہم تا قسط چہاردہم

قسط دوازدہم سے قسط چہاردہم تک تکفیر کلامی کے فتویٰ پر علمائے کرام کے اجماع کا ذکر ہے۔ قسط سیزدہم میں کتاب الشفا اور شروح شفا کی وہ عبارتیں منقول ہیں، جن میں اس امر کا بیان ہے کہ کفر پر اجماع ہوجائے تو اس کا انکار کفر ہے۔

دراصل اجماع اسی کفر پر ہوگا جو صحیح ہو، اور صرف کفر کلامی پر اجماع ہوگا، کیوں کہ کفر فقہی میں متکلمین کا لفظی اختلاف ہوتا ہے، پھر اس امر کے کفر ہونے پر اتفاق نہیں ہوسکتا۔

قسط پانزدہم تا قسط بستم

قسط پانزدہم سے قسط بستم اعتقادی مسائل کے تصدیقی ہونے کا ذکر ہے، اور اس بات کی وضاحت ہے کہ اعتقادی مسائل میں حصول یقین ضروری ہے، استدلال ضروری

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

نہیں۔ایمان مقلد صحیح ہے، جب کہ اس کو عقائد اسلامی کا یقین حاصل ہو۔ایمان مقلد کے صحیح ہونے پر تمام علمائے اہل سنت متفق ہیں۔

بعض علمائے اہل سنت نے اس کے لیے استدلال کو لازم قرار دیا جو نظر واستدلال کی اہلیت رکھتا ہو۔عدم استدلال کے سبب وہ گنہ گار ہوگا، نہ کہ کافر۔

دیابنہ کی عبارتیں کفریہ معنی میں میں مفسر ہیں۔اس کے باوجود دیوبندی لوگ اپنی کفریہ عبارتوں کی تاویل کرتے ہیں۔آخر میں چار مضامین مفسر کی توضیح وتشریح سے متعلق ہیں۔

اصحاب علم وفضل سے عرض ہے کہ مشمولات ومندرجات میں کہیں لغزش وخطا ہو تو اطلاع فرمائیں، تاکہ تصحیح ہوسکے: جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین (آمین)

تکفیر کے اصول وضوابط، تکفیر دیابنہ وقادیانی اور دیابنہ ومذبذبین کے سوالوں کے جوابات ''البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیہ'' میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہیں۔اس کے رسائل ٹیلی گرام پر اپ لوڈ ہیں۔اس سے استفادہ کریں۔اجمالی خاکہ درج ذیل ہے۔

''البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیہ'' کے رسائل

(1) دفع الاذیٰ عن حبیب الوریٰ ﷺ
(2) مقال العرفان فی التصدیق والایمان
(3) جمع الاقاویل فی احکام التاویل
(4) اقوال المحققین فی ضروریات الدین
(5) تنقیح الکلام فی قواطع الاسلام
(6) الطامۃ الکبریٰ علی الکفرۃ الفجرہ
(7) ازالۃ الاوہام عن قلوب الانام
(8) ارشاد الحیر ان الیٰ فردوس الایمان
(9) سوط الرحمٰن علیٰ قرن الشیطان
(10) السیف العجیب علیٰ شاتم الحبیب ﷺ
(11-12) الہدایۃ والارشاد الیٰ دین خیر العباد ﷺ

تفاصیل اجزاء الکتاب

المقدمة فی بیان فضائل الحبیب صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم

الخاتمة فی بیان اسباب التالیف وبیان سبب تصدیق جدید لحسام الحرمین

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بیان موضوعات الرسائل

(۱)الرسالة الاولٰی فی بیان اٰداب حضرة الحبیب صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم وما لایجوز فی حقه صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم

(۲) الرسالة الثانیة فی بیان معنی الایمان والکفر وبیان اصول التکفیر وتفصیل الکفراللزومی والکفرالالتزامی

(۳)الرسالة الثالثة فی بیان معنی المتعین والمتبین وبیان احکام التاویل وبیان معنی القطعی بالمعنی الاخص والقطعی بالمعنی الاعم

(۴)الرسالة الرابعة فی توضیح ضروریات الدین وضروریات اهل السنة

(۵)الرسالة الخامسة فی بیان الکفر الکلامی والکفر الفقهی واحکام الکفر الکلامی والکفر الفقهی

(۶)الرسالة السادسة فی بیان احکام المرتدین الاربعة من الدیابنة

(۷)الرسالة السابعة فی بیان احوال حسام الحرمین ودفاع الدیابنة

(۸) الرسالة الثامنة فی دفع ایرادات الدیابنة ودفع ایرادات البجنوری

(۹)الرسالة التاسعة فی بیان احکام المبتدعین واحوال الوهابیة والتبلیغیة

(۱۰)الرسالة العاشرة فی توضیح تکفیرالدهلوی ودفع الایرادات التی تورد علٰی تکفیره الفقهی

(۱۱،۱۲)الرسالة الحادیة عشر والثانیة عشرفی رد فیض الرسول الباکستانی

وماتوفیقی الا باللہ العظیم::والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم::وآلہ العظیم

طارق انور مصباحی

22:جمادی الاولی1422 مطابق 07:جنوری 2021= بروز:پنج شنبہ

رابطہ نمبر:9513209853

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر تحقیقی ہے یا تقلیدی؟

خلیل بجنوری نے اپنی کتاب انکشاف حق میں جا بجا لکھا ہے کہ تکفیر کا مسئلہ تقلیدی نہیں، تحقیقی ہے۔اب فرقہ بجنوریہ بھی خوب زور شور سے اس مسئلہ کی تشہیر کر کے لوگوں کو کنفیوزن میں مبتلا کر رہا ہے۔

تقلید صرف اجتہادی مسائل میں ہوتی ہے۔باب اعتقادیات میں تقلید نہیں ہوتی، بلکہ تصدیق ہوتی ہے۔

ایمان کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے: ہوالتصدیق بما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایمان تصدیق کا نام ہے، تحقیق کا نہیں۔

مستشرقین میں سے اکثر کو ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت کی تحقیق حاصل ہوتی ہے، لیکن اگر وہ تصدیق نہیں کرتے تو مومن نہیں۔

اب بتائیں کہ اعتقادی مسائل کی تصدیق فرض ہے یا تحقیق فرض ہے؟

ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیلی مضامین آئیں گے۔

''البرکات'' میں مختلف مقامات پر اس کی تشریح مرقوم ہے۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:05:نومبر 2020

☆☆☆☆☆

وضاحت: خلیل بجنوری نے تحقیقی کا جو مفہوم بیان کیا ہے۔بجنوری کی کتاب کے حوالہ سے وہ مفہوم قسط پانزدہم میں نقل کیا گیا ہے۔بعد کے لوگ بجنوری کے پیروکار ہیں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط اول

خلیل بجنوری اور فرقہ بجنوریہ کی سازشیں

خلیل بجنوری کے بعد فرقہ بجنوریہ اس مدعا کو بڑے زور وشور سے اٹھا رہا ہے کہ مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں، بلکہ تحقیقی ہے تو انہیں یہ بھی واضح کرنا چاہئے کہ یہ کس کے لیے تحقیقی ہے اور کس کے واسطے تقلیدی؟

نیز تحقیقی ہونے کا مطلب کیا ہے؟ مسئلہ تکفیر ہر ایک کے واسطے تحقیقی نہیں ہوسکتا۔ عوام الناس کو مسئلہ تکفیر میں تحقیق کی اجازت نہیں، بلکہ عوام مسلمین کو کفر کلامی وکفر فقہی دونوں میں فتویٰ کفر کی تصدیق لازم ہے، کیوں کہ شرعی حکم ماننا عام وخاص ہر ایک کو لازم ہے۔

اسی طرح اگر کفر کلامی کا مسئلہ ہے تو غیر متکلم فقہا کو متکلمین کا اتباع کرنا ہے اور اس فتویٰ کی تصدیق کرنی ہے۔ فقیہ اگر متکلم نہ ہو تو ان کو کفر کلامی کے باب میں تحقیق کا حکم نہیں، بلکہ صرف تصدیق کا حکم ہے۔ تحقیق کا حکم اسی کو ہوسکتا ہے جو تحقیق کا اہل ہو۔

غیر اہل کو (فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون) کا حکم ہوگا۔ کسی کو اس کی قوت سے باہر کسی امر کا مکلّف نہیں بنایا جاتا: لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا (سورہ بقرہ: آیت 286)

سوال: اگر کسی متکلم نے کفر کلامی کا صحیح فتویٰ دیا ہے تو دیگر متکلمین پر بھی تصدیق فرض ہے، ورنہ کافر کو مومن قرار دینا لازم آئے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ دیگر متکلمین کو تصدیق کے ساتھ تحقیق بھی فرض ہے یا نہیں؟

جواب: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے مدعیان

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

نبوت اوران کے متبعین کومرتد قرار دیا اوران کے متبعین کوبھی مرتد قرار دیا اوران لوگوں سے جنگ فرمائی۔

عہد صدیقی کے بعد سے آج تک بہت سے مدعیان نبوت ظاہر ہوئے۔علمائے حق نے ان تمام کومرتد قرار دیا۔کتاب الشفا:قسم رابع میں بہت سے مرتدین کا ذکر ہے۔ان میں سے بہت سے مرتدین کوسلاطین اسلام نے اپنے اپنے عہد میں قتل بھی فرمایا۔

عہد صدیقی سے آج تک تمام فقہا ومتکلمین و جملہ مومنین ان تمام مدعیان نبوت اور ان کے متبعین کو(باستثنائے تائبین) مرتد مانتے ہیں،لیکن کتنے متکلمین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سے آج تک کے تمام مرتدین و جملہ مدعیان نبوت سے متعلق فتویٰ کفر کی تحقیق کی ہے؟ عہد حاضر کے ہی متکلمین سے دریافت کرلیں۔

اگر متکلمین بلاتحقیق محض ان مدعیان نبوت اور الوہیت مرتضوی کے قائلین ودیگر مرتدین کی تکفیر کی روایت کے سبب ان تمام کوکافر مانتے ہیں تو بلاتحقیق ان متکلمین نے ان مرتدین کومرتد کیسے مان لیا؟ پس علمائے اسلام کے اعتقاد وعمل سے ظاہر ہوگیا کہ ہرایک پر تحقیق فرض نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان مدعیان نبوت ودیگر مرتدین کے کفریہ اقوال تواتر کے ساتھ منقول ہوکر ہم تک آئے یانہیں؟ اگر وہ کفریہ اقوال تواتر کے ساتھ منقول ہوکر آئے ہیں تو وہ کن کتابوں میں منقول ہیں؟

ان کے کلام میں احتمال بالدلیل یا بلا دلیل ہے یانہیں؟ قائلین یعنی مدعیان نبوت ودیگر مرتدین کی طرف ان اقوال کی نسبت متواتر ہے یانہیں؟ متکلم نے وہ بات ہوش وحواس میں قصداً کہی تھی یانہیں؟ یعنی کلام،متکلم وتکلم تینوں جہات سے احتمال بلا دلیل بھی معدوم ہے یانہیں؟

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

فرقہ بجنوریہ کے پرجوش مبلغین ان سب سوالوں کے جواب لکھیں، کیوں کہ کفر کلامی کی تحقیق کے لیے مذکورہ بالا امور کی ضرورت ہے۔

اگر ان تمام کے کفریہ اقوال تواتر کے ساتھ منقول نہ ہو سکے، صرف ان مرتدین سے متعلق حکم کفر تواتر کے ساتھ منقول ہوا ہے تو پھر ان کے کفر کلامی کی تحقیق کیسے ہوگی؟

تحقیق کے وقت دیکھنا ہوگا کہ کفریہ کلام میں کوئی احتمال ہے یا نہیں؟ اسی طرح اس کلام کی نسبت قائل کی طرف یقینی ہے یا نہیں؟ قائل نے ہوش وحواس میں بلا جبر واکراہ اپنے قصد وارادہ ورضامندی سے وہ کلام کہا یا نہیں؟ بعد میں توبہ ورجوع کیا یا نہیں؟ ان تمام امور کی تحقیق ہوتی ہے۔ جب ان مدعیان نبوت وجملہ مرتدین کا کفریہ کلام ہی منقول نہیں تو تحقیق کیسے ہوگی؟ یا خبر واحد کے طور پر منقول ہے تو آج علما ان کو کافر کیسے کہتے ہیں؟

دراصل یہ لوگ تحقیقی ہونے کا غلط مفہوم بتاتے ہیں، اور یہ بھی غلط ہے کہ مسئلہ تکفیر ہر ایک کے لیے تحقیقی ہے۔ بجنوری مبلغین مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کسی مفتی نے کسی کو کافر قرار دیا تو اس بارے میں ہر ایک مفتی کو اپنی تحقیق کی روشنی میں اختلاف کا حق حاصل ہے، یعنی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کو اختلاف کا حق حاصل ہے، حالاں کہ کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں کسی کو بھی اختلاف کا حق نہیں، حتی کہ خود اس مفتی کو بھی رجوع کا حق حاصل نہیں۔ ہاں، جب مرتکب توبہ کر لے تو حکم کفر خود ہی ختم ہو جائے گا۔

دیگر متکلمین کو تحقیق کا حق حاصل ہے، اس کا محض مفہوم یہ ہے کہ وہ تکفیر کے دلائل میں غور وفکر کر سکتے ہیں، لیکن فتویٰ صحیح ہونے کی صورت میں اختلاف کا حق نہیں۔

اگر وہ فتویٰ ہی غلط ہے تو وہاں کفر کلامی موجود ہی نہیں تو کفر کلامی میں اختلاف نہیں ہوا، بلکہ ایک غلط فتویٰ میں اختلاف ہوا۔ ضروری تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مسئلہ تکفیر کلامی کی تحقیق کے تین معانی

(1) مسئلہ تکفیر کلامی کی اصل تحقیق وہ مفتی کرتا ہے جو کسی کے کافر کلامی ہونے کا فتویٰ جاری کرتا ہے۔ وہ کفریہ کلام، اور تکفیر کے شرائط وقوانین اور اس کفریہ کلام کے امثال ونظائر پر غور کرتا ہے کہ شرائط تکفیر متحقق ہیں یا نہیں؟ جہات محتملہ میں سے کسی جہت میں کوئی احتمال قریب یا احتمال بعید موجود ہے یا نہیں؟ تمام تحقیقات کے بعد حکم جاری کرتا ہے۔

جب وہ تحقیق کامل کے بعد کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری کردے تو ملزم کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہوگیا۔ جس کو اس فتویٰ کفر کی متواتر روایت پہنچی، اس پر لازم ہے کہ ملزم کو کافر کلامی مانے۔ عنداللہ ملزم اسی وقت کافر کلامی ہوگیا تھا، جب اس نے کفریہ کلام کہا تھا۔ مفتی کے نزدیک اس وقت کافر کلامی ہوگیا تھا، جب اس کی تحقیق مکمل ہوگئی تھی۔ دوسروں کے نزدیک اس وقت کافر کلامی ہوا، جب ان کو کفر کلامی کے صحیح فتویٰ کا علم ہوا۔

(2) تحقیق کا ایک معنی ہے: تکفیر کی دلیل اور اس کی تفصیل کا علم حاصل کرنا۔ یہ ہر ایک اہل کے لیے درست ہے۔ اس تحقیق میں بیان کردہ حکم شرعی سے انحراف کی کوئی صورت نہیں، بلکہ صرف اس کے دلائل اور تفصیلات کا علم حاصل کیا جاتا ہے۔

عام مقلد کو اپنے امام مجتہد کے اجتہادی مسئلہ سے انحراف کی اجازت نہیں، لیکن مجتہد نے کس دلیل یعنی کس آیت، حدیث، یا کس اجماعی مسئلہ پر قیاس کرکے کسی فقہی مسئلہ کا استنباط کیا ہے، ان تفصیلات کا علم حاصل کرنا اس مقلد کے لیے جائز ہے۔ اگر اس کو تحقیق کہا جائے تو ایسی تحقیق کی اجازت ہے، لیکن مقلد کو مسئلہ کے استنباط کی اجازت نہیں۔

(3) بجنوری نے تحقیق کا یہ مفہوم بیان کیا کہ ہر ایک کو اپنی تحقیق کے مطابق کسی کو کافر اعتقاد کرنا ہے۔ بجنوری کا یہ نظریہ غلط ہے۔

بجنوری کے بیان کردہ مفہوم میں مسئلہ تکفیر کے بیان کردہ حکم شرعی سے انحراف کی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

صورت ، بلکہ انحراف کی ترغیب موجود ہے۔ مسئلہ تکفیر کو تحقیقی بتا کر بیان کردہ حکم شرعی سے انحراف کی ترغیب ہی مقصود ہے، تا کہ لوگ کسی طرح فرقہ دیوبندیہ کے عناصر اربعہ کو مومن تسلیم کرلیں۔ بجنوری اور فرقہ بجنوریہ ناموس رسالت کے محافظ نہیں ، بلکہ طواغیت اربعہ کی عزت وناموس کے محافظ ونگہبان ہیں۔ اِن کا انجام بھی وہی ہوگا جو اُن کا انجام ہوگا۔

مسئلہ تکفیر میں عوام کو تحقیق کی اجازت نہیں

امام احمد رضا قادری نے تحریر فرمایا: ''جاہل کو احکام شرع خصوصًا کفر واسلام میں جرأت سخت حرام، اشد حرام ہے۔ کوئی ہو، کسے باشد۔ واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ششم: ص209- رضا اکیڈمی ممبئی)

توضیح: منقولہ بالا اقتباس سے واضح ہوگیا کہ عوام کو مسئلہ تکفیر یا دیگر مسائل میں تحقیق کی اجازت نہیں۔ تحقیق کے تین معانی کا بیان ماقبل میں مرقوم ہوا۔

مسئلہ تکفیر کلامی میں غیر متکلم فقہا کو تحقیق کی اجازت نہیں

امام محمد غزالی شافعی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) نے تحریر فرمایا کہ کفر کلامی کا فتویٰ صرف علمائے متکلمین جاری کریں گے، اور فقہا کو ان کی تقلید لازم ہے۔ غیر متکلم فقہائے کرام کو کفر کلامی کا فتویٰ جاری کرنے کی اجازت نہیں۔

فرقہ بجنوریہ مسئلہ تکفیر میں امام غزالی کو اپنا آئیڈیل مانتا ہے، اس لیے امام غزالی قدس سرہ العزیز کی عبارتیں حوالہ میں نقل کی جاتی ہیں۔

(الف)قال الغزالی: {فاذا فَهِمْتَ اَنَّ النَّظرَ فی التکفیر موقوفٌ علٰی جمیع هذه المقالات التی لا یَسْتَقِلُّ بِاٰحَادِهَا الا المبرزون-عَلِمْتَ اَنَّ الْمُبَادِرَ اِلٰی تَکْفِیْرِ مَنْ یُخَالِفُ الاشعریَّ اَوْ غَیْرَه جَاهِلٌ مُجَازِفٌ-وَکَیْفَ یَسْتَقِلُّ الْفَقِیْهُ بمجرد الفقه بهٰذا الخطب العظیم-وَاَیُّ رُبْعٍ من ارباع الفقه

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

يُصَادِفُ هذه العلوم.

فاذا رَأَيْتَ الْفَقِيْهَ الذى بضاعتُه مجردُ الفقه،يخوضُ فى التكفير والتضليل–فَاعْرِضْ عنه وَلَاتَشْتَغِلْ به قَلْبَکَ وَلِسَانَکَ –فَإِنَّ التَّحَدِّیَ بالعلوم غَرِيْزَةٌ فى الطبع–لَا يَصْبِرَعَنْهَا الْجُهال–وَلِاَجَلِه كَثُرَ الْخلافُ بين الناس وَلَوْسَكَتَ مَنْ لَايَدْرِى–لَقَلَّ الْخِلَافُ بَيْنَ الْخَلْقِ}

(فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ :ص74)

تکفیر کلامی میں فقہا کو متکلمین کی تقلید لازم

تکفیر کلامی میں جہات محتملہ کا قطعی بالمعنی الاخص ہونا ضروری ہے،اس لیے اس کا سمجھنا آسان ہے، کیوں کہ وہاں احتمال بلا دلیل بھی نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر سمجھ میں نہ آئے تو بھی فقہا کو متکلمین کا فتویٰ تکفیر ماننا لازم ہے۔

مذہب شافعی میں اجماع شرعی میں غیر کافر بدعتی کا لحاظ ہوگا، کافر بدعتی کا نہیں۔اگر فقہا کو کسی کافر بدعتی کے کفر کا علم نہ ہوسکا اور فقہا نے اس کافر بدعتی کے اختلاف کے سبب اجماع کو غیر منعقد سمجھا تو اس صورت کا حکم بیان کرتے ہوئے امام غزالی نے تحریر فرمایا کہ اگر فقہا کو اس بدعتی کے کفریہ قول کا علم تھا تو فقہا پر لازم تھا کہ متکلمین سے دریافت کرتے، اور پھر متکلمین کا فتویٰ ماننا ان پر لازم ہوتا۔اگر فقہا کو اس بدعتی کے غلط قول کی اطلاع ہی نہیں تھی تو فقہا عدم علم کے سبب اجماع کو غیر منعقد قرار دینے میں معذور ہوں گے۔

(ب)قال الغزالى: {فان قيل:فَلَوْ تَرَکَ بَعْضُ الفقهاء الاجماعَ بِخِلَافِ الْمُبْتَدِعِ الْمُكَفَّرِ اِذَا لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ بدعته تُوْجِبُ الْكُفْرَ–وَظَنَّ اَنَّ الاجماع لاينعقد دونه–فَهَلْ يُعْذَرُ من حيث اَنَّ الفقهاء لايطلعون عَلٰى مَعْرِفَةِ مَا يُكَفَّرُ بِه من التاويلات؟

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قلنا لِلْمَسْئَلَةِ صُوْرَتَانِ.

(۱)اِحْدَاهُمَا اَنْ يَقُوْلَ الفقهاء:نحن لَا نَدْرِیْ اَنَّ بدعته توجب الكفرَ اَمْ لَا؟ففی هذه الصورة لا يُعْذَرُوْنَ فِيْهِ اِذْ يَلْزَمُهُمْ مُرَاجَعَةُ علماء الاصول، ويجب على العلماء تعريفُهم، فاذا اَفْتوهُمْ بكُفْرِه فعليهم التقليد–فَاِنْ لَمْ يَقْنَعْهُمُ التَّقليد–فَعَلَيْهِمُ السُّوَالُ عن الدليل،حَتّٰى اذا ذُكِرَ لهم د ليلُه، فَهِمُوْهُ لَامَحَالَةَ–لِاَنَّ دَلِيْلَهُ قَاطِعٌ،فَاِنْ لَمْ يُدْرِكْهُ فَلا يَكُوْنُ مَعْذُوْرًا،كَمَنْ لَا يُدْرِكُ دَلِيْلَ صدق الرسول صلى اللّٰه عليه وسلم فانه لَا عُذْرَ مَعَ نَصْبِ اللّٰهِ تَعَالٰى الْاَدِلَّةَ الْقَاطِعَةَ.

(۲)الصورة الثانية اَنْ لَايكونَ بَلَغَتْهُ بِدْعَتُه وَعَقِيْدَتُه فَتَرَكَ الْاِجْمَاعَ لِمُخَالَفَتِه فَهُوَ مَعْذُوْرٌ فِیْ خَطَأِهٖ وَغَيْرُ مُوَاخَذٍ بِه}

(المستصفٰی من علم الاصول جلداول:ص184)

توضیح:جب متکلمین کفرکلامی کا فتویٰ صادر کردیں تو فقہا کو ان کی تقلید لازم ہے۔فقہا مسئلہ کو سمجھنے کے واسطے متکلمین سے دلائل دریافت کر سکتے ہیں،لیکن انکار کا حق نہیں ،خواہ فقہا کو متکلمین کے دلائل سمجھ میں آئیں،یا نہ آئیں۔

اسی طرح جب کفرکلامی پر اجماع ہوجائے تو حکم کفر مزید مؤکد ہوجاتا ہے،لیکن اگر ایک ہی متکلم نے کفرکلامی کا صحیح فتویٰ جاری کیا،اور ابھی کفرکلامی کے فتویٰ پر اجماع نہیں ہوا تو بھی دیگر متکلمین کو اختلاف کی اجازت نہیں۔اگر کفرکلامی کا وہ فتویٰ صحیح ہے تو آخر اختلاف کس بنیاد پر؟اگر بلاوجہ انکار کرتا ہے تو ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا حکم جاری ہوگا۔

اگر کوئی شبہہ واحتمال ہے تو اصل مفتی سے دریافت کرے۔اعتراض ہونے پر امام احمد رضا قادری نے بھی ''تمہید ایمان'' میں رفع احتمالات کی وضاحت فرمائی۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

الحاصل دیگر متکلمین کو تحقیق کی اجازت ہے، لیکن فتویٰ صحیح ہونے کی صورت میں اختلاف کا حق حاصل نہیں اور تحقیق کا فائدہ محض حقائق و دلائل کا ادراک ہے، جیسے فقہی امور میں مقلد کو اپنے امام مجتہد کے دلائل کے ادراک کا حق حاصل ہے، لیکن مقلد کو اپنے امام مجتہد سے اختلاف کا حق نہیں۔ اسی طرح کفر کلامی کا فتویٰ صحیح ہے تو کسی کو اختلاف کا حق نہیں۔

تکفیر کلامی میں دیگر متکلمین کو تحقیق کی اجازت، لیکن تحقیق فرض نہیں

سوال: اگر کسی متکلم نے کسی پر کفر کلامی کا حکم جاری کیا تو دیگر متکلمین آنکھ بند کر کے اسے تسلیم کر لیں، یا تحقیق کا حق انہیں حاصل ہے؟

جواب: دیگر متکلمین کو تحقیق کا حق حاصل ہے، لیکن فتویٰ صحیح ہونے کی شکل میں انکار کا حق حاصل نہیں۔ کوئی احتمال سمجھ میں آئے تو خود اسی مفتی سے سوال کرنا ہوگا، جس نے کفر کا فتویٰ جاری کیا ہے، جیسے مانعین زکات سے حکم جہاد جاری کرنے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا تھا۔ مذکورہ مفتی نہ ہوں تو دیگر اہل علم سے دریافت کرے۔

خلیل بجنوری نے تحقیق کو انکار کا مرادف قرار دے دیا، اور جا بجا لکھا کہ ہر ایک کو تحقیق کا حق ہے، یعنی انکار کا حق ہے، حالاں کہ یہ نظریہ غلط ہے۔ اگر دیگر متکلمین کو بلا سبب انکار کا حق حاصل ہو جائے تو ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا مفہوم ہی باطل ہو جائے گا۔

شریعت، عقل کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ اگر دیگر متکلمین کو حق انکار حاصل ہو جائے تو ایک ہی ملزم کسی کے یہاں قطعی کافر ہوگا اور کسی کے یہاں مومن ہوگا اور ایمان و کفر دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور مذکورہ صورت میں ایک ہی جگہ ایمان و کفر کا قطعی طور پر پایا جانا لازم آتا ہے، اور یہ اجتماع ضدین ہے، نیز باب اعتقادیات میں دو قول حق نہیں ہو سکتے، پس یقینی طور پر ایک قول باطل ہوگا۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہاں، فقہ کے اجتہادی مسائل میں ایسے متضاد اقوال کو حق تسلیم کیا جاتا ہے، کیوں کہ وہ ظنی امور ہیں اور وہاں دونوں قول کو ظنی طور پر حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قسط دوم میں مزید وضاحت رقم کی جائے گی۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم :: وآلہ العظیم

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 06: نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط دوم

مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے کا مفہوم

قسط اول میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا کہ مسئلہ تکفیر میں عوام الناس کو تحقیق کی اجازت نہیں اور کفر کلامی کے مسئلہ میں غیر متکلم فقہا کو تحقیق کی اجازت نہیں۔

دوسری بات یہ کہ جب ایک متکلم نے کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری کیا تو دیگر متکلمین کو تحقیق کی اجازت حاصل ہے، لیکن تحقیق فرض نہیں۔ ہاں، فتویٰ صحیح ہونے کی صورت میں ہر متکلم، ہر فقیہ اور ہر عام مومن پر اس فتویٰ کی تصدیق فرض ہے۔

تحقیق اس متکلم و مفتی پر فرض ہے جو کفر کا فتویٰ جاری کرے۔ جب کفر کا صحیح فتویٰ جاری ہو گیا تو اب وہ مسئلہ مثلاً زید کا کافر ہونا باب اعتقادیات کا ایک مسئلہ ہو گیا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ باب اعتقادیات کے تحقیقی اور تقلیدی ہونے کا مفہوم لکھا جائے گا۔

مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے کا مفہوم درج ذیل ہے۔

مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جو عالم و مفتی فتویٰ کفر جاری کرے، وہ شرعی اصول و قوانین کو موجودہ کفریہ قول و فعل پر منطبق کرے، پھر اگر اس قسم کی جزئیات یا اس کے نظائر و امثال موجود ہیں تو ان پر غور و فکر کرے، جہات محتملہ کی تحقیق کرے کہ وہ یقینی درجہ میں ہیں یا محض ظنی ہیں؟ تمام شرائط کی تحقیق کے بعد فتویٰ کفر جاری کرے۔ غیر اہل کو تحقیق کی اجازت نہیں ہے، بلکہ علمائے محققین کے فیصلے کو تسلیم کرنا اسے لازم ہے۔

خلیل بجنوری نے مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے کی غلط تشریح کی، اور یہ بتایا کہ ہر ایک کو

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ذاتی تحقیق کی بنا پر کسی کو کافر ماننا ہے۔فرقہ بجنور یہ اس سوال کا جواب دے کہ اگر مسئلہ تکفیر میں ہر ایک پر تحقیق فرض ہے تو عہد صدیقی اور مابعد کے مدعیان نبوت کو ذاتی تحقیق کے بغیر محض تقلیدی طور پر علمائے سلف وخلف مرتد کیسے مانتے ہیں؟

حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الوہیت کے قائلین کو آج تک مرتد تسلیم کیا جاتا ہے،لیکن کوئی تحقیق نہیں کرتا کہ ان کے کفریہ اقوال کیا تھے؟کسی جہت میں احتمال موجود ہے یا نہیں؟اسی طرح عہد ماضی کے بہت سے مرتدین کا ذکر کتاب الشفا وغیرہ میں ہے۔ان کو آج بھی مرتد تسلیم کیا جاتا ہے،حالاں کہ ان کے کفریہ اقوال تواتر کے ساتھ مروی نہیں،نیز آج جہات ثلاثہ یعنی کلام،متکلم اور تکلم میں احتمال پیدا ہو تو اس احتمال کا دفع بھی مشکل ہے۔

تمام تحقیقات تکفیر کے وقت کی جاتی ہے،لیکن وہ تمام تفصیلات منقول نہیں ہوتیں۔ امام احمد رضا قادری نے ''تمہید ایمان'' اور فتاویٰ رضویہ (جلد یازدہم:ص 73-جلد ششم: ص 47-رضا اکیڈمی ممبئی) میں بھی اشخاص اربعہ کی تکفیر سے متعلق رفع احتمال کی صورتیں بیان فرمائی ہیں۔وقعات السنان اور الموت الاحمر وغیرہ میں بھی رفع احتمال کی توضیح وتشریح ہے،لیکن عہد ماضی کی تکفیر کلامی کی اس قدر تفصیلات منقول نہیں،پھر بھی کافر کو کافر ماننا ہے۔

(کتاب الشفا اور اس کی شروحات کے حوالے سے یہ بات قسط پنجم مرقوم ہے)

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی اجازت نہیں

اگر کسی پر کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری ہو جائے تو عالم وغیر عالم کسی کو بھی اختلاف کی اجازت نہیں۔کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین میں اختلاف،انکار یا توقف کی اجازت نہیں۔

مندرجہ ذیل عبارتوں میں عالم وغیر عالم کی تفریق کے بغیر یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ کافر کلامی کے کفر کا جو انکار کرے،وہ کافر ہے۔ہاں،اگر کفر کلامی کا فتویٰ ہی غلط تھا تو وہاں

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کفر کلامی میں اختلاف نہ ہوگا، بلکہ غلط فتویٰ میں اختلاف ہوگا۔کوئی فرد کافر کلامی اسی وقت قرار پائے گا، جب کفر کلامی کا صحیح حکم اس پر وارد ہو، ورنہ وہ کافر کلامی نہیں۔

کافر کلامی کے کفر کا انکار اور اس میں شک کرنے والا بھی کافر کلامی ہے، پھر جو اس منکر کو کافر نہ مانے، وہ بھی کافر کلامی ہوگا۔کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات دین سے ہے۔جس کسی نے کافر کلامی کو مومن بتایا، اس نے ضروری دینی کے انکار کو ایمان بتایا۔ضروری دینی کی تصدیق ایمان ہے، نہ کہ انکار۔اس سے متعلق علمائے کرام کی عبارات درج ذیل ہیں۔

قال القاضی بعد ذکر الاقوال الکفریة: {فَلَا شَکَّ فی کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعًا اجماعًا وَسَمْعًا–کذلک وقع الاجماع علٰی تکفیر کل مَنْ دَافَعَ نَصَّ الْکتاب اَوْ خصَّ حدیثًا مجمعًا علٰی نقله مقطوعًا به مجمعًا علٰی حمله علٰی ظاهره کتکفیر الخوارج بابطال الرجم–ولهٰذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل اَوْ وَقَفَ فیهم او شَکَّ اَوْ صَحَّحَ مَذْهَبَه وان اظهر مع ذلک الاسلام واعتقده–واعتقد ابطال کل مذهب سواه فهو کافرٌ باظهاره مَا اَظْهَرَ من خلاف ذلک}

(کتاب الشفا جلد دوم: ص286-دار الکتب العلمیہ بیروت)

قال الخفاجی: {(قطعا)ای جزمًا من غیر تردد فیه(اجماعًا)ای بالاجماع(وسمعًا)من اللّٰه ورسوله وکتابه وسنته}

(نسیم الریاض جلد ششم: ص358-دار الکتب العلمیہ بیروت)

قال القاری: {(قطعا)ای بلاشبهة(اجماعا)بلا مخالفة(وسمعا)ای وسماعا من الکتاب والسنة مایدل علی کفرهم بلامریة}

(شرح الشفا للقاری جلد دوم: ص520-دار الکتب العلمیہ بیروت)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

توضیح: مذکورہ بالا اقتباسات سے واضح ہوگیا کہ ضروریات دین کے منکر کا کافر ہونا قرآن وحدیث اور اجماع متصل سے ثابت ہے۔ تکفیر قطعی کے شرائط واحکام قیاس واجتہاد سے ثابت نہیں ہیں۔ قطعی کا ثبوت دلیل قطعی سے ہوتا ہے۔ اجتہاد سے ثابت ہونے والا امر ظنی ہوتا ہے۔

قال القاضی عیاض: {وقائل هٰذا کله کافرٌ بالاجماع علٰی کُفْرِمَنْ لَمْ یُکَفِّرْ اَحَدًا من النصارٰی والیهود وکل من فارق دین المسلمین اَوْ وَقَفَ فی تکفیرهم او شَکَّ–قال القاضی ابو بکر: لان التوقیفَ والاجماعَ اِتَّفَقَا عَلٰی کُفْرِهم–فمن وَقَفَ فی ذلک فَقَدْ کَذَّبَ النَّصَّ والتوقیفَ،اَوْ شَکَّ فیه وَالتَّکْذِیْبُ اَوِ الشَّکُّ فیه لا یقع الا من کافر}

(کتاب الشفا: جلد دوم: ص 281)

قال القاری: {(قال القاضی ابوبکر)الباقلانی(لان التوقیف)ای بالسماع من اللّٰه ورسوله (والاجماع اتفقا علٰی کفرهم–فمن وقف فی ذلک فقد کذب النص)ای نص الکتاب(والتوقیف)به من السنة علی الصواب(او شک فیه–والتکذیب او الشک فیه)ای فی کفرهم(لایقع) کل منهما(الا من کافر)}

(شرح الشفا للقاری جلد دوم: ص 514- دار الکتب العلمیہ بیروت)

توضیح: توقیف سے قرآن وحدیث میں کسی امر کا وارد ہونا مراد ہوتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ اسمائے الٰہیہ توقیفی ہیں، یعنی قرآن وحدیث میں جو اسمائے طیبہ وارد ہیں، انہیں کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر ہوگا۔

قاضی ابوبکر باقلانی کی عبارت میں توقیف سے یہی مفہوم مراد ہے، یعنی قرآن وحدیث

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

میں کسی امر کا مذکور ہونا۔ضروریات دین میں اجماع سے اجماع متصل مراد ہوتا ہے۔

اسی طرح انکار ضروریات کے باب میں بھی اجماع سے اجماع متصل مراد ہوتا ہے۔ قاضی باقلانی کی عبارت اور ماقبل کی عبارت میں اجماع سے اجماع متصل مراد ہے،یعنی ایسے لوگوں کا کافر ہونا قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے اور اجماع متصل سے بھی ثابت ہے۔

قال الخفاجی:{(ولهذا)ای للقول بکفر من خالف ظاهر النصوص والمجمع علیه(نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الاسلام)ای اتخذه دینا(من)اهل(الملل)جمع ملة وهی الدین وبینهما فرق بحسب المفهوم(او وقف فیهم)ای توقف وتردد فی تکفیرهم(اوشک)فی کفرهم(اوصحح مذهبهم)ای اعتقد صحته کما تقدم عن بعضهم ان الایمان انما هو عدم جحد وحدانیة اللّٰه وقد تقدم بیانه وابطاله–والفرق بین التوقف والشک ان التوقف ان لا یمیل الی شئ من الطرفین–و الشک مع الترجیح للمخالف (وان اظهر الاسلام)باعتقاده والتزام احکامه(واعتقده)بقلبه(واعتقد ابطال کل مذهب سواه)ای غیر الاسلام بان یقول انه منسوخ باطل فی الواقع غیر مقبول عند اللّٰه ولکن یزعم ان من اقر بالالوهیة والتوحید غیر کافر،کما تقدم من مذهب الجاحظ}

(نسیم الریاض جلد ششم:ص359-دارالکتب العلمیہ بیروت)

قال الخفاجی:{(وقائل هذا کله کافر بالاجماع علی کفر)متعلق بالاجماع (من لم یکفر احدًا من النصاری والیهود) کما ذکره الجاحظ (و)لم یکفر(کل من فارق دین المسلمین)کارباب الملل من المجوس وغیرهم ومفارقته مخالفته لهم قولاوفعلا(او وقف فی تکفیرهم)ای احجم

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

عنہ وترکہ نفیا واثباتا(او شک)فیہ فیجوز وجودہ وعدمہ وفی نسخۃ: توقف،وقیل:الوقوف والتوقف کالتردد بحیث لا یرجح احد الجانبین و الشک ان یجوزہ تجویزا مرجوحا وکلاھما کفر لانہ یقتضی التردد فی دین الاسلام وھو کفر بلا شک}

(نسیم الریاض جلد ششم ص342-دارالکتب العلمیہ بیروت)

قال الشیخ مرعی بن یوسف الحنبلی:{من اعتقد قدم العالم او حدوث الصانع اوسخر بوعد اللّٰہ او وعیدہ–اَوْ لَمْ یُکَفِّرْمَنْ دَانَ بِغَیْرِ الْاِسْلَامِ اَوْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ–او قال قَوْلًا یتوصل بہ الٰی تضلیل الامۃ–او کَفَّرَ الصَّحَابَۃَ فَھُوَ کافر}(غایۃ المنتہی جلد سوم:ص338-المؤسسۃ السعدیہ ریاض)

توضیح:مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہوگیا کہ کافر کلامی کو مومن ماننے والا کافر ہے۔ ان عبارتوں میں یہ تفریق نہیں کہ عالم ومفتی اپنی تحقیق کی روشنی میں کسی کافر کلامی کے کفر کا انکار کرے اور اس کو مومن مانے تو اس کے لیے یہ جائز ہے اور غیر عالم ومفتی ایسے کافر کو مومن مانے تو کافر ہوجائے گا، بلکہ یہ حکم مطلق ہے کہ جو کافر کلامی کو مومن مانے، یا اس کے کفر میں شک کرے، وہ کافر ہے۔ عالم وغیر عالم کا کچھ فرق نہیں۔

کافر کلامی کے کفر میں شک کرنا بھی کفر کلامی

قال النووی والھیتمی: {وَاَنَّ مَنْ لَمْ یُکَفِّرْ مَنْ دَانَ بِغَیْرِ الْاِسْلَامِ کَالنَّصَارٰی اَوْ شَکَّ فِیْ تَکْفِیْرِھِمْ اَوْ صَحَّحَ مَذْھَبَھُمْ فَھُوَ کَافِرٌ–وَاِنْ اَظْھَرَ مَعَ ذٰلِکَ الْاِسْلَامَ وَاِعْتَقَدَہ}

(روضۃ الطالبین جلد ہفتم ص290-الاعلام بقواطع الاسلام ص378)

توضیح:کافر کلامی کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ کافر کلامی کو کافر ماننا

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ضروریات دین میں سے ہے اور جب کسی کو ضروری دینی کا قطعی علم ہو جائے تو اسے ماننا فرض قطعی ہے، پس جب عالم و مفتی کو کسی کے کفر کلامی کا علم قطعی ہو گیا تو اس پر اس کا فر کلامی کو کافر ماننا فرض قطعی ہے، نہ کہ ہر متکلم پر تحقیق فرض ہے۔ مفتی اول پر تحقیق فرض ہے، اور جب فتویٰ صحیح ہے تو دوسروں پر تصدیق فرض ہے۔

اگر کسی کو کوئی شبہہ ہو تو مفتی اول سے دریافت کرے، جیسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکات سے جہاد سے متعلق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا تھا۔ مفتی اول نہ ہو علمائے معتمدین سے دریافت کرے۔

یہ کہاں لکھا ہے کہ ہر متکلم پر فتویٰ کفر کی تحقیق فرض ہے؟

فرقہ بجنوریہ سے سوال ہے کہ آج اگر کسی متکلم کو الوہیت مرتضوی کے قائلین کے کفر کی تحقیق میں کلام، متکلم یا تکلم میں احتمال پیدا ہو گیا تو وہ ان قائلین الوہیت مرتضوی کو مومن مانے گا یا کافر؟

واضح رہے کہ کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں۔ کفر فقہی قطعی التزامی میں فقہا و متکلمین کا لفظی اختلاف ہوتا ہے، اور کفر فقہی لزومی ظنی میں فقہا کا بھی باہمی اختلاف ہوتا ہے۔ تفصیل ''البرکات'' میں ہے۔

فرقہ بجنوریہ کو کفر فقہی اور کفر کلامی کی تقسیم پر بھی اعتراض ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اہل حق کی تائید و معاونت کرتا رہوں گا، جب تک کہ اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جانب سے توفیق و عطا جاری رہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا مفہوم یہ ہے کہ جس کی تحقیق میں اس ملزم کا کافر ہونا ثابت ہو گیا، وہ اس کے کفر کا انکار کرے تو کافر ہوگا اور جس کی تحقیق میں اس ملزم کا کافر ہونا ثابت نہ ہو سکا، وہ اس ملزم کے کفر کا انکار کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اس تشریح جدید کا مفہوم یہ ہوا کہ ''من شک :الخ''میں بیان کردہ حکم کا تعلق ملزم کے کفر سے نہیں، بلکہ مفتی کی تحقیق سے ہے۔دوسری بات یہ بھی ظاہر ہوئی کہ ہر مفتی کو اپنی تحقیق پر عمل کرنا ہے۔اب سوال ہے کہ عوام کس کی تحقیق پر عمل کرے؟

یہ بھی سوال ہے کہ کفر کلامی کو کفر اتفاقی کہا جاتا ہے،اس کا واضح مفہوم یہی ہے کہ کفر کلامی میں کسی اہل حق کا اختلاف نہیں ہوتا۔اگر اختلاف ہوتو اجتماع ضدین لازم آئے گا، یعنی ملزم ایک ہی وقت میں اسلام سے خارج بھی ہوگا اور اسلام میں داخل بھی ہوگا۔

کافر کلامی کو کافر کلامی ماننا ضروری دینی کیسے؟

(1) کافر کلامی کو کافر کلامی ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔یہ اجماع متصل اور قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

(2) متکلمین صرف ضروری دینی کے انکار پر حکم کفر عائد کرتے ہیں اور متکلمین کافر کلامی کے کفر کے انکار پر حکم کفر عائد کرتے ہیں۔اس کا صریح مفہوم یہ ہوا کہ کافر کلامی کو کافر کلامی ماننا ضروریات دین میں سے ہے،ورنہ متکلمین منکر تکفیر پر حکم کفر عائد نہیں فرماتے۔

کفر کلامی کے فتویٰ میں ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' کا یہی مفہوم ہے کہ اس ملزم کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔جو اس کو کافر نہ مانے ،یا اس کے کفر میں شک کرے، وہ ایک ضروری دینی کا منکر یا اس میں شک کرنے والا ہے،لہٰذا وہ کافر ہے۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:06:نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط سوم

کافر کلامی کو کافر ماننا ضروری دینی

جب مفتی اول نے تحقیق و تنقیح کے بعد کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری فرمادیا تو مجرم کو کافر کلامی ماننا ضروریات دین کا ایک مسئلہ ہوگیا۔اب جو حکم ضروریات دین کا ہے، وہی حکم اس مسئلے کا ہوگا، جیسے ضروریات دین کے علم قطعی کے بعد اس کی تصدیق فرض قطعی اور اس کا انکار کفر کلامی ہے۔

اسی طرح علم قطعی کے بعد اس کفر کلامی کی تصدیق فرض قطعی اور اس کا انکار کفر کلامی ہوگا۔ضروریات دین کا قطعی علم عالم کو ہو یا جاہل کو، دونوں کے لیے اس کی تصدیق فرض قطعی ہے۔اسی طرح کفر کلامی کا علم قطعی عالم کو ہو یا جاہل کو ۔علم قطعی کے بعد دونوں کو اس کی تصدیق فرض قطعی ہے۔

فرقہ بجنوریہ قادیانی کو مرتد مانتا ہے، اور اشخاص اربعہ کے کفر کے انکار کے لیے حیلے تلاش کرتا ہے۔بعض لوگ یہ بھی سوال کرتے ہیں کہ اشخاص اربعہ کو کافر ماننا ضروری دینی کیسے ہوگیا۔ان لوگوں سے سوال ہے کہ قادیانی کو کافر ماننا ضروری دینی کب سے ہوگیا؟

قادیانی نہ عہد رسالت میں تھا، نہ ہی قرآن وحدیث یا اجماع متصل میں اس کی تکفیر کا ذکر ہے؟ قادیانی کے کافر ہونے کے لیے جو قانون ہوگا، وہی قانون اشخاص اربعہ کے لیے ہوگا۔اگر قادیانی کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہے تو اشخاص اربعہ کو کافر ماننا بھی ضروریات دین میں سے ہوگا۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

جو سوالات اشخاص اربعہ کی تکفیر پر اٹھائے جاتے ہیں، وہی تمام سوالات قادیانی کی تکفیر پر بھی ہوں گے، لیکن فرقہ بجنوریہ قادیانی کی تکفیر کو ضروری دینی مانتا ہے، اور اشخاص اربعہ کی تکفیر کو غلط قرار دیتا ہے۔

علم الٰہی قدیم ہے۔ علم خداوندی میں ضروری دینی اور غیر ضروری دینی کا ثبوت ازل سے ہے۔ بندوں کے لیے اس کا ثبوت وقت کے ساتھ مقید ہے۔ جب ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج میں تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض فرمائیں تو پچاس نمازوں کی فرضیت ضروری دینی ہوگئی، پھر آخر کار پانچ نمازیں باقی رہیں۔

جب پہلی بار دس نماز کی تخفیف ہوئی تو صرف چالیس کی فرضیت ضروری دینی رہی، پھر دوسری بار میں تیس کی، تیسری بار میں بیس کی، چوتھی بار میں دس کی اور پانچویں بار میں پانچ کی فرضیت ضروری دینی رہی، اور چوں کہ چھٹی بار تخفیف کی طلب کے واسطے بارگاہ الٰہی میں واپسی نہ ہوئی تو ان پانچ کی فرضیت مستحکم ہوگئی۔

ایک ہی شب میں کبھی پچاس نمازوں کی فرضیت ضروری دینی قرار پائی، پھر کچھ وقت بعد چالیس کی فرضیت، پھر تیس کی فرضیت، پھر بیس کی فرضیت، پھر دس کی فرضیت، پھر پانچ کی فرضیت ضروری دینی قرار پائی۔

نماز کی فرضیت کا ثبوت بندوں کے لیے کسی وقت میں ہو رہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں کبھی پچاس کی فرضیت تھی، کبھی چالیس کی، کبھی تیس، کبھی بیس اور کبھی دس کی، پھر انجام کار پانچ کی فرضیت باقی رہی۔ جب پچاس کی فرضیت علم نبوی میں تھی تو اس وقت پینتالیس نمازوں کو الگ کر کے محض پانچ کی فرضیت کا علم نہیں، کیوں کہ محض پانچ فرض ہی نہیں تو محض پانچ کی فرضیت کا علم کیسے ہوگا۔ یہ تو خلاف حقیقت بات ہوگی۔

اگر حضور اقدس عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطائے خداوندی سے علم

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

غیب کے طور پر یہ معلوم بھی ہو کہ انجام کار صرف پانچ کی فرضیت باقی رہے گی تو جب تک کچھ تخفیف نہیں ہوئی، اس وقت تک پچاس کی فرضیت کا اعتقاد رکھنا ہے اور پچاس کی فرضیت اس وقت ضروری دینی ہے۔

الحاصل ایک وقت آیا کہ محض پانچ کی فرضیت ثابت رہی اور محض پانچ کی فرضیت کا علم جس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوا، اسی وقت سے باقی کو الگ کر کے محض پانچ کی فرضیت ضروری دینی باقی رہی، پھر جس صحابی کو جس وقت زبان نبوی سے یا خبر متواتر کے ذریعہ نماز کی فرضیت کا علم ہوا، اسی وقت نماز کی فرضیت ان صحابی کے حق میں ضروری دینی ہوگئی۔

جس وقت روزہ کی فرضیت کی آیت نازل ہوئی، اسی وقت سے روزہ کی فرضیت ضروری دینی ہوگئی، پھر جس صحابی کو جس وقت زبان نبوی سے یا خبر متواتر سے روزہ کی فرضیت کا علم ہوا، اسی وقت روزہ کی فرضیت ان صحابی کے حق میں ضروری دینی ہوگئی۔

الحاصل بندوں کے حق میں ضروری دینی کے ثبوت مطلق کا تعلق بھی وقت سے ہے اور خاص کر فلاں مومن کے حق میں کسی ضروری دینی کی ضرورت کا ثبوت بھی علم یقینی کے وقت سے مقید ہے، یعنی جب اس مومن کو اس امر کا یقینی علم ہوگا، اس وقت وہ اس کے حق میں ضروری دینی ہوگا۔

علم الٰہی میں کوئی امر وقت سے مقید نہیں، بلکہ علم الٰہی قدیم ہے۔ قدیم کا وقت سے کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ علم الٰہی میں کسی ضروری دینی کا ضروری دینی ہونا وقت سے مقید نہیں ہوگا۔ بندوں کے حق میں ضروری دینی کا ثبوت وقت سے مقید ہے، مثلاً جب روزہ کی فرضیت کی آیت نازل ہوئی تو روزہ کی فرضیت ضروریات دین میں سے ہوگئی۔

اب ہر خاص مومن کے حق میں اس کا ضروری دینی ہونا اس وقت ثابت ہوگا، جب

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اس کو یقینی طور پر اس کا علم ہو جائے۔ اگر اس کا علم ہے، لیکن ظنی علم ہے تو ابھی یہ امر اس کے حق میں ضروری دینی نہیں۔ جب یقینی علم ہوگا، تب وہ اس کے حق میں ضروری دینی ہوگا۔

اشخاص اربعہ کا کافر کلامی ہونا جس وقت مفتی کی نظر میں صحیح طور پر ثابت ہو گیا، اسی وقت مفتی کے لیے اشخاص اربعہ کی تکفیر ضروری دینی ہوگئی۔ اب دوسروں کے حق میں اس وقت ضروری دینی ہوگی، جب ان کو قطعی طور پر اس کا علم ہوگا۔

یہ بھی واضح رہے کہ ضروری دینی کا ثبوت الگ ہے، اور کسی قاعدہ کلیہ ضروریہ کے موضوع کے افراد کا تعین الگ ہے۔ تکفیر میں کسی جدید ضروری دینی کا اثبات نہیں ہوتا ہے، بلکہ ضروری دینی کے موضوع کے افراد و جزئیات کا تعین ہوتا ہے۔ ہر گستاخ رسول کافر ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ضروریات دین میں سے ہے۔

جب مفتی کی نظر میں تحقیق کامل کے بعد زید کا گستاخ رسول ہونا قطعی بالمعنی الاخص ہو جائے اور جانب مخالف کا احتمال بعید بھی نہ ہو تو زید اس ضروری دینی قاعدہ کلیہ کے موضوع کا ایک فرد ہو گیا اور جب حکم سے کوئی مانع نہ ہو تو اس قاعدہ کلیہ کے موضوع کے لیے جو حکم ثابت ہے، وہ حکم زید کے لیے ثابت ہو گیا اور زید کا کافر ہونا ضروریات دین میں سے ہو گیا۔

اسی طرح ''ہر منکر ختم نبوت کافر ہے''۔ یہ بھی قاعدہ کلیہ اور ضروریات دین میں سے ہے۔ خالد کا منکر ختم نبوت ہونا قطعی بالمعنی الاخص طور پر ثابت ہو گیا اور جب حکم سے کوئی مانع نہ ہو تو اس قاعدہ کلیہ کے موضوع کا جو حکم ہے، وہ حکم خالد کے لیے ثابت ہوگا۔ اشخاص اربعہ کی کفری عبارتیں کفری معنی میں متعین اور مفسر ہیں۔

ان عبارتوں سے متعلق دیوبندیوں کی تاویل، تاویل باطل ہے۔ مفسر سے متعلق چار مضامین میں اس کی وضاحت رقم کر دی گئی ہے۔ (وہ مضامین اسی رسالہ کے اخیر میں ہے)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اعتقادیات میں اجتہاد کا حکم

اعتقادیات اگر ضروریات دین میں سے ہیں تو ان میں اجتہاد کے ذریعہ نئی راہ اختیار کرنے والا کافر ہوگا، اور وہ اعتقادیات اگر ضروریات اہل سنت میں سے ہے تو اجتہاد کے ذریعہ نئی راہ اختیار کرنے والا گمراہ قرار پائے گا۔ اس امر میں مجتہد وغیر مجتہد اور عالم وجاہل کا کوئی فرق نہیں۔

کافر کلامی کو کافر کلامی ماننا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ اب ثابت شدہ کفر کلامی میں اپنی تحقیق کے ذریعہ نئی راہ اختیار کرنے والا یقیناً مرتد ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر ایک مفتی کو تحقیق کرنا ہے اور اپنی تحقیق پر عمل کرنا ہے، وہ کوئی صریح جزئیہ پیش کریں۔

ہمارے دلائل درج ذیل ہیں:

(1)قال التفتازانی: {لان المخطئ فی الاصول والعقائد یعاقب، بل یُضَلَّلُ اَوْ یُکَفَّرُ–لان الحق فیها واحد اجماعًا–والمطلوب هو الیقین الحاصل بالادلة القطعیة–اذ لا یعقل حدوث العالم وقدمه وجواز روٴیة الصانع وعدمه–فالمخطئ فیها مخطئ ابتداءً وانتهاءً)

(التلویح جلد دوم: ص 121)

(2)قال الملا احمد جیون: {(وهذا الاختلاف فی النقلیات دون العقلیات)ای فی الاحکام الفقهیة دون العقائد الدینیة–فان المخطئ فیها کافر کالیهود والنصاریٰ اومُضَلَّلٌ کالروافض والخوارج والمعتزلة ونحوهم} (نورالانوار ص 247)

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں عقلیات سے مراد اعتقادیات ہیں۔ اعتقادیات کو عقلیات کہا جاتا ہے۔ قطعی عقائد واحکام میں اجتہاد جائز نہیں، خواہ وہ قطعی بالمعنی الاخص

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہوں، یا قطعی بالمعنی الاعم۔ قطعی بالمعنی الاخص عقائد واحکام ضروریات ین ہیں۔ قطعی بالمعنی الاعم عقائد واحکام ضروریات اہل سنت ہیں۔

مذکورہ بالا عبارتوں میں بتایا گیا کہ عقائد میں اجتہاد کے ذریعہ نئی راہ اختیار کرنے والا کافر ہوگا یا گمراہ ہوگا۔ اگر ضروریات دین میں اجتہاد کے ذریعہ نئی راہ اختیار کیا تو کافر ہے۔ اگر ضروریات اہل سنت میں اجتہاد کے ذریعہ نئی راہ اختیار کیا تو گمراہ ہے۔

کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔ اب جو محقق ومفتی ثابت شدہ کفر کلامی میں اپنی تحقیق کے ذریعہ نئی راہ اختیار کرے اور ملزم کو مومن کہے، وہ محقق ومفتی کافر ہے۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 08: نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط چہارم

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں

مسئلہ تکفیر تحقیقی ہوتا ہے، لیکن تحقیق صحیح کے بعد تکفیر کلامی کا مسئلہ ضروریات دین میں شامل ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد اس کے اقرار وانکار کا وہی حکم ہوگا جو ضروریات دین کے اقرار وانکار کا حکم ہے۔ جب مفتی اول نے مسئلہ تکفیر کلامی کی صحیح تحقیق کرلی اور وہ ہر اعتبار سے مطمئن ہوگیا تو تحقیق مکمل ہوتے ہی مجرم کو کافر ماننا خود مفتی اول پر فرض اور ضروریات دین میں سے ہوگیا۔

جب مفتی اول نے اپنی تحقیق سے دوسروں کو مطلع کردیا، مثلاً کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری کردیا تو اب دیگر مومنین کے لیے بھی مجرم کو کافر کلامی ماننا ضروریات دین میں سے ہو گیا۔ اب جو ضروریات دین کے احکام ہیں، وہی احکام یہاں نافذ ہوں گے، یعنی اس تکفیر کلامی کے علم یقینی واطلاع قطعی کے بعد اس میں شک، توقف، انکار، تاویل ودیگر منافی تصدیق امور کا ارتکاب کفر ہوگا۔

مسئلہ تکفیر دائمی طور پر تحقیقی نہیں رہتا ہے۔ کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری ہونے کے بعد دیگر متکلمین صرف یہ تحقیق کرسکتے ہیں کہ مفتی اول کے لیے تمام جہات محتملہ کس طرح قطعی اور یقینی ہوئی تھیں، اور کافر کلامی کو بہر حال کافر کلامی ماننا فرض ہوگا۔

صرف مفتی اول کو تحقیق وتفتیش کی مدت میں یہ اجمالی عقیدہ رکھنا ہے کہ ملزم عند اللہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

جیسا ہے، ہمارے اعتقاد میں بھی ویسا ہی ہے۔ جب اس کے لیے دلائل وشواہد کی روشنی میں مومن یا کافر ہونا یقینی ہو جائے تو جو ثابت ہوا، اسی کا اعتقاد رکھے۔ اگر تکفیر کا وہ فتویٰ غلط ہے تو علم ہونے پر مفتی اول کو رجوع کرنا اور دیگر علما پر اس کی تردید وتغلیط لازم ہوگی۔

سوال: دیگر متکلمین کو کیسے معلوم ہوگا کہ تکفیر کلامی کا یہ فتویٰ صحیح ہے یا غلط؟

جواب: تکفیر شخصی یا تکفیر عمومی خواہ تکفیر کلامی ہو یا تکفیر فقہی، ہر قسم کے فتویٰ میں مفتی اول وہ تمام تحقیقات ودلائل درج کرتا ہے، تکفیر کے لیے جن دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔

عام طور پر ایسے فتاویٰ جاری کیے جانے سے قبل اہل علم سے استصواب رائے بھی کیا جاتا ہے۔ دیگر متکلمین وفقہا مفتی اول کے دلائل وتحقیقات کی روشنی میں فتویٰ کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ جب دیگر قابل اعتماد متکلمین ومفتیان کرام نے بھی اس فتویٰ کو صحیح قرار دیا ہو تو اب اس کی صحت کو جانچنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

کوئی مفتی اپنی تحقیق کے ذریعہ ثابت شدہ کفر کلامی کا انکار نہیں کرسکتا، جیسے آج عہد صدیقی سے آج تک کے مدعیان نبوت، الوہیت مرتضوی کے قائلین وغیرہم کی تکفیر کا منکر کافر قرار پائے گا۔ ایسا نہیں قیامت تک ہر مفتی کو اپنی تحقیق پر عمل کرنا ہے۔

اگر کفر کلامی کے صحیح فتویٰ کے بعد کسی کو کچھ شک پیدا ہوا، اور اسے مجرم کی تکفیر کلامی کا یقینی علم ہے تو محض اپنا شک دور کرنے کے لیے تحقیق کرے، اور تحقیق کی مدت میں بھی کافر کلامی کو کافر کلامی اعتقاد کرے۔ تحقیق کے نام پر کفر کلامی کے صحیح فتویٰ سے اختلاف یا توقف کی اجازت نہیں، کیوں کہ اس کو کفر کا علم یقینی ہے۔

ایک صورت یہ ہے کہ کسی کو مجرم مثلاً تھانوی کی تکفیر کی خبر غیر قطعی وغیر ظنی صورت میں ملی، مثلاً تکفیر وعدم تکفیر کی متضاد روایتیں موصول ہوئیں، یہاں تک کہ تھانوی کی تکفیر اس کے لیے مشکوک ہوگئی تو وہ فی الحال یہ عقیدہ رکھے کہ عنداللہ وہ جیسا تھا، ہمارے اعتقاد میں بھی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ویسا ہی ہے اور بلا تاخیر حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کرے۔

اگر کوئی اپنا شک دور کرنے کے واسطے تحقیق وتفتیش نہ کرے، بلکہ یہ اجمالی عقیدہ بنا لے کہ وہ عنداللہ جیسا ہے، وہ ہماری نظر میں بھی ویسا ہی ہے تو یہ توقف ہے، اور ضروریات دین میں توقف کفر ہے، اور ضروریات اہل سنت میں توقف ضلالت وگمرہی ہے۔

ظنی وفقہی یعنی اجتہادی امور میں عدم ظہور حقیقت کے وقت توقف کی اجازت ہے۔ حضرات ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بعض امور اجتہادیہ میں ''لا ادری'' فرمانا اسی قبیل سے ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفر یزید سے توقف بھی اسی قبیل سے ہے۔

تعارض روایات کے سبب کفر یزید، ایمان ابوطالب، ایمان ابوین کریمین اجتہادیات میں داخل ہیں، اسی لیے ان امور میں علما کا اختلاف ہے۔ کفر ابن تیمیہ، کفر ابن عبدالوہاب نجدی وکفر اسماعیل دہلوی کفر فقہی ہے، کفر کلامی نہیں۔ کفر فقہی میں فقہا ومتکلمین کا لفظی اختلاف ہوتا ہے۔ تکفیر کلامی کے علاوہ تکفیر کی متعدد صورتیں ہیں، جن میں اختلاف ہوتا ہے تفصیلی بیان ''البرکات النبویہ'' رسالہ دہم: باب ہفتم میں ہے۔

سوال: دیگر متکلمین کفر کلامی کی صحت وعدم صحت کا فیصلہ کیسے کرتے ہیں؟

جواب: علمائے متکلمین کو کفر کلامی کا حکم جاری کرنے کی اجازت ہے۔ اس سے بالکل واضح ہے کہ کفر کلامی کے صحیح وغیر صحیح ہونے کا علم ممکن ہے، محال نہیں۔ اگر کفر کلامی کی صحت وعدم صحت کا علم محال ہوتا تو متکلمین کو بھی کفر کلامی کے فتویٰ سے منع کر دیا جاتا جیسے غیر متکلم فقہا کو کفر کلامی کے فتویٰ کی اجازت نہیں دی گئی۔

کفر کلامی کا حکم اس وقت جاری ہوتا ہے جب کسی ضروری دینی کا انکار ہو، اور تمام جہات محتملہ مثلاً کلام، متکلم اور تکلم میں احتمال بلا دلیل بھی باقی نہ رہے۔ جس میں احتمال بلا

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

دلیل بھی نہ ہو، اسی کو قطعی بالمعنی الاخص کہا جاتا ہے۔ کفر کلامی کے فتویٰ کو جانچنے کے لیے دیگر متکلمین بھی انہی امور پر غور کرتے ہیں، جن امور کی تحقیق مفتی اول کو کرنی ہے۔

فرق صرف یہ ہے کہ مفتی اول کی تحقیق میں اگر کوئی شرط مفقود ہوگی تو وہ کفر کا فتویٰ نہیں دے گا اور فتویٰ جاری ہونے کے بعد دیگر علما کو کسی شرط کے وجود میں کوئی شک ہوا تو مفتی اول سے رجوع کرنا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو دیگر اہل علم سے رجوع کرے جو حقائق پر مطلع ہوں۔ لاعلمی کے سبب کسی کو ثابت شدہ حقیقت کے انکار کی اجازت نہیں ہوگی۔

دیگر علما کو اگر تحقیق سے یہ معلوم ہوگیا کہ مفتی اول نے تحقیق میں خطا کی ہے، تب اسے انکار کا حق حاصل ہوگا، کیوں کہ تحقیق اول میں خطا کے سبب تکفیر کلامی کا وہ مسئلہ ضروریات دین میں شامل ہی نہ ہوسکا، پھر اس میں اختلاف کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ضروری دینی میں اختلاف ہوا ہے، جیسے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ العزیز کی تکفیر میں احتمال فی التکلم موجود ہے، کیوں کہ کتاب کے مطبوعہ نسخہ میں تحریف کا امکان ہے۔

ہاں، اگر مفتی اول کا فتویٰ صحیح تھا تو تکفیر کلامی کا وہ مسئلہ ضروریات دین میں شامل ہو گیا۔ اب بعد کے کسی مفتی کو اپنی تحقیق کی بنیاد پر اختلاف کا حق حاصل نہیں، کیوں کہ ضروری دینی میں اجتہاد کے ذریعہ نئی راہ اختیار کرنے والا مرتد ہے۔

کفر کلامی میں ساری محتمل جہات قطعی بالمعنی الاخص ہوجاتی ہیں۔ قطعی بالمعنی الاخص میں عوام وخواص کسی کا اختلاف نہیں ہوتا۔ اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ قطعی بالمعنی الاخص کا احتمال بالدلیل اور احتمال بلا دلیل سے پاک ہونا عوام کے لیے بھی واضح ہوتا ہے۔

جب قطعی بالمعنی الاخص کی قطعیت اس قدر روشن ہوتی ہے تو پھر کفر کلامی کی صحت وعدم صحت بھی سب کے لیے یقیناً قابل فہم ہوگی۔ ماننا اور نہ ماننا الگ بات ہے۔

فرقہ سوفسطائیہ اور فرقہ لاادریہ موجود چیزوں کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ایسے انکار کا

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کوئی اعتبار نہیں۔

اہل علم کا قطعی بالمعنی الاعم میں بھی اختلاف نہیں ہوتا اور قطعی بالمعنی الاخص میں تو عوام وخواص میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہوتا۔ کفر کلامی کا فتویٰ اس وقت جاری ہوتا ہے، جب تمام جہات محتملہ قطعی بالمعنی الاخص ہو جائیں، پھر قطعی بالمعنی الاخص جہات میں اختلاف کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اغوائے شیطانی کے سبب انکار ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 12: نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط پنجم

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں

متعدد صورتوں کے ذریعہ اس مسئلہ کی تفہیم کی کوشش ہوگی، تاکہ جس کو جو صورت سمجھ میں آجائے، وہی اس کے حق میں دلیل ہوجائے۔ ہر ایک انسان کی نہ فطرت یکساں ہے، نہ ہی سب کی عقل وخرد مساوی ہے۔

(الف) کفر کلامی میں غیر متکلم فقہا کو اختلاف کی اجازت نہیں

امام غزالی نے فرمایا کہ کفر کلامی کی دلیل قطعی ہوتی ہے تو فقہا اسے سمجھ سکتے ہیں۔ بالفرض اگر سمجھ میں نہ آئے تو بھی فقہا کو متکلمین کا فتویٰ تکفیر ماننا فرض ہے، جیسے کسی کو صدق نبوت کی دلیل سمجھ میں نہ آئے تو بھی نبی کو نبی ماننا فرض ہے۔ فقہا کو فتویٰ تکفیر سمجھ میں نہ آئے تو بھی ماننا فرض ہے، اسی طرح عوام کو بھی ماننا فرض ہے، خواہ سمجھ میں آئے، یا نہ آئے۔

مذہب شافعی میں اجماع شرعی میں غیر کافر بدعتی کا لحاظ ہوتا ہے، کافر بدعتی کا نہیں۔ اگر فقہائے شوافع کو کسی کافر بدعتی کے کفر کا علم نہ ہوسکا اور فقہا نے اس کافر بدعتی کے اختلاف کے سبب اجماع کو غیر منعقد سمجھا تو اس صورت کا حکم بیان کرتے ہوئے امام غزالی نے تحریر فرمایا کہ اگر فقہا کو اس بدعتی کے کفریہ قول کا علم تھا تو فقہا پر لازم تھا کہ اس کفریہ قول کا حکم متکلمین سے دریافت کرتے، اور پھر متکلمین کا فتویٰ ماننا ان پر لازم ہوتا۔

اگر فقہا کو اس بدعتی کے غلط قول کی اطلاع ہی نہیں تھی تو فقہا عدم علم کے سبب اجماع

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کو غیر منعقد قرار دینے میں معذور ہوں گے۔

قال الغزالی: {فان قیل: فَلَوْ تَرَکَ بَعْضُ الفقهاء الاجماعَ بِخِلَافِ الْمبْتَدِعِ الْمُکَفَّرِ اِذَا لَمْ یَعْلَمْ اَنَّ بدعته تُوْجِبُ الْکُفْرَ–وَظَنَّ اَنَّ الاجماع لاینعقد دونه–فَهَلْ یُعْذَرُ من حیث اَنَّ الفقهاء لایطلعون عَلٰی مَعْرِفَةِ مَا یُکَفَّرُ به من التاویلات؟قلنا لِلْمَسْئَلَةِ صُوْرَتَانِ.

(1)اِحْدَاهُمَا اَنْ یَقُوْلَ الفقهاء: نحن لَا نَدْرِیْ اَنَّ بدعته توجب الکفرَ اَمْ لَا؟ففی هذه الصورة لاَ یُعْذَرُوْنَ فِیْهِ اِذْ یَلْزَمُهُمْ مُرَاجَعَةُ علماء الاصول،ویجب علی العلماء تعریفُهم،فاذا اَفْتوهُمْ بکُفْرِه فعلیهم التقلید–فَاِنْ لَمْ یَقْنَعْهُمُ التَّقلید–فَعَلَیْهِمُ السُّوَالُ عن الدلیل،حَتّٰی اذا ذُکِرَ لهم د لیلُه،فَهِمُوْهُ لامَحَالَةَ– لِاَنَّ دَلِیْلَهُ قَاطِعٌ ،فَاِنْ لَمْ یُدْرِکْهُ فَلا یَکُوْنُ مَعْذُوْرًا،کَمَنْ لَایُدْرِکُ دَلِیْلَ صدق الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم فانه لَاعُذْرَ مَعَ نَصْبِ اللّٰهِ تَعَالٰی الْاَدِلَّةَ الْقَاطِعَةَ.

(2)الصورة الثانیة اَنْ لَا یکونَ بَلَغَتْهُ بِدْعَتُه وَعَقِیْدَتُه فَتَرَکَ الْاِجْمَاعَ لِمُخَالَفَتِه فَهُوَ مَعْذُوْرٌ فِیْ خَطَأِهٖ وَغَیْرُ مُوَاخَذٍ بِهٖ }(المستصفٰی من علم الاصول جلد اول ص 184)

توضیح: جب متکلمین کفر کلامی کا فتویٰ صادر کردیں تو فقہا کو تقلید لازم ہے۔اگر فقہا اس کی دلیل دریافت کریں تو متکلمین دلیل بیان کریں گے،اور فقہا یقینی طور پر اس دلیل کو سمجھ لیں گے، کیوں کہ تکفیر کلامی کی دلیل قطعی بالمعنی الاخص ہوتی ہے۔اس میں کوئی احتمال نہیں ہوتا۔

اگر فقہا کو دلیل تکفیر سمجھ میں نہ آئے تو بھی انہیں فتویٰ تکفیر ماننا لازم ہے۔امام غزالی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قدس سرالقوی کے قول{فَاِنْ لَمْ یُدْرِکْهُ فَلَا یَکُوْنُ مَعْذُوْرًا } سے بالکل واضح ہوگیا کہ جو کافر کلامی کے کافر کلامی ہونے کے دلائل کو نہ سمجھ سکے، وہ معذور نہیں ہے، بلکہ اس کو حکم شرعی ماننا ہوگا۔ جیسے کسی کو نبی کی صداقت کی دلیل سمجھ میں نہ آئے تو وہ معذور نہیں ہوگا، بلکہ نبی کو نہ ماننے کے سبب کافر ہوگا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے دلائل قائم فرمادیئے، یعنی نبی کی نبوت کو ثابت کرنے کے واسطے معجزہ ظاہر فرمادیا۔

امام غزالی کے قول (فعلیہم التقلید) سے خلیل بجنوری کا یہ نظریہ بات ہوگیا کہ مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں، بلکہ تحقیقی ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ غیر اہل کے لیے مسئلہ تکفیر کلامی تقلیدی ہے۔ یہ بات عقل کے مطابق ہے اور یہی حکم قرآنی ہے: (فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون)، یعنی جو مسئلہ جس کی قوت سے باہر ہو، وہ اس مسئلہ میں ہاتھ نہ ڈالے، بلکہ اہل علم سے اس بارے میں دریافت کرے۔ فقہی مسائل میں اس قدر احتیاط ہے کہ امام مجتہد کی تقلید لازم قرار پائے، اور اعتقادی مسائل کو ہر شخص حل کرنے لگے، یہ عقل ونقل کے خلاف ہے۔

(ب) کفر کلامی میں متکلمین کو اختلاف کی اجازت نہیں

خلیفہ چہارم شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں عبداللہ بن سبا کے غلط اثرات سے متاثر ہوکر بعض لوگوں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس دعویٰ کے سبب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مرتد قرار دے کر جلادیا۔ اسی طرح بعض دیگر خلفا نے دعویداران نبوت کو مرتد ہونے کے سبب قتل کردیا۔ ان زمانوں کے علمائے کرام نے بھی اس عمل پر اتفاق ظاہر کیا اور ان مرتدین کو مرتد ہی سمجھا، اور ایسے مرتدین کے کفر وارتداد کی مخالفت کرنے والوں کو بھی کافر قرار دیا۔

منکرین تکفیر کے کافر ہونے کا حکم مطلق ہے۔ ایسا نہیں کہ کسی عالم کو اپنی ذاتی تحقیق میں جہات ثلاثہ یعنی کلام ومتکلم وتکلم میں کوئی احتمال نظر آئے تو اسے انکار کا حق ہے اور غیر

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

عالم کو انکار کا حق نہیں، بلکہ عالم وغیر عالم کسی کو انکار کا حق نہیں۔ جہات ثلاثہ اور دیگر شرائط مفتی اول کی نظر میں ثابت ہونے چاہئے، نہ کہ تمام عوام وخواص کی نظر میں۔

قال القاضی: {وَقَدْ اَحْرَقَ علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ مَنْ اِدَّعٰی لَہُ الْاِلٰھِیَّۃَ–وقد قتل عبد الملک بن مروان الحارث المتنبی وَصَلَبَہ–وَ فَعَلَ ذلکَ غیر واحدٍ من الخلفاء والملوک باشباھھم–وَاَجْمَعَ علماء وقتھم علٰی صواب فعلھم–وَالمُخَالِفُ فِیْ ذٰلِکَ مِنْ کُفْرِھِمْ کَافِرٌ}

(کتاب الشفا جلد دوم: ص 297)

توضیح: حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الوہیت مرتضوی کے قائلین کو مرتد قرار دے کر انہیں آگ میں جلا دیا، اسی طرح دیگر سلاطین اسلام نے مرتدین کو قتل وہلاک کیا۔ اس عہد کے علما نے اس سزا کو اور اس تکفیر کو صحیح قرار دیا، اور اس تکفیر کے منکر کو کافر قرار دیا، کیوں کہ وہاں کسی ضروری دینی کا قطعی انکار تھا۔ ان لوگوں کی تکفیر کے انکار مطلب یہی تھا کہ تکفیر کا منکر اس ضروری دینی کو ضروری دینی نہیں مانتا، ورنہ ضرور اس ملزم کو کافر مانتا۔

عہد حاضر میں مسلک دیوبند کے عناصر اربعہ کے متبعین کی کثرت دیکھ کر بعض مذبذبین طواغیت اربعہ کی تکفیر کا انکار کرنا چاہتے ہیں اور اس انکار کے لیے دلائل وتاویلات کے متلاشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے مذبذبین سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے: آمین

قال الخفاجی: {(واجمع علماء وقتھم علٰی صواب فعلھم)ای تصویبہ اَوْ ھو من اضافۃ الصفۃ للموصوف–وذلک لکذبھم عَلَی اللّٰہ بِاَنَّہ نَبَّأھُمْ وتکذیب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی–انہ خاتم الرسل–وَاَنَّہ لَا نبی بعدہ(و)اَجْمَعُوْا اَیْضًا عَلٰی(اَنَّ الْمُخَالِفَ فِیْ ذٰلِکَ)اَیْ تَکْفِیْرِھِمْ بِمَا إدَّعُوْہُ(مِنْ کُفْرِھِمْ)ھومفعول المخالفِ اَیْ مَنْ خَالَفَ مَذْھَبَھُمْ فی تکفیرھم

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

فَقَالَ: لَا یُکَفَّرُوْنَ (کَافِرٌ) لانه رضی بِکُفْرِهِمْ وَتَکْذِیْبِهِمْ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِه}

(نسیم الریاض جلد چہارم: ص536- دارالکتاب العربی بیروت)

قال الملا علی القاری: {(والمخالف فی ذلک) الفعل (مِنْ کُفْرِهِم) اَیْ مِنْ جهته (کَافِرٌ) لِجَحْدِه کُفْرَهُمْ}

(شرح الشفا للقاری جلد چہارم: ص536- دارالکتاب العربی بیروت)

قال المحشی علی محمد البجاوی المصری: {من خالف مکفرهم فی تکفیرهم، فقال: لا یکفرون، هذا المخالف کافر، لانه رضی بکفرهم وتکذیبهم للّٰه ورسوله} (حاشیۃ الشفا: ص1091- دارالکتاب العربی بیروت)

توضیح: منقولہ بالا عبارتوں میں یہ بتایا گیا کہ اگر کسی پر کفر کلامی کا صحیح حکم عائد ہو چکا تو اس کی تکفیر کا منکر کافر ہے۔ یہاں عالم وغیر عالم کی تفریق نہیں، بلکہ عدم اختلاف کا حکم سب کے لیے ہے۔ ضروری تحقیق کے بعد ہی کفر کلامی کا حکم نافذ کیا جاتا ہے، پھر اس سے انکار کیوں کر کیا جا سکتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ کفر کلامی کے فتویٰ میں علمائے حق کا اتفاق ہی ہوتا ہے۔ کتاب الشفا کی منقولہ عبارت {وَاَجْمَعَ علماء وقتهم علٰی صواب فعلهم} سے مراد یہ ہے کہ علمائے حق نے اس پر اپنے اتفاق کا اظہار بھی کیا۔ اگر اتفاق ظاہر نہ بھی کریں تو بھی ہر ایک کو کافر کلامی کے کافر ہونے کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔

آج لوگ حسام الحرمین کی تصدیق پر اعتراض کرتے ہیں۔ مذکورہ عبارت سے واضح ہو گیا کہ اظہار اتفاق سے تقویت وتائید ہوتی ہے، ورنہ کفر کلامی کا صحیح حکم ایک مفتی نے بھی جاری کیا ہو تو بھی اس کا انکار کفر ہی ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(ج) صرف مفتی اول کے لیے احتمالات کا خاتمہ لازم ہے

اگر کلام متعین فی الکفر بھی ہو تو علمائے مابعد کو اپنی تحقیق کے وقت احتمال فی المتکلم اور احتمال فی التکلم کی صورت درپیش ہوسکتی ہے، مثلاً آج سے پانچ سو سال قبل کسی نے صریح ومتعین (مفسر) لفظوں کے ساتھ اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کلام ودعویٰ نبوت میں کسی قسم کے احتمال کی گنجائش نہ تھی۔

مفتی کے پاس اس مدعی نبوت نے اپنے دعوی نبوت کو دہرایا اور اقرار کیا، مفتی نے آزمائش کر کے دیکھ لیا کہ یہ آدمی ہوش وحواس کے ساتھ بلا جبر واکراہ، اپنے قصد ورضا کے ساتھ تمام معانی ومطالب کو سمجھ کر محض اپنی شقاوت قلبی کے سبب دعوی نبوت کر رہا ہے۔

یا مفتی کے پاس اس ملزم کا قول تواتر کے ساتھ پہنچا اور مفتی نے تمام تحقیق کر لی، جس سے واضح ہو گیا کہ متکلم نے ہوش وحواس میں اپنے قصد ورضا کے ساتھ دعویٰ نبوت کیا ہے۔

اب کلام، متکلم وتکلم میں سے کسی جہت میں بھی کسی قسم کا احتمال باقی نہ رہا، اس لیے اس مفتی نے کفر کلامی کا فتویٰ جاری کیا۔ اس عہد کے تمام اہل حق علما نے اس فتویٰ پر اتفاق کر لیا۔ بادشاہ اسلام نے دعوی نبوت کے سبب اس مجرم کو قتل بھی کر دیا۔

اب مابعد والوں کو وہ فتویٰ ماننا فرض ہے، کیوں کہ مفتی اول کے لیے تمام جہات محتملہ یقینی تھیں۔ اس صورت میں وہ فتویٰ صحیح تھا اور کفر کلامی کے صحیح فتویٰ کو ماننا فرض اور انکار کفر ہے۔ اب اس ملزم کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہو گیا۔ جس کو اس کی تکفیر کلامی کی یقینی اطلاع ہو، وہ اس کے کفر کا انکار کرے، یا اس کے کفر میں شک کرے تو وہ کافر کلامی ہے۔

سوال: پانچ سو سال بعد ہمیں مذکورہ بالا مدعی نبوت کا صرف دعویٰ اور قول ملا، اور علمائے کرام کے فتویٰ کفر کی تفصیل معلوم ہوئی، لیکن اس مدعی کے دیگر احوال ہم سے پوشیدہ ہیں، اس لیے جہت متکلم وجہت تکلم میں احتمال ہو گیا، اب کس طرح جہت متکلم اور جہت تکلم

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

میں پایا جانے وہ احتمال دور کیا جائے؟ یہاں کوئی صورت موجود نہیں کہ اس احتمال کا خاتمہ کیا جاسکے، ایسی صورت میں ہم اسے مومن تسلیم کریں یا کافر؟

جواب: ہمیں اس مدعی نبوت کو کافر ماننا ہوگا، کیوں کہ جب کفر کلامی کا فتویٰ دیا گیا تھا تو سارے احتمالات ختم تھے۔ اب دوبارہ احتمالات کیسے پیدا ہو گئے؟

احتمالات کا خاتمہ مفتی اول کے لیے ہونا ضروری ہے، جس کو فتویٰ جاری کرنا ہے۔ اس فتویٰ کو تسلیم کرنے والے سارے لوگوں کے لیے احتمال کا خاتمہ ضروری نہیں، بلکہ اس فتویٰ پر مطلع ہونا ضروری ہے۔ جس کو اس فتویٰ کا علم ہی نہیں، نہ قطعی علم ہے، نہ ظنی علم ہے تو اس پر شخص مذکور کو کافر ماننے کا حکم نہیں۔

الوہیت مرتضوی کے قائلین کو حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے مرتد قرار دیا۔ ان مرتدین کو ہم مرتد مانتے ہیں۔

اسی طرح جملہ مدعیان نبوت کو ہم مرتد مانتے ہیں۔ جو ان مدعیان نبوت کو مرتد نہ مانے، وہ بھی مرتد ہوگا، حالاں کہ ان مدعیان نبوت میں سے ہر ایک سے متعلق جہت تکلم و جہت متکلم کا تیقن آج کے عہد میں نہیں ہو سکے گا، بلکہ ان میں سے ہر ایک کے کفریہ کلمات بھی تواتر کے ساتھ منقول نہیں، لیکن ان تمام کو مرتد ماننا ہوگا۔ ان کے کفر کا انکار کرنے والا مرتد ہوگا۔

سوال: کیا جس عہد میں کفر کلامی کا فتویٰ دیا گیا، اس عہد میں کسی متکلم و عالم کو اس فتویٰ کے انکار کا حق حاصل ہے؟

جواب: کفر کلامی قطعی ہوتا ہے، یعنی ہر محتمل جہت سے ہر قسم کا احتمال ختم ہو جاتا ہے اور کفر آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے، تب کفر کلامی کا فتویٰ جاری ہوتا ہے۔

ایسی صورت میں عہد فتویٰ میں کسی محقق کا انکار اس کی قطعیت کو ختم نہ کر سکے گا۔ ہاں، اگر وہ ہٹ دھرمی و تعنت کے سبب انکار کرتا ہے تو وہ خود اسلام سے منقطع ہو جائے گا۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اگر اس محقق کو کسی جہت میں کوئی احتمال نظر آتا ہے تو حکم جاری کرنے والے مفتی کے پاس اپنا احتمال پیش کرے، تاکہ مفتی وہ احتمال دور کردے، اور جس طرح ہر جہت اس مفتی کے پاس قطعی ویقینی ہے، اسی طرح اس محقق کی نظر میں بھی قطعی ویقینی ہو جائے۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکات سے جہاد کا حکم فرمایا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا شبہہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرمایا تھا، پھر وہ جواب سے مطمئن ہو کر اس حکم جہاد کے قائل ہو گئے۔

اسی طرح شبہہ ہونے پر اصل مفتی کی طرف رجوع کرنا ہے، یا جو جواب کے اہل ہوں، ان سے دریافت کرنا ہے: واللہ الہادی الیٰ سبیل الحق

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 15: نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مسلما وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط ششم

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں

قسط پنجم کا باقی ماندہ حصہ اور دیگر تشریحات وتوضیحات قسط ششم میں مذکور ہیں۔

لاعلمی کے سبب فتویٰ کا حق نہیں ہوگا:

سوال: کفر کلامی کے صحیح فتویٰ کے بعد کسی مفتی کو جہات ثلاثہ کی تحقیق میں احتمال ہو گیا تو کیا اسے اس کفر کلامی کے انکار کا حق ہے؟ یا اسے بھی وہ فتویٰ تسلیم کرنا لازم ہے؟

جواب: اصل یہ ہے کہ جس ثابت شدہ حقیقت سے متعلق کسی کو علم نہ ہو تو لاعلمی کے سبب اسے فتویٰ دینے کا حق نہیں ہوگا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب کفر کلامی کا صحیح فتویٰ دیا جا چکا ہو تو پھر دوبارہ فتویٰ دینے کی ضرورت کیوں درپیش ہوئی؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لاعلمی کے سبب انکار کا حق ہوگا، مثلاً کسی غیر حافظ مفتی سے کسی عربی کلام کے بارے میں سوال ہوا کہ وہ قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟

اسے وہ آیت یاد نہیں اور جہاں وہ تھا، وہاں پر اس کی جانکاری کا کوئی ذریعہ نہیں، جیسے وہ فلائٹ پر تھا، وہاں نہ قرآن مقدس موجود تھا، نہ ہی انٹرنیٹ سے استفادہ کی صورت تھی، نہ ہی مفتی کو وہ آیت یاد تھی تو مفتی کو یہی کہنا ہوگا کہ اگر وہ قرآن مجید کی آیت طیبہ ہے تو میں اسے آیت قرآنی مانتا ہوں۔ اگر وہ آیت قرآنی نہیں ہے تو میں اسے قرآنی آیت نہیں مانتا ہوں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

جب اس نے قرآن مجید میں اس آیت مبارکہ کو دیکھ لیا تو پھر اسے یقینی طور پر اس کو آیت قرآنی ماننے کا حکم ہے۔ اسے اس تحقیق کا مکلّف نہیں بنایا گیا کہ وہ یہ معلوم کرے کہ یہ آیت طیبہ کیسے متواتر ہوئی؟ کتنے صحابہ کرام نے اسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے؟ اور وہ کون حضرات ہیں؟ اس کی تلاوت منسوخ ہے یا غیر منسوخ؟ دراصل عہد تحقیق میں ضروری تحقیق کے بعد ہی اسے قرآن مجید میں شامل کیا گیا ہے۔

عدم علم کے سبب مفتی کو انکار کا حق نہیں ملتا ہے، بلکہ فتویٰ سے رک جانے کا حکم ہوتا ہے۔ فتویٰ کے شرائط میں یہ ہے کہ جب اسے کسی چیز کا علم نہ ہو تو فتویٰ نہ دے، اور اپنے سے زیادہ علم والے سے دریافت کرے، گرچہ وہ دوسرے شہر میں ہو۔

یہ حکم نہیں ہے کہ اسے علم نہیں ہے تو انکار کر بیٹھے۔ ثابت شدہ کفر کلامی میں کسی مفتی کو کسی جہت محتملہ کا یقینی علم نہ ہو سکا تو عدم علم کے سبب اسے انکار کا حق نہیں ہوگا، بلکہ ثابت شدہ حقیقت کو اسے ماننا ہوگا، جیسے عدم فہم کے سبب فقہا کو تکفیر کے انکار کا حق نہیں ملا، بلکہ ان پر کفر کلامی کے فتویٰ کو ماننا لازم قرار پایا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ فتویٰ صحیح ہے تو وہ تمام شرائط کا جامع ہے۔ کسی دوسرے مفتی کو کسی شرط کا علم نہ ہو سکا تو اس کے لیے (فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون) کا حکم ہوگا۔ عالم و مفتی کسی حقیقت سے ناآشنا ہو، اور اس کا ادراک اپنی محنت و مشقت سے نہ کر سکے تو وہ بھی سائل کے حکم میں ہوگا۔ اس مسئلہ میں اس کو مفتی کا درجہ نہیں ملے گا۔

عدم علم فتویٰ سے مانع ہے، نہ کہ عدم علم انکار کی اجازت فراہم کرتا ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ اسے تحقیق سے یہ معلوم ہو گیا کہ کفر کلامی کے فتویٰ میں مفتی اول کے لیے تمام محتمل جہات یقینی نہیں ہو سکی تھیں، یا کوئی شرط مفقود تھی، اس کے باوجود اس نے فتویٰ دے دیا تھا تو اس کا مفہوم یہ ہوا کہ پہلا فتویٰ ہی غلط ہے تو اس صورت میں کفر کلامی کے فتویٰ میں اختلاف

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

نہیں پایا گیا، بلکہ ایک غلط فتویٰ کی غلطی کا اظہار ہوا۔ ہماری گفتگو کفر کلامی کے صحیح فتویٰ سے متعلق ہے جو تمام شرائط کا جامع اور صحیح ہو۔ غلط فتویٰ کو یقیناً غلط ہی کہنا ہوگا۔

قطعی بالمعنی الاخص و قطعی بالمعنی الاعم میں اختلاف کی گنجائش نہیں

جب کفر کلامی ثابت ہو چکا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجرم ایسا قطعی کافر ہے کہ اس کے مومن ہونے کا احتمال بلا دلیل بھی باقی نہیں۔ اب کوئی اس کے کفر پر یقینی اطلاع کے باوجود اسے مومن کہتا ہے تو گویا وہ کسی قطعی کافر کو مومن کہتا ہے۔ ایسی صورت میں کفر کا منکر بھی کافر ہوگا۔ اسی حقیقت کی تفہیم کے لیے کہا جاتا ہے۔ ''من شک فی کفرہ فقد کفر''۔

کفر کلامی کا حکم اسی وقت جاری ہوتا ہے، جب تمام جہات محتملہ قطعی بالمعنی الاخص ہو جائیں اور قطعی بالمعنی الاخص میں عوام وخواص کسی کا اختلاف نہیں ہوتا، اور قطعی بالمعنی الاعم میں علما کا اختلاف نہیں ہوتا۔ عوام کو سمجھ میں نہ آئے تو ایسے امور میں عوام کی عدم فہم کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسے حکم شرعی ماننا ہوگا۔

سوال: کیا یہ ممکن نہیں کہ ایک محقق کے یہاں جہات محتملہ قطعی بالمعنی الاخص ہوں، اور دوسرے محقق کے یہاں وہ قطعی بالمعنی الاخص نہ ہوں، مثلاً قطعی بالمعنی الاعم یا ظنی ہوں؟ ایسی صورت میں جس کی تحقیق میں جہات محتملہ قطعی بالمعنی الاخص ہو گئیں، وہ مجرم کو کافر کلامی مانے گا اور جس کی تحقیق میں قطعی بالمعنی الاعم یا ظنی ہیں، وہ کافر کلامی نہیں مانے گا؟

جواب: قطعی بالمعنی الاخص میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں۔ اس میں نہ عوام کا اختلاف ہوتا ہے اور نہ خواص کا۔ جب ایک مفتی کی تحقیق میں تمام جہات محتملہ قطعی بالمعنی الاخص ہو گئیں تو جس محقق کی نظر میں کوئی محتمل جہت قطعی بالمعنی الاخص نہ ہو سکی ہے، اس محقق کی تحقیق ناقص ہے۔ ناقص تحقیق کی صورت میں اسے فتویٰ دینے کا حق نہیں ہوگا۔

اگر وہ جہت حقیقت میں قطعی بالمعنی الاخص نہ ہوتی تو دوسرے محقق کی نظر میں بھی قطعی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بالمعنی الاخص نہیں ہوتی، پس جس کی تحقیق ناقص ہے، وہ فتویٰ نہیں دے گا، کیوں کہ تحقیق ہی مکمل نہیں تو کس بنیاد پر وہ فتویٰ دے گا۔ ناقص تحقیق پر فتویٰ جائز نہیں۔

جس محقق کی نظر میں تحقیق مکمل ہو چکی ہے، وہ فتویٰ دے گا۔ جب اس نے تحقیق کامل اور تحقیق صحیح کے بعد کفر کلامی کا فتویٰ دے دیا تو اب مجرم کو کافر کلامی ماننا ضروریات دین میں سے ہو گیا۔ اب تکفیر کا یہ خاص مسئلہ تحقیقی نہ رہا، بلکہ تحقیق و تدقیق کے بعد ضروریات دین میں داخل ہو گیا۔ جس محقق کی نظر میں کوئی جہت ناقص تھی، وہ اپنی محتمل جہت کی قطعیت کی معلومات اس مفتی سے حاصل کرلے، جس نے کفر کا فتویٰ جاری کیا ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی نے رقم فرمایا: {**وانا اقول، وباللّٰہ التوفیق: بل القطع علٰی ثلثۃ اوجہ–قطع عام یشترک فیہ الخواص والعوام –وھو الحاصل فی ضروریات الدین–وخاص یختص بمن مارس العلم– وھو الحاصل فی سائر الفرائض الاعتقادیۃ المجمع علیھا –والثالث: قطع اخص یختلف فی حصولہ العلماء کما اختلف فی حصول الثانی العوام والعلماء**} (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص 249، 250- جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ: اور میں بتوفیق الٰہی کہتا ہوں، بلکہ یقین کی تین صورتیں ہیں۔

(1) عام یقین: جس میں عوام و خواص سب شریک ہوں۔ یہ ضروریات دین میں ہوتا ہے۔

(2) خاص یقین: جو علم سے مشغولیت رکھنے والوں کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ یہ وہ ہے جو تمام اجماعی فرائض اعتقادیہ میں پایا جاتا ہے۔

(3) اخص یقین: جس کے حصول میں علما کے درمیان فرق ہوتا ہے، جیسے قسم دوم کے حصول میں عوام اور علما کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں یقین کی تین قسمیں بیان کی گئیں۔قسم اول قطعی بالمعنی الاخص ہے۔اس میں جو یقین پایا جاتا ہے،اس کی تعبیر یقین عام سے کی گئی ہے، کیوں کہ اس یقین میں عوام وخواص مشترک ہوتے ہیں۔

منقولہ بالا عبارت میں قسم دوم قطعی بالمعنی الاعم ہے۔اس میں یقین خاص پایا جاتا ہے ،یعنی ایسا یقین جو اہل علم کے ساتھ خاص ہوتا ہے، گرچہ وہاں عوام کو یقین حاصل نہ ہو سکے۔

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوگیا کہ قطعی بالمعنی الاخص میں عوام وخواص کسی کا اختلاف نہیں ہوتا، پھر کسی محقق کو کیسے اختلاف ہوسکتا ہے۔ہاں، جو شبہہ اسے ہے، وہ اہل علم سے بیان کرے، تا کہ اس کا ازالہ ہوجائے۔

قطعی بالمعنی الاخص وقطعی بالمعنی الاعم کی تفہیم

ضروریات دین قطعی بالمعنی الاخص ہوتی ہیں۔قطعی بالمعنی الاخص میں جانب موافق قطع ویقین کے ساتھ ثابت ہوتی ہے،اور اس کی جانب مخالف قطع ویقین کے ساتھ باطل ہوتی ہے۔دونوں جانب میں خلاف کا احتمال بعید بھی نہیں ہوتا،یعنی جانب موافق کے ثبوت میں عدم ثبوت کا احتمال بعید بھی نہیں ہوتا، اور جانب مخالف کے بطلان میں عدم بطلان کا احتمال بعید بھی نہیں ہوتا، یہی قطعی بالمعنی الاخص ہے۔

بلفظ دیگر قطعی بالمعنی الاخص میں جانب موافق واجب الثبوت ہوتی ہے اور جانب مخالف محال ہوتی ہے، یا تو محال بالذات ہوگی، یا محال بالغیر۔جب ایسا یقین پالیا جائے تو کسی اہل حق کو اختلاف کی گنجائش نہیں، اور اہل باطل کے اختلاف کا اعتبار نہیں، جیسا کہ مسلم الثبوت وشرح عقائد نسفی میں ہے کہ سوفسطائیہ، لاادریہ اور سمنیہ وغیرہ کے اختلاف کا اعتبار نہیں۔

قطعی بالمعنی الاعم وہ ہے جس میں جانبین سے احتمال قریب معدوم ہو،یعنی جانب موافق کے ثبوت میں عدم ثبوت کا احتمال قریب نہ ہو،اور جانب مخالف کے بطلان میں عدم

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بطلان کا احتمال قریب نہ ہو، یہی قطعی بالمعنی الاعم ہے۔اہل علم کا اس میں بھی اختلاف نہیں ہوتا ہے تو پھر قطعی بالمعنی الاخص میں کسی محقق کا کیسے اختلاف ہوسکتا ہے؟

تکفیر کلامی اس وقت ہوتی ہے، جب جہات محتملہ قطعی بالمعنی الاخص ہو جائیں۔

تکفیر کلامی سے متعلق غلط نظریات کے رد کے لیے چند توضیحات مرقومہ ذیل ہیں:

(1) اگر کفر کلامی کا فتویٰ ہی غلط تھا، مثلاً جہات محتملہ میں کوئی احتمال بالدلیل یا احتمال بلا دلیل موجود تھا اور مفتی نے کفر کلامی کا فتویٰ جاری کر دیا تو یہ فتویٰ ہی غلط ہوا۔

(الف) اگر احتمال بلا دلیل تھا تو کفر فقہی ثابت ہوگا اور کفر فقہی کا حکم ثابت ہوگا، یعنی توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح وغیرہ کا حکم۔اگر کفر کلامی ثابت ہو جاتا تو کفر کلامی کا حکم ثابت ہوتا، یعنی اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جاتی۔اس کے سارے اعمال برباد ہو جاتے۔ اگر حج فرض ادا کر چکا ہے تو دوبارہ حج ادا کرنا ہوتا۔

(ب) اگر احتمال بالدلیل تھا تو جمہور فقہا کے یہاں بھی کفر نہیں۔اب عدم کفر کی صورت میں غور کرنا ہوگا کہ حرمت، کراہت تحریمی وغیرہ ثابت ہے یا نہیں؟ عدم کفر کا مفہوم یہ نہیں کہ وہ کلام بالکل موافق شرع ہے۔

(2) اگر مفتی نے اصول تکفیر کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کیا تو وہ فتویٰ ہی قابل رد ہوگا، مثلاً شیخ اکبر پر ابن تیمیہ حرانی کا فتویٰ کفر کہ شیخ اکبر کی جانب کفریہ کلمات کی نسبت صحیح نہیں۔

شیخ اکبر قدس سرہ العزیز کی تحریروں میں تحریف ہوئی اور الحاق ہوا ہے۔اسی طرح صوفیائے کرام کے کلام کی تحقیق اہل تصوف کی اصطلاحات کے مطابق ہوگی۔انہیں کی مصطلحات کے اعتبار سے صوفیا کے کلام کے احکام بتائے جائیں گے۔

(3) عقلی اعتبار سے بھی کفر کلامی میں اختلاف کا ممنوع ہونا ظاہر ہے، مثلاً کسی مجرم پر معتمد مفتی نے کفر کلامی کا فتویٰ جاری فرمایا اور دیگر معاصر مفتیوں نے بھی تصدیق کر دی۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بادشاہ اسلام نے ارتداد کے سبب اس مجرم کو قتل کر دیا۔

اب پچاس سال بعد کوئی مفتی یہ کہے کہ اس مجرم کے کفریہ قول کی خبر مجھے تواتر کے ساتھ نہ مل سکی، اس لیے وہ مجرم میری نظر میں کافر کلامی نہیں تو یہ بات نا قابل تسلیم ہوگی۔

جیسے ایک مریض مر گیا، ڈاکٹر نے چیک کر کے بتا دیا کہ یہ آدمی مر چکا ہے اور دیگر حاضر ڈاکٹروں نے بھی موت کی تصدیق کر دی۔ دیگر لوگوں نے بھی دیکھا کہ وہ بے حس وحرکت ہو چکا ہے۔ سانس بند ہو چکی ہے۔ اسے مردہ سمجھ کر لوگوں نے دفن کر دیا۔

اب پچاس سال بعد کوئی کہے کہ مجھے اس کی موت کی یقینی خبر اور متواتر خبر نہیں مل سکی، اس لیے میری نظر میں وہ زندہ ہے تو کیا اس بات کو کوئی تسلیم کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

موت کی تحقیق کے بعد ہی مردہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کفر کی تحقیق کے بعد ہی حکم کفر نافذ کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی غلط فتویٰ دیتا ہے تو اہل حق اسی وقت انکار کرتے ہیں، گرچہ بعض لوگ اس غلط فتویٰ کی تائید بھی کرتے ہوں۔ کسی بھی عہد میں کسی غلط امر پر امت کا اجماع نہیں ہوتا، پھر تکفیر کے غلط فتویٰ پر اہل حق کا اجماع کیسے ہو سکتا ہے۔

واضح رہے کہ اہل باطل کے اختلاف کا اعتبار نہیں۔ اشخاص اربعہ کی تکفیر میں اہل حق کا اختلاف نہیں۔ ہاں، یہ ضرور صحیح ہے کہ اہل ندوہ کی تلبیس وفریب کاری سے متاثر ہو کر اکا دکا سنی کہلانے والے لوگ بھی اشخاص اربعہ کی تکفیر سے منکر ہو کر اہل سنت سے خارج قرار پائے، بلکہ ایمان واسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

باقی دیگر علمائے اہل سنت وجماعت نے تکفیر کا انکار نہیں کیا، گرچہ اشخاص اربعہ کی تکفیر سے متعلق ان کی تحریر نہیں ملتی۔ نہ ان سے سوال ہوا، نہ انہوں نے اشخاص اربعہ کی تکفیر سے متعلق کوئی فتویٰ لکھا۔ دراصل کافر کلامی کو کافر اعتقاد کرنا ضروری ہے، نہ کہ ہر ایک کو اس کے کفر کا فتویٰ دینا ضروری ہے۔ اگر کسی کا انکار موجود ہے تو وہ پیش کیا جائے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

عدم تحریر سے عدم اعتقاد پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ امام احمد رضا قادری کے عہد میں حسام الحرمین کی تحریری تصدیق بھی طلب نہ کی گئی تھی۔ امام احمد رضا (1340-1272) کے وصال کے بعد سال 1344/1345 میں حضور شیر بیشہ اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے حسام الحرمین کی تصدیق کی تحریک چلائی۔ ان تصدیقات کا مجموعہ ''الصوارم الہندیہ'' ہے۔

(4) کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری ہونے کے بعد کسی کو توقف، انکار یا شک کا حق حاصل نہیں۔ ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا یہی مفہوم ہے۔ ہاں، ارباب تحقیق کو اس کلام میں ثبوت کفر کے دلائل کی تحقیق و تفتیش کا حق حاصل ہوگا، لیکن انکار کا حق نہیں۔

کیا جہات محتملہ کی تحقیق میں خطا نہیں ہو سکتی؟

سوال: کفر کلامی کا حکم اس وقت عائد ہوتا ہے، جب کلام، کفری معنی میں مفسر و متعین ہو، یا قائل کے بیان قطعی سے مفسر و متعین ہو جائے۔ نانوتوی کے کلام کو ختم نبوت کے انکار کے سلسلے میں مفسر تسلیم کیا گیا، اسی طرح گنگوہی، انبیٹھوی و تھانوی کے کلام کو بے ادبی کے معنی میں مفسر تسلیم کیا گیا۔

مفسر تسلیم کرنے والے علما نے اپنی تحقیق کی روشنی میں ان عبارتوں کو انکار ختم نبوت اور بے ادبی کے معنی میں مفسر تسلیم کیا۔ ہر تحقیق کی طرح اس تحقیق میں بھی خطا کا امکان ہے، ممکن ہے کہ وہ عبارتیں انکار ختم نبوت اور بے ادبی کے معنی میں مفسر نہ ہوں؟

جواب: ضروریات دین کا ثبوت عقل صحیح، قطعی الدلالت آیت قرآنیہ، قطعی الدلالت حدیث متواتر اور اجماع متصل سے ہوتا ہے۔ ضروریات دین کے باب میں قطعی الدلالت سے مراد مفسر ہے۔ آیات قرآنیہ و احادیث متواترہ کے مفسر و محکم اور نص و ظاہر ہونے کی صراحت قرآن مجید یا حدیث متواتر میں موجود نہیں۔ مفسر و محکم اور نص و ظاہر ہونے کا تعین مجتہد و محقق کی تحقیق سے ہوتا ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

یہاں سوال ہوسکتا ہے کہ کسی آیت کو مفسر بتانے میں خطا ہوگئی ہو، پھر جب وہ آیت مفسر نہیں رہی تو اس سے ثابت ہونے والا امر ضروریات دین میں سے نہیں ہوگا۔

جواب یہ ہے کہ جن آیات واحادیث متواترہ کو مفسر تسلیم کیا گیا ہے۔ان سے ثابت ہونے والے امور کو ضروریات دین ہی میں تسلیم کیا جاتا ہے۔

آج تک کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مفسر وغیر مفسر کے تعین میں خطا ممکن ہے،لیکن یہ تعین محال نہیں ہے۔اس کے تعین کا خاص طریقہ موجود ہے،یعنی جس میں احتمال بلا دلیل بھی نہ ہو، وہ مفسر ہے۔

مثال کے طور پر گلاس میں پانی ہے یا نہیں۔آنکھوں سے دیکھ کر کے ثبوت یا نفی کا تعین کیا جاسکتا ہے اور یہ تعین یقینی ہوگا۔اسی طرح مفسر وہ ہے کہ جس میں جانب مخالف کا احتمال بلا دلیل بھی نہ ہو۔جب وہاں احتمال بلا دلیل بھی موجود نہیں تو وہ مفسر ہوگا۔اگر کوئی شخص فرقہ سوفسطائیہ اور فرقہ لاادریہ کی طرح انکار کرے تو اس کا کوئی جواب نہیں۔

منکرین سے سوال

سوال اول: دنیا میں قطعی بالمعنی الاخص کا وجود ہے یا نہیں؟

سوال دوم: اگر ہے تو پھر محض اس شبہہ کے سبب ہر قطعی کی قطعیت کا انکار کر دینا کہ ممکن ہے کہ محقق سے خطا ہوگئی ہو، یہ سوفسطائیت ہے یا نہیں؟

ان شاء اللہ تعالیٰ ان دونوں سوالوں کے جواب پر غور کریں گے تو معاملہ سمجھ میں آجائے گا۔ہاں،جس کو توفیق خداوندی نہ مل سکے تو بدیہی باتیں بھی نہ سمجھ سکے گا۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:17:نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط ھفتم

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں

کفریہ عبارتوں کی تاویل کا حکم

سوال: اگر عہد حاضر میں کوئی اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں کی ایسی صحیح تاویل پیش کرے، جس سے کفر کلامی کا حکم عائد نہ ہوتا ہو، اسی طرح کفر فقہی وضلالت وگمرہی کا حکم بھی عائد نہ ہوتا تو کیا اس تاویل کے سبب اشخاص اربعہ کو مومن تسلیم کیا جاسکتا ہے؟

جواب: مفسر کلام میں تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ مفسر کلام میں نہ تاویل بالدلیل کی گنجائش ہوتی ہے، نہ تاویل بلا دلیل کی۔ ایسی صورت میں اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں میں کوئی صحیح تاویل کیسے ممکن ہے؟

برسبیل تنزل اگر ایسی صحیح تاویل کوئی پیش بھی کردے تو اس سے اشخاص اربعہ کا کفر ختم نہیں ہوگا۔ تاویل سے کفر ختم ہونے کی شرط یہ ہے کہ ملزم اس تاویل کو قبول کرے۔ اشخاص اربعہ مرکر مٹی میں مل چکے تو اب وہ لوگ کسی مؤول کی تاویل کو کیسے قبول کرسکتے ہیں؟

امام اہل سنت قدس سرہ القوی نے اشخاص اربعہ کی تکفیر کلامی پر علمائے حرمین طیبین کے اتفاق واجماع کا ذکر کرتے ہوئے علامہ عبدالباری فرنگی محلی قدس سرہ العزیز کو تحریر فرمایا:

(الف) ''کفر وہابیہ دیوبندیہ پر علمائے کرام حرمین شریفین (جن کی تحقیق آپ کے یہاں کی تحقیق سے عام مسلمین کے نزدیک ارجح واعلیٰ ہے) اجماع فرما چکے، اور میرے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

یہاں کے کتب ورسائل مثل تمہید ایمان وحسام الحرمین ووقعات السنان وادخال السنان والموت الاحمر وکشف ضلال دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا نے بحمدہ تعالیٰ کوئی دقیقہ اظہار حق کا اٹھا نہ رکھا۔ مرتدین کو کچھ بناتے نہ بنی، خود اپنے کفروں کی تاویل میں جو حرکت مذبوحی کی، انہیں کے منہ پر پڑی، اور آج تک جواب نہ دے سکے۔

اس کے بعد بھی آفتاب کو چراغ دکھانے کی کچھ حاجت رہی؟ بفرض باطل اگر آپ ان کے کلام میں کوئی تاویل تراش سکیں تو ان مرتدین کو کیا نفع اور ان کا کفر کیوں کر دفع، کہ ان کی یہ مراد ہوتی تو برسوں پہلے اگل نہ دیتے۔ ضرور ان کی مراد معنی کفر ہی تھے، اور وہ کافر۔

درمختار میں ہے: ''**ثم لو نیتہ ذلک فمسلم والا لم ینفعہ حمل المفتی علٰی خلافہ**''۔ (الطاری الداری ص 83- حسنی پریس بریلی)

توضیح: منقولہ عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ اگر آج کوئی مفتی کوئی تاویل بھی پیش کرے تو اس سے اشخاص اربعہ کا کفر ختم نہیں ہوسکتا۔ اگر قائل کی وہی مراد ہو، تب حکم کفر ختم ہوگا۔ اگر قائل کی مراد کفری معنی ہی ہو تو حکم کفر عائد ہوگا۔

جب اشخاص اربعہ اپنی زندگی میں کوئی صحیح مفہوم بتا نہ سکے تو اب کسی کے صحیح مفہوم بیان کر دینے سے ان لوگوں سے کفر کیسے ختم ہوسکتا ہے۔ یہ قول برسبیل تنزل ہے، ورنہ مفسر کلام میں کسی دوسرے مفہوم کا احتمال ہی نہیں ہوتا ہے۔

امام احمد رضا قادری نے رقم فرمایا:

(ب) ''تقویۃ الایمان وصراط مستقیم و یک روزی کا مصنف اسماعیل دہلوی ہے۔ اس پر صدہا وجوہ سے لزوم کفر ہے۔ دیکھو سبحان السبوح وکوکبہ شہابیہ ومتن وشرح الاستمداد۔ اور تحذیر الناس، نانوتوی و براہین قاطعہ، گنگوہی، وخفض الایمان، تھانوی میں قطعی یقینی اللہ ورسول کو گالیاں ہیں، اور ان کے مصنفین مرتدین، ان کی نسبت علمائے کرام حرمین

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے۔''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر''۔جوان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔دیکھو کتاب مستطاب حسام الحرمین: واللہ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم حصہ دوم: ص 314- رضا اکیڈمی ممبئی)

توضیح: مذکورہ بالا دونوں اقتباسات سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اشخاص اربعہ کے کفر پر علمائے حرمین طیبین کا اجماع واتفاق ہے۔علمائے مصدقین علم وفضل میں مشہور ومعروف اور وسیع علمی تجربات سے آراستہ تھے۔

سائل سے پہلا سوال یہ ہے کہ وہ کون سی تاویل تھی کہ ایک صدی سے زائد گزر جانے کے بعد کسی کے ذہن میں آئی اور اس عہد کے اکابر علما کو بھی اس کا ادراک واحساس نہ ہوسکا اور ایک مدت گزر جانے کے بعد آج کسی کا ذہن اس جانب گیا؟

ضلالت وگمرہی پر امت کا اجماع محال شرعی

دوسرا سوال یہ ہے کہ جب ایک عہد کے تمام علمائے حق نے کسی مسئلہ پر اجماع کرلیا اور بعد کے زمانے میں کسی کو اس اجماعی مسئلہ کے خطا ہونے کی اطلاع ہوئی تو اس کا مفہوم یہ ہوا کہ خطا پر اجماع امت ہو چکا تھا، حالاں کہ احادیث طیبہ میں صریح لفظوں میں یہ ذکر آیا ہے کہ خطا پر امت کا اجماع نہیں ہوگا، پھر یہاں خطا پر اجماع کیسے ہوگیا؟

سوال: اشخاص اربعہ کی تکفیر پر تمام علمائے عرب وعجم کا کہاں اتفاق ہوا؟

حرمین طیبین کے علمائے کرام نے کفری فتویٰ پر تصدیق فرمائی، پھر برصغیر کے کچھ علمائے کرام نے، پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ عرب وعجم کے تمام علما نے اس کو تسلیم کرلیا ہے؟

جواب: ارباب حل وعقد کا اتفاق تمام افراد کی جانب منسوب ہوتا ہے۔حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت راشدہ پر ساری دنیا کے مسلمان مدینہ مقدسہ آکر اظہار اتفاق اور بیعت نہیں کیے تھے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

محض ارباب حل وعقد کا اتفاق ہوا تھا، جس کو ساری دنیا کے مسلمانوں نے تسلیم کیا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ ارباب حل وعقد کے اجماع کو سارے مومنین کا اجماع تسلیم کیا گیا اور خلفائے راشدین کی خلافت کو اجماعی کہا گیا۔

سلطنت عثمانیہ ترکیہ کی جانب سے حرمین طیبین میں چاروں مذاہب فقہیہ کے قاضی ومفتی مقرر کیے جاتے تھے، اور چاروں مذاہب کے فقہا ومفتیان کرام حرمین طیبین میں موجود رہا کرتے۔ کسی مسئلہ پر ان چاروں مذاہب کے قضات وفقہا کا اتفاق عالم اسلام کا اتحاد واتفاق تسلیم کیا جاتا۔ یہ حضرات دینی مسائل میں ارباب حل وعقد کی منزل میں تھے۔

اب جب کہ ارباب حل وعقد یعنی علمائے حرمین طیبین نے اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں میں غور وفکر کے فیصلہ فرمادیا کہ ان عبارتوں کا قائل کافر کلامی ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ان عبارتوں میں تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ اگر تاویل بعید ہوتی تو کفر کلامی کا حکم نہیں ہوتا۔

اب ان حضرات کا اتفاق تمام مسلمانان عالم کا اتفاق تسلیم کیا جائے گا، کیوں کہ یہ اتفاق اصول شرع کے موافق ہے۔ قائلین کی جانب سے کوئی قابل قبول تاویل پیش نہ کی جا سکی، نہ ہی تاویل کی کوئی گنجائش ہے۔

ایسے مشکل مسائل میں علمائے اسلام میں سے ہر ایک تحقیق نہیں کرتے، بلکہ جن کے پاس وسائل تحقیق مہیا ہوتے ہیں، ان کی تحقیق اور فیصلے کے منتظر ہوتے ہیں، اور عہد انتظار میں بھی اجمالی طور پر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو عند اللہ حق ہے، ہم اسی عقیدہ پر قائم ہیں۔

سوال: ممکن ہے کہ کسی عالم کی وفات عہد انتظار میں ہو جائے، ایسی صورت میں ان کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: ان کا مسلک وہی تسلیم کیا جائے گا، جو عند اللہ حق ہے، کیوں کہ وہ مذہب

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اسلام کے تمام احکام مانتے تھے۔ہاں، جب کفر کلامی کے فتویٰ کے بعد کسی کا انکار سامنے آ جائے تو اس انکار پر بحث ہوگی۔اگر کوئی عالم وفقیہ اس کو تسلیم نہ کرے تو گویا دین خداوندی میں اپنی مرضی کو دخل دینا ہوا، اب اس کا انکار حکم شرعی کو ساقط نہیں کر سکے گا، بلکہ خود اس منکر پر حکم شرعی نافذ ہوگا، خواہ وہ کوئی بھی ہو، کہیں کا بھی ہو: **الاسلام یعلو و لا یعلی** (بخاری)

سوال: ممکن ہے کہ کفر کلامی کا فتویٰ جاری ہونے کے بعد قائل نے اپنے کفریات سے توبہ کر لی ہو؟

جواب: محض توبہ کے امکان کے سبب اسے کافر کہنے سے کف لسان کی اجازت نہیں ہوگی۔ہاں، اس توبہ کا کچھ ثبوت ہو تو اس پر بحث ہوگی، لیکن یہاں اشخاص اربعہ سے توبہ کے صدور کی کوئی روایت ہی نہیں ہے۔اشخاص اربعہ کی موت کے بعد سے آج تک دیابنہ ان عبارتوں کو موافق اسلام اور صحیح ثابت کرنے کے لیے مناظرہ ومباحثہ کرتے رہے ہیں۔اگر توبہ کی کوئی روایت ہوتی تو دیابنہ اس کا تذکرہ ضرور کرتے۔

سوال: مفتی نے جہات ثلاثہ میں سے جس جہت کو قطعی بالمعنی الاخص سمجھا تھا، وہ جہت قطعی بالمعنی الاخص نہیں، بلکہ قطعی بالمعنی الاعم ہے تو کیا کفر کلامی کے ایسے فتویٰ کا انکار جائز ہے؟

جواب: مفتی نے جسے قطعی بالمعنی الاخص سمجھا تھا، وہ قطعی بالمعنی الاخص نہ ہو، تو وہ کفر کلامی کا فتویٰ ہی نہیں ہوگا۔اب اس فتویٰ کفر میں اختلاف کا مفہوم یہی ہوگا کہ کفر فقہی میں اختلاف ہوا، نہ کہ کفر کلامی میں۔کفر کلامی نا قابل اختلاف ہے۔اس میں اہل حق کا اتفاق ہی ہوگا، اختلاف کی گنجائش ہی نہیں۔کفر کلامی کا نام کفر اتفاقی ہے۔

چوں کہ تکفیر کلامی آخری درجہ کی تکفیر ہے، اس لیے صرف علم کلام کے ماہرین کو کفر کلامی کا فتویٰ جاری کرنے کی اجازت ہے، تاکہ تحقیق میں خطا سے حفاظت ہو سکے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کفر کلامی کے کفر اتفاقی ہونے اور کفر فقہی کے کفر اختلافی ہونے کا ذکر درج ذیل عبارات میں ہے، نیز اس عبارتوں میں دونوں کفر کے احکام بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔

(1)قال الحصكفي: {في شرح الوهبانية للشرنبلالي:مَا يَكُوْنُ كُفْرًا اِتِّفَاقاً،يبطل العَمَلَ وَالنِّكَاحَ وَاَوْلَادُهٗ اَوْلَادُ زِنَا–وما فيه خلافٌ،يُومَرُ بالاستغفاروالتوبة وتجديدِ النكاح}(الدرالمختارج4ص432)

(2) قال الشامي: {قوله(وَاَوْلَادُه اَوْلَادُ زِنَا)كذا في فصول العمادي–لكن ذكر في"نور العين"–وَيُجَدَّدُ بَيْنَهُمَا النِّكَاحُ اِنْ رَضِيَتْ زَوْجَتُه بالعود اليه وَ اِلَّا فَلَا تُجْبَرُ–والمولود بينهما قبل تجديد النكاح بالوطيء بعد الردة،يثبت نسبُه منه–لكن يكون زنا–الخ–قلتُ وَلَعَلَّ ثبوتَ النَّسَبِ لِشُبْهَةِ الْخِلَافِ–فَاِنَّهَا عند الشافعي–لَا تَبِيْنُ مِنْهُ–تأمل

قوله:(والتوبة)اى تجديد الاسلام–قوله:(و تجديد النكاح)اَىْ اِحْتِيَاطًا كَمَا في الفصول العمادية–وَزَادَ فِيْهَا قِسْمًا ثَالِثًا–فَقَالَ:وما كان خطأ من الالفاظ ولايوجب الكفر فقائله يقرّ علٰى حَالِه ولايومر بتجديد النكاح ولكن يومر بالاستغفار والرجوع من ذلک–و قوله:احتياطًا اى يا مره المفتي بالتجديد ليكون وطؤه حَلَالًا باتفاق–وظاهره انه لايحكم القاضي بالفرقة بينهما–وتقدم ان المراد بالاختلاف–ولو روايةً ضعيفةً–ولو في غير المذهب}(ردالمحتارج4ص433)

(3)قال في الفتاوى الهندية: {ما كان في كونه كُفْرًا اِخْتِلَافٌ–فان قائله يومربتجديد النكاح وبالتوبة و الرجوع عن ذلک بطريق الاحتياط}

(فتاویٰ عالمگیری ج2ص283)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(4)قال الشیخ محمد بن سلیمان اَ فندی: {وَمَا کَانَ فی کونه کفرًا اِخْتِلَافٌ،یومر قائله بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلک احتیاطًا}

(مجمع الانہر688-مکتبہ شاملہ)

توضیح: کفر خلافی ،کفر فقہی کو کہا جاتا ہے،اور کفر اتفاقی ،کفر کلامی کو کہا جاتا ہے۔اس میں نکاح ٹوٹ جاتا ہے،اور سارے اعمال برباد ہوجاتے ہیں۔

کفر فقہی میں توبہ،تجدید ایمان وتجدید نکاح کی ضرورت ہے۔کفر محتمل میں حکم کفر عائد نہیں ہوتا،لیکن توبہ واستغفار کا حکم ہوتا ہے۔اس طرح کفر کی تین صورتیں ہوگئیں:

(1) کفر اتفاقی یعنی کفر کلامی (2) کفر اختلافی یعنی کفر فقہی (3) کفر احتمالی یعنی جس میں بعض کفری احتمالات ہوں اور بعض صحیح احتمال بھی ہوں۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:19:نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط ھشتم

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں

قطعی اعتقادیات میں دو متضاد قول حق نہیں ہو سکتے

یہ اس بحث کی سب سے اہم دلیل ہے۔کفر کلامی کے صحیح فتویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ ملزم کافر کلامی ہے اور دین اسلام سے بالکل خارج ہے۔

اگر بعد میں کسی سبب سے کوئی مفتی اس کفر کا انکار کرے تو دو صورت ہوگی۔

(1) پہلا فتویٰ کسی سبب سے غلط ہے (2) مفتی منکر کا فتویٰ کسی سبب سے غلط ہے۔

اگر دونوں فتویٰ کو صحیح مانا جائے تو اجتماع متضادین لازم آئے گا، یعنی ملزم کا ایک ہی وقت میں مومن و کافر دونوں ہونا۔

ایمان و کفر ایک دوسرے کی نقیض ہیں، لہٰذا بیک وقت ایک انسان کا ایمان و کفر دونوں سے متصف ہونا محال ہے۔

اب اگر وہ انسان مومن ہے تو کافر نہیں۔اگر کافر ہے تو مومن نہیں۔

دونوں فتویٰ میں سے ایک فتویٰ ضرور غلط ہے، ورنہ محال لازم آئے گا اور جو امر مستلزم محال ہو، وہ خود محال ہوتا ہے، لہٰذا دونوں فتویٰ کا صحیح ہونا محال ہوگا۔اب یہ دیکھنا ہوگا کہ دونوں میں سے کون سا فتویٰ شرائط کے مطابق ہے اور کون سا مسئلہ شرائط کے خلاف ہے۔

ظنی اور اجتہادی مسائل اگر متضاد بھی ہوں تو چوں کہ مجتہد نے اپنے اصول کی مکمل

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

رعایت کی ہے،اس لیے عمل کے حق میں ان مختلف فیہ مسائل کو حق تسلیم کیا گیا،لیکن وہاں بھی عنداللہ ایک ہی حق ہے۔قطعیات میں نہ اجتہاد جائز ہے،نہ ہی مختلف صورتیں حق ہوسکتی ہیں۔

قطعی عقائد میں ایک حق:اس کے علاوہ سب باطل

قطعی عقائد میں اجتماع متضادین کی صورت نہیں۔متضادین میں سے ایک حق اور دوسرا باطل ہوگا۔منقولہ ذیل عبارت میں عقلیات سے مراد اعتقادیات ہیں۔

مذہب اسلام میں اعتقادیات کو عقلیات کہنا مشہور اصطلاح ہے۔منقولہ ذیل عبارت میں یہ وضاحت ہے کہ قطعیات میں متضاد امور کا وجود باطل ہے۔

قال بحر العلوم الفرنجی محلی: {(المصیب)من المجتهدین ای الباذلین جهدهم(فی العقلیات واحد–و الا اجتمع النقیضان)لکون کل من القدم والحدوث مثلًا مطابقًا للواقع(وخلاف العنبری)المعتزلی فیه (بظاهره غیر معقول)بل بتاویل کما سیجئ ان شاء اللّٰه تعالٰی(وَالْمُخْطِئُ فِیْهَا)ای فی العقلیات(اِنْ کَانَ نَافِیًا لِمِلَّةِ الاسلام فکافرٌ واٰثِمٌ علٰی اختلاف فی شرائطه کَمَا مَرَّ)من بلوغ الدعوة عند الاشعریة ومختار المصنف

وَمضیء مُدَّةِ التَّأمُّل والتمییز عند اکثر الماتریدیة(وَاِنْ لَمْ یکن)نافیًا لِمِلَّةِ الاسلام(کخَلْقِ القراٰن)ای القول به ونفی الروٴیة والمیزان وامثال ذلک(فَاٰثِمٌ لَاکَافِرٌ) .....

(وَالشَّرعیات القطعیات کذلک)ای مثل العقلیات(فمنکر الضروریات)الدینیة (مِنْهَا کَالْاَرْکَانِ)الاربعة الَّتِیْ بُنِیَ الاسلامُ عَلَیْهَا–الصَّلٰوةِ والزَّکَاةِ وَالصَّوْمِ وَ الْحَجِّ(وحجیة القراٰن ونَحْوِهِمَا کافرٌ اٰثِمٌ–وَمُنْکِرُ النَّظریات)منها(کحجیة الاجماع وخبر الواحد)وَعَدُّوْا مِنْهَا حجیةَ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

الـقياس اَيْضًا(اِثْمٌ فقط)غَيْرُ كَافِرٍ–والمراد بالقطع المعنى الاخص–وهومَا لَا يَحْتَمِلُ النَّقيض وَلَوْ اِحْتَمَالًا بعيدًا–وَلَوْغَيْرَ نَاشٍ عن الدليل}

(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت جلد دوم:ص377)

توضیح: باب فقہ کے ظنی مسائل متخالف ومتضاد بھی ہوں تو ان امور کو اصول اجتہاد کے اعتبار سے صحیح مانا جاتا ہے۔ان ظنی مسائل میں بھی عنداللہ ایک ہی حق ہوتا ہے، گرچہ دیگر اجتہادی مسائل پر بھی عمل کی اجازت ہوتی ہے، کیوں کہ وہاں حصول یقین مطلوب نہیں، بلکہ ظنی صورت پر عمل جائز ہے۔

علامہ بحرالعلوم کے مذکورہ کلام سے واضح ہوگیا کہ اعتقادیات میں متضاد اقوال کی گنجائش نہیں۔ جب ایک نے کسی کو کافر کلامی کہا اور دوسرے نے کافر کلامی نہیں کہا تو یہاں کفر کلامی کا وجود وعدم مجتمع ہورہا ہے۔ یہ تضاد ہے۔ان میں سے کوئی ایک ہی قول صحیح ہوگا۔

ایک ہی شئ کا ایک ہی وقت میں وجود وعدم محال ہے، کیوں کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی شئ کے وجود وعدم کے اجتماع سے اجتماع متضادین لازم آتا ہے اور اجتماع متضادین عقلاً باطل ہے، اور جو امر عقلاً باطل ہو، وہ شرعاً بھی باطل ہوتا ہے۔شریعت عقل کے خلاف نہیں جاسکتی، کیوں کہ شریعت کا ثبوت عقل سے ہوتا ہے۔

شریعت کا ثبوت عقل سے

قـال العلامة البدايونى ناقلًا عن ابن ابى شريف رحمه اللّٰه تعالٰى: {اِنَّ الشَّـرْعَ اِنَّـمَا يَثْبُتُ بالعقل فان ثبوته يتوقف علٰى دلالة المعجزة علٰى صدق الـمُبَـلِّـغِ وانما تثبتُ هذه الدلالةُ بالعقل–فَلَوْ اَتَى الشَّرْعُ بما يُكَذِّبُ الْعَقلَ وهو شَاهِدُه لَبَطَلَ الشَّرْعُ والعقل معًا} (المعتقد المنتقد ص73-استنبول:ترکی)

توضیح: شریعت کا ثبوت عقل سے ہوتا ہے۔اگر شریعت کوئی ایسا حکم لائے، جس سے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

عقلی حکم باطل ہو جائے تو اس صورت میں عقل وشریعت دونوں کا بطلان ہو جائے گا ،اسی لیے جب عقلی حکم وشرعی حکم میں اختلاف ہوتو شرعی حکم کوتاویل کے ذریعہ عقلی حکم کے موافق کیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ حکم اعتقادیات سے متعلق ہے۔فقہی وعملی احکام کا ثبوت عقل سے نہیں ہوتا، نہ ہی وہاں عقلی حکم سے مطابقت کی ضرورت ہے۔مزید تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

اعتقادیات میں حکم عقلی کا بطلان دلیل سمعی سے نہیں ہوگا

قال صدر الشریعة البخاری: {(لایمکن ابطال العقل بالعقل ولا بالشرع وھو مَبْنِیٌّ علیه)ای الشرع مبنی علی العقل–لانه مبنی علٰی معرفة اللّٰه تعالٰی–والعلم بوحدانیته–والعلم بان المعجزة دالة علی النبوة –وھذہ الامور لا تعرف شرعًا–بل عقلًا،قطعًا للدور}

(التوضیح شرح التنقیح جلد دوم:ص160)

قال التفتازانی: {قوله(قطعًا للدور)یعنی ان ثبوت الشرع موقوف علٰی معرفة اللّٰه تَعَالٰی وکلامه وبعثة الانبیاء بدلالة المعجزات–فلو توقفت معرفة ھٰذہ الامور علی الشرع لزم الدور}(التلویح حاشیۃ التوضیح جلد دوم:ص161)

توضیح: اعتقادیات میں حکم عقلی کا بطلان دلیل سمعی سے نہیں ہوتا، بلکہ دلیل سمعی کی ایسی توضیح کی جاتی ہے کہ وہ عقلی حکم کے موافق ہو جائے۔

کافر کلامی کو مومن یا محض گمراہ ماننے سے اجتماع متضادین لازم آتا ہے،اور اجتماع متضادین عقلاً محال ہے،لہٰذا کافر کلامی کا مومن یا محض گمراہ ہونا محال ہوا۔

یہاں پر دلیل عقلی کے بالمقابل دلیل سمعی نہیں ہے، بلکہ مذبذبین کا استدلال فاسد ہے۔جب دلیل عقلی کے بالمقابل شرعی دلیل آئے تو شرعی دلیل میں تاویل ہوگی ،اور جب

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

عقلی دلیل کے بالمقابل مذبذبین کا استدلال فاسد آجائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

جب دلیل عقلی و دلیل سمعی میں تضاد ہو تو کس پر عمل ہوگا؟

قال الجصاص:{وَمِمَّا يُرَدُّ بِهٖ اَخْبَارُ الاٰحَادِ مِنَ الْعِلَلِ–اَن ينافى موجبات احكام العقول–لِاَنَّ الْعُقُوْلَ حُجَّةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى–وَغَيْرُ جَائِزٍ اِنْقَاضُ مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ وَاَوْجَبَتْهُ–وَكُلُّ خَبَرٍ يُضَادُّهُ حُجَّةٌ لِلْعَقْلِ،فهو فاسد غير مقبول–وَحُجَّةُ الْعَقْلِ ثَابِتَةٌ صَحِيْحَةٌ–اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْخَبَرُ مُحْتَمِلًا لِوَجْهٍ لَا يُخَالِفُ بِهٖ اَحْكَامُ الْعُقُوْلِ–فَيَكُوْنُ مَحْمُوْلًا عَلٰى ذٰلِكَ الْوَجْهِ}

(الفصول فی الاصول جلد سوم:ص 122–وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ:کویت)

توضیح:خبر واحد کے عدم قبول کی علتوں میں سے ایک علت خبر واحد کا حجت عقلیہ کے خلاف ہونا ہے۔اس مخالفت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس خبر واحد کا ثبوت صحیح نہیں ہے۔ہاں ،اگر خبر واحد کی کوئی ایسی تاویل ہو جو عقل کے خلاف نہ ہو تو اس تاویل کے سبب اس کو قبول کیا جائے گا،اور وہی مفہوم مراد لیا جائے گا جو عقل کے خلاف نہیں ہے۔

نصوص قطعیہ کا مفہوم بھی بظاہر عقل کے خلاف ہو تو عقل کے موافق تاویل کرنی ہوگی ،کیوں کہ جو عقلاً محال ہو،وہ شرعاً بھی محال ہوگا۔مندرجہ ذیل بحث میں تفصیل مرقوم ہے۔

جو عقلاً محال ہو،وہ شرعاً بھی محال ہوگا

قال العلامة فضل الرسول البدايونى:

{فى الارشاد لامام الحرمين:اعلموا وَفَّقَكُمُ اللّٰهُ:ان اصول العقائد تنقسم الٰى ما يدرک عقلًا وَلَا يَسُوْغُ تقدير ادراكه سَمْعًا–والٰى ما يدرک سمعًا وَلَا يَتَقَدَّرُ ادراكه عقلًا–والٰى ما يجوز ادراكه سمعًا وعقلًا.

(ا)فَاَمَّا مَا لَا يُدْرَكُ اِلَّا عَقْلاً–فكل قاعدة فى الدين تَتَقَدَّمُ عَلَى

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

الْعِلم بکلام اللّٰہ تَعَالٰی–ووجوب اتصافه بکونه صدقًا–اذ السمعیات تستند الٰی کَلاَمَ اللّٰہ تَعَالٰی–وما سبق ثُبُوْتُهٗ فِی المرتبة ثبوتَ الکلام وجوبًا –فیستحیل ان یکون مدرکه السمع.

(۲)واما ما لا یدرک الا سمعًا فهوالقضاء بوقوع ما یجوز فی العقل وقوعه ولا یجب–فلا یتقرر الحکم بثبوت الجائز ثبوتُه فیما غاب عَنَّا اِلَّا بسمع–ویتصل بهٰذا القسم عندنا جملةُ احکام التکلیف.

(۳)واما ما یجوز ادراکه عقلًا وسمعًا فهو الذی تدل علیه شواهد العقول و یتصور ثبوت العلم بکلام اللّٰہ تَعَالٰی مُقَدَّمًا عَلَیْهِ–فهذا القسم یتوصل الٰی ادراکه بالسمع والعقل}

(المعتقد المنتقد ص179-المجمع الاسلامی مبارک پور)

قال امام الحرمین بعد کلام وتفصیل: {فاذا ثبت هذه المقدمة یتعین بعدها علٰی کل معتن واثق بعقده– ان ینظر فیما تعلقت به الادلة السمعیة:

(۱)فان صادفه غیر مستحیل فی العقل–وکانت الادلة السمعیة قاطعةً فی طرقها– لامجال لاحتمال فی ثبوت اصولها–وفی تاویلها–فما هذا سبیله فلا وجه الا القطع به.

(۲)وان لم یثبت بطرق قاطعة–ولم یکن مضمونها مستحیلة فی العقل.

(۳)او ثبت اصولها–ولکن طرق التاویل تجول فیها–فَلا سَبِیْلَ الی القطع–ولکن المتدین یغلب علٰی ظنه ثبوت مَا ظَهَرَ الدَّلِیْلُ السَّمْعِیُّ عَلٰی ثُبُوْتِه–وان لم یکن قاطعًا.

(۴) وان کان مضمون الشرع المتصل بنا مخالفًا لقضیة العقل–فهو

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ای المضمون المفهوم مردود قَطْعًا –فان الشرع لا یخالف العقل–ولا یتصور فی هذا القسم ثبوت سمع قاطع بلاخفاء به–فهذه مقدمة للسمعیات–لا بد من الاحاطة بها–انتهی}

(المعتقد المنتقد ص180-المجمع الاسلامی مبارک پور)

توضیح: دلیل سمعی کا جو مفہوم عقل کے خلاف ہو، وہ قبول نہیں کیا جائے گا، بلکہ ایسی تاویل کی جائے گی جو عقل کے موافق ہو، اس لیے کہ شریعت عقل صحیح کی مخالفت نہیں کرتی۔

قال العلامة البدایونی ناقلًا عن الامام عبد اللّٰه بن اسعد الیمنی–وقد سئل منه عن کون اللّٰه تَعَالٰی قَادِرًا علٰی جمیع الممکنات–فَاَجَابَ مُفَصَّلًا –وهو طویل–وفیه:

{ان المستحیلات ثلٰثة(۱)مستحیل عقلًا (۲)ومستحیل شرعًا(۳) ومستحیل عادةً–وقد رأیتها–یرجع کل واحد منها فی التقسیم العقلی الٰی ثلٰثة–فیکون المجموع تسعة–حاصلة من ضرب ثلٰثة فی ثلٰثة–فالمستحیل العقلی–اما ان یستحیل ایضًا شرعًا و عادةً–او شرعًا دون عادةٍ–اوعادةً دون شرع–وهکذا–وهذه الاقسام التسعة بعضها ساقط لعدم اجتماع بعض المذکورات مع بعض}

(المعتقد المنتقد ص28-المجمع الاسلامی مبارکپور)

قال الامام احمد رضا القادری:{قوله (فیکون المجموع تسعة) اقول:بل سبعة لسقوط البعض بالتکرار وذلک ان المستحیل اما ان یستحیل(۱)عقلاً–او(۲)شرعًا–او(۳) عادةً–او(۴)عقلًا وشرعًا–او(۵) عقلًا وعادةً–او(۶)شرعًا وعادةً–او(۷) عقلًا و شرعًا وعادةً جمیعًا–

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

والباطل منها–الاولان والرابع والخامس– فتبقى ثلٰثة}

(المعتمد المستند ص28-المجمع الاسلامی مبارک پور)

قال الامام اليمنى فى توضيح تلك المستحيلات:

{وايضاح ذلک–ان كل مستحيل عقلى مستحيل شرعًا وعادةً علٰى وجه الاطراد –غير قابل لاستثناء مراد–ولهٰذا نقول–ان جميع الظواهر التى يحيل العقل اجرائها علٰى ظواهرها يجب تاويلها علٰى ما يليق بها فى مواطنها.

ذلک انه اذا تعارض الدليلان –فاما ان يكونا قطعيين–او ظنيين– او احدهما قطعيًّا والْاٰخر ظنيًّا–ولا يجوز ان يكونا قطعيين الا ان يكون احد مدلوليهما مؤولًا–او منسوخًا ان كان فى الاحكام متراخيًا عنه بشىء من الازمان–فان كان احدهما قطعيا دون الْاٰخر–ترجح القطعى عقليًّا كان اوشرعيًّا–وان كان ظنيين يترجح الشرعى على العقلى.

وكل مستحيل شرعًا يستحيل وجوده عادةً–لوجوب متابعة الشرع –وعدم مباينة العادة العامة له–ولا يستحيل ذلک عقلًا–لجواز مخالفة العقل لِمَا وَرَدَ به الشَّرْعُ– ولهذا لا يجب تخليد الكافر فى النار عقلًا–و ان وجبت شرعًا.

والرجوع فى سائر الاحكام الٰى ما يثبت فى الشرع المنقول–لا،الٰى مَا جَوَّزَتْهُ الْعُقُوْلُ–نعم ما اوجبه العقل من الاعتقاد–فالعدول عنه من جملة الالحاد–لان خلافه ان كان قطعيًّا كان مؤولًا–وان لَمْ يَكُنْ قَطْعِيًّا كان باطلًا.

وكل مستحيل عادةً،لا يستحيل عقلًا وشرعًا}(المعتقد المنتقد ص30)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

توضیح: جو عقلاً محال ہو، وہ شرعاً بھی محال ہوگا۔ کافر کلامی کا مومن اور محض گمراہ ہونا عقلاً محال ہے تو شرعاً بھی محال ہے۔

صحیح برہان عقلی کے خلاف سواد اعظم کا اتفاق محال

امام احمد رضا قادری نے تحریر فرمایا کہ کسی صحیح برہان عقلی کے خلاف سواد اعظم اہل سنت وجماعت کا اتفاق محال ہے۔ جب صحیح برہان عقل سے ثابت ہے کہ اجتماع متضادین محال ہے، اور کافر کلامی کو مومن یا محض گمراہ ماننے سے اسلام وکفر کا اجتماع لازم آتا ہے، اور یہ اجتماع متضادین ہے اور اجتماع متضادین محال ہے تو کسی شخص کا ایک ہی وقت میں کافر کلامی اور مومن ہونا، اسی طرح کافر کلامی اور محض گمراہ ہونا محال ہوگا۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''للہ الحمد فقہ میں جس طرح اجماع اقوی الادلہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں۔ اگر چہ وہ اپنی رائے میں کتاب وسنت سے اس کا خلاف پاتا ہو، یقیناً سمجھا جائے گا کہ یا فہم کی خطا ہے، یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اگر چہ مجتہد کو اس کا ناسخ نہ معلوم ہو۔ یونہی اجماع امت تو شئ عظیم ہے۔ سواد اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الادلہ ہے۔

کتاب وسنت سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے۔ حق سواد اعظم کے ساتھ ہے، اور ایک معنی پر یہاں اقوی الادلہ عقل ہے کہ اور دلائل کی حجیت بھی اسی سے ظاہر ہوئی ہے، مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی کے خلاف ہو''۔

(فتاوی رضویہ ج 11 ص 57-56- رضا اکیڈمی ممبئی)

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 22: نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط نہم

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں

کافر کلامی کو گمراہ کہنے کا حکم

عہد حاضر میں بعض گمرہوں نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ کافر کلامی کو محض گمراہ کہتے ہیں، حالاں کہ کافر کلامی کو محض گمراہ کہنے سے کفر کلامی معدوم ہو جاتا ہے، اور کفر کلامی کا انکار ہو جاتا ہے۔

گمراہ کا لفظ کافر و گمراہ دونوں کو شامل ہوتا ہے۔ضلالت کا لفظ ضلالت کفریہ وضلالت غیر کفریہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔اسی طرح بدعت کا لفظ بدعت کفریہ وبدعت ضلالت دونوں کو شامل ہوتا ہے۔

عام طور پر گمراہ سے وہ مراد ہوتا ہے جو اہل سنت و جماعت سے خارج ہو، لیکن کافر نہ ہو۔کافر کو عام طور پر کافر اور مرتد کہا جاتا ہے۔اسی طرح عام طور پر بدعتی سے گمراہ مراد ہوتا ہے، یعنی جو اہل سنت سے خارج ہو، لیکن کافر نہ ہو۔

اس قسط میں گمراہ سے غیر کافر گمراہ مراد ہے۔چوں کہ ایمان وکفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے، اس لیے جو گمراہ کافر نہیں ہے، وہ مومن ہوگا، لیکن وہ کامل الایمان نہیں ہوگا۔

کافر کلامی کا غیر کافر (گمراہ یا مومن) ہونا عقلاً باطل

کسی کی تکفیر کلامی کا مفہوم یہ ہے کہ وہ آدمی مذہب اسلام سے بالکل ہی خارج ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اس کا کچھ بھی تعلق اسلام سے نہیں ہے۔اب اگر کافر کلامی کو محض بد مذہب اور گمراہ کہا جائے اور گمراہ کا متعارف معنی مراد ہو،یعنی جو اہل سنت و جماعت سے خارج ہے،لیکن کافر نہیں تو بھی یہاں تضاد حقیقی ثابت ہوگا۔تضاد کے ثبوت کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کافر کلامی ہونے کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ آدمی قطعی طور پر اسلام سے بالکل خارج ہے اور گمراہ ہونے کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ آدمی اسلام میں داخل ہے،گرچہ دخول ناقص کے طور پر داخل ہو۔اس طرح اسلام میں دخول وخروج دونوں ایک ہی وقت میں ثابت ہو گیا،اور دخول وخروج دو متضاد امر ہیں،اس لیے دونوں کا وقت واحد میں ایک ہی محل میں وجود وثبوت نہیں ہوسکتا۔

کفر کلامی اسلام سے خروج کامل کا نام ہے۔خروج کامل کی ضد دخول کامل بھی ہے اور دخول ناقص بھی ۔جن دو امر کا محل واحد میں اجتماع محال ہو، وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد یا نقیض ہوتے ہیں۔دخول کامل کے ساتھ بھی خروج کامل کا اجتماع محال ہے،اسی طرح دخول ناقص کے ساتھ بھی خروج کامل کا اجتماع محال ہے،پس خروج کامل کی نقیض دخول ہے ،خواہ دخول کامل ہو،یا دخول ناقص ہو۔

دخول ناقص کا اجتماع خروج ناقص کے ساتھ ہوگا،اس لیے وہ دونوں ایک دوسرے کی نقیض نہیں ہیں،مثلاً کسی آدمی کا ایک پاؤں گھر کے دروازہ کے اندر ہے،اور ایک پاؤں دروازہ کے باہر ہے تو یہاں دخول ناقص وخروج ناقص دونوں ساتھ ساتھ پائے جارہے ہیں ،پس واضح ہو گیا کہ دخول ناقص وخروج ناقص میں تضاد نہیں۔

لیکن کوئی ایسی صورت نہیں کہ خروج کامل بھی ہو،اور اسی کے ساتھ دخول ناقص بھی ہو،لہٰذا جس طرح خروج کامل کی نقیض دخول کامل ہے،اسی طرح دخول ناقص بھی نقیض ہے، بلکہ قانونی طور پر دخول ناقص ہی نقیض ہونا چاہئے،جیسے موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہے، گرچہ موجبہ کلیہ کا بطلان سالبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ دونوں سے ہوجاتا ہے۔

قال الجرجانی: {الضدان صفتان وجودیتان یتعاقبان فی موضع واحد یستحیل اجتماعهما کالسواد والبیاض–والفرق بین الضدین والنقیضین، ان النقیضین لا یجتمعان ولا یرتفعان کالعدم والوجود–والضدین لا یجتمعان، ولکن یرتفعان کالسواد والبیاض}

(کتاب التعریفات: ص179- مکتبہ شاملہ)

توضیح: اصطلاحی طور پر ضد اور نقیض میں فرق ہے۔ ضدین ایسے دو امر ہیں جو ایک ساتھ جمع نہ ہوسکیں، لیکن ایک ساتھ مرتفع ہوجائیں، جیسے سواد و بیاض کہ ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے، لیکن مرتفع ہوسکتے ہیں، مثلاً وہاں سرخی، زردی وغیرہ ہو۔

نقیضین ایسے دو امر ہیں جو نہ ایک ساتھ جمع ہوسکتے ہوں، نہ ایک ساتھ مرتفع ہوسکتے ہیں، جیسے عدم و وجود۔ کسی امر کا وجود ہوگا، یا عدم۔ وجود و عدم دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے، نہ دونوں ایک ساتھ مرتفع ہوسکتے ہیں۔

اجتماع ضدین بھی محال ہے اور اجتماع نقیضین بھی محال ہے۔ اصطلاحی طور پر ایمان وکفر دونوں ایک دوسرے کی نقیض ہیں، کیوں کہ کسی مکلّف سے بیک وقت نہ ایمان وکفر دونوں مسلوب ہوسکتے ہیں، نہ دونوں کسی مکلّف کے لیے بیک وقت ثابت ہوسکتے ہیں۔

مکلّف یا تو مومن ہوگا، یا کافر ہوگا۔ ایمان وکفر کے درمیان کوئی منزل نہیں، پس بیک وقت دونوں کے معدوم ومرتفع ہونے کی کوئی صورت نہیں۔

امام احمد رضا قادری نے تحریر فرمایا: ''کافر نہیں، مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں، نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہوسکیں: **فان الکفر والاسلام علٰی طرفی النقیض بالنسبة الی الایمان لا یجتمعان ابدًا ولا یرتفعان–قال**

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

تعالٰی: اما شاکرًا واما کفورًا—وقال تعالٰی: وما جعلنا لرجل من قلبین فی جوفه ". (فتاویٰ رضویہ جلد سوم: ص309- رضا اکیڈمی ممبئی)

اگر فلسفیانہ اصطلاح کے اعتبار سے کلام کیا جائے تو ایمان وکفر میں تقابل تضاد بھی ہو سکتا ہے اور تقابل عدم وملکہ بھی۔ اگر ضروریات دین کی تصدیق کا نام ایمان ہو، اور ضروریات دین کی تکذیب کا نام کفر ہو تو یہاں متقابلین وجودی ہیں اور ایمان وکفر کے مابین تقابل تضاد ہوگا۔ اگر ایمان، ضروریات دین کی تصدیق کا نام ہو، اور کفر عدم تصدیق کا نام ہو تو ایمان وکفر کے مابین تقابل عدم وملکہ ہوگا، کیوں کہ مذکورہ توضیح کے مطابق ایمان وجودی ہے اور کفر عدمی ہے۔ جس کے مفہوم کا جز سلب ہو، وہ عدمی کہلاتا ہے، خواہ وہ موجود ہو یا معدوم، جیسے علم وجہل اور بصر وعمی میں تقابل عدم وملکہ ہے اور جہل وعمی موجود صفات میں سے ہیں۔ محل واحد اور وقت واحد میں ایک ہی حیثیت سے متقابلین کا وجود نہیں ہوتا۔

قطعی اعتقادیات میں حقیقی متضادین کا وجود نہیں ہوتا۔ متضادین میں سے ایک ثابت ہوگا اور ایک باطل ہوگا۔ اگر دونوں ثابت ہوں تو اجتماع متضادین لازم آئے گا اور اجتماع متضادین عقلاً باطل ہے اور جو اعتقادی امر عقلاً باطل ہو، وہ شرعاً بھی باطل ہوتا ہے، کیوں کہ شریعت عقل پر موقوف ہے۔

جو عقل کے نزدیک باطل ہے، وہ شریعت میں بھی باطل ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر نص قطعی میں بھی عقلی اعتقاد کے خلاف کوئی امر وارد ہو تو عقل سے ثابت شدہ اعتقاد کے مطابق اس کی تاویل کرنی ہوگی۔

ظنی امور میں متضادین کا وجود ہے، جیسے کوئی امر احناف کے یہاں جائز ہو، اور شوافع کے یہاں ناجائز ہو۔ چوں کہ ظنیات واجتہادیات میں کوئی امر قطعی نہیں ہوتا، بلکہ وہ ظنی ہوتا ہے اور ظنی میں جانب مخالف کا احتمال بالدلیل موجود ہوتا ہے تو یہاں حقیقی طور پر

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اجتماع متضادین کا ثبوت نہیں ہوگا۔

ایک امام مجتہد نے کسی امر کو اپنے اجتہاد کی روشنی میں جائز کہا تو اس کا یہ مفہوم ہے کہ اس امام مجتہد کے اصول اور اختیار کردہ دلیل کی روشنی میں وہ امر ظن غالب کے طور پر جائز ہے۔ اجتہادی امور میں قطعی طور پر جواز وعدم جواز کی صورت نہیں ہوتی۔

اگر کسی دوسرے مجتہد نے اپنے اصول اور دلیل کی روشنی میں اسی امر کو ناجائز کہا ہے تو مجتہد اول اس کی تغلیط نہیں کرتا، بلکہ اس عدم جواز کو اس مجتہد دوم کے اصول ودلیل کے اعتبار سے حق مانتا ہے، اسی لیے فقہ کے مذاہب اربعہ کو حق تسلیم کیا گیا ہے۔

مذاہب اربعہ کی حقانیت کی تفصیل اور دلیل فقہ واصول فقہ کی کتابوں میں مرقوم ہوتی ہے۔ مذاہب اربعہ میں سے ہر ایک فقہی مذہب کے حق ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ہر ایک فقہی مذہب اپنے اصول اجتہاد کے اعتبار سے حق ہے، اور انہی اصول کے اعتبار سے مسائل کی تخریج ہوتی ہے تو وہ مسائل بھی اصول اجتہاد کی روشنی میں حق ہیں۔

چوں کہ ان مسائل میں ظن غالب کا حصول کافی ہوتا ہے، لہٰذا جانب مخالف کے احتمال کے سبب اعتراض نہیں ہوگا۔ اسی طرح کوئی مجتہد دیگر اپنے اصول ودلیل کے اعتبار سے جانب مخالف کو اختیار کرے تو ان پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ واضح رہے کہ اجتہادی امور میں بھی عنداللہ ایک ہی امر حق ہوگا، گرچہ ہر ایک پر عمل کی اجازت ہے۔

کافر کلامی کو محض گمراہ ماننے سے کفر کلامی معدوم

جب کافر کلامی کو محض گمراہ (غیر کافر) کہا جائے تو کفر کلامی معدوم ہو جائے گا۔ گمراہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ابھی ایمان سے کچھ تعلق باقی ہے، جب کہ کفر کلامی کا مفہوم یہ ہے کہ ایمان سے بالکل تعلق ختم ہو گیا۔ جب گمرہی ثابت ہوئی تو ایمان سے خفیف تعلق ثابت ہو گیا اور عدم تعلق کا ثبوت نہ ہو سکا، لہٰذا کفر کلامی معدوم ہو گیا۔ ضلالت غیر کفریہ اور کفر کلامی ایک

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ساتھ نہیں پائے جا سکتے۔

دراصل کسی امر کی نفی متعدد طریقے سے ہو جاتی ہے۔ عقل و نقل ہر اعتبار سے رب تعالیٰ کا وجود ثابت ہے۔ جس عقیدہ سے رب تعالیٰ کے وجود کا قطعی بالمعنی الاخص انکار ہو جائے، وہ کفر کلامی ہوگا، اور جس عقیدہ سے وجود باری تعالیٰ کا قطعی انکار نہ ہو، لیکن انکار لازم آئے، وہ کفر فقہی ہوگا۔ انکار کی تین صورتیں مندرجہ ذیل عبارت میں مرقوم ہیں۔ ان سے واضح ہو جائے گا کہ کسی امر کا انکار متعدد صورتوں میں ہوتا ہے۔ ان تینوں صورتوں میں رب تعالیٰ کا قطعی انکار ہو جاتا ہے، اس لیے انکار کی ان تینوں صورتوں میں کفر کلامی کا حکم ہوگا۔

امام احمد رضا قادری نے رقم فرمایا: ''ایجاب وسلب متناقض ہیں، جمع نہیں ہو سکتے۔ وجود شئ اس کے لوازم کے وجود کا مقتضی اور ان کے نقائض ومنافیات کا نافی ہے کہ لازم کا منافی موجود ہو تو لازم نہ ہو، اور لازم نہ ہو تو شئ نہ ہو تو ظاہر ہوا کہ سلب شئ کے تین طریقے ہیں۔

اول: خود اس کی نفی مثلاً کوئی کہے: انسان ہے ہی نہیں۔

دوم: اس کے لوازم سے کسی شئ کی نفی مثلاً کہے: انسان تو ہے، لیکن وہ ایک ایسی شئ کا نام ہے جو حیوان یا ناطق نہیں۔

سوم: ان کے منافیات سے کسی شئ کا اثبات مثلاً کہے: انسان حیوان ناہق یا صاہل سے عبارت ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں پچھلوں نے اگرچہ زبان سے انسان کو موجود کہا، مگر حقیقۃً انسان کو نہ جانا، وہ اپنے زعم باطل میں کسی ایسی چیز کو انسان سمجھے ہوئے ہیں، جو ہرگز انسان نہیں تو انسان کی نفی اور اس سے جہل میں یہ دونوں اور وہ پہلا جس نے سرے سے انسان کا انکار کیا، سب برابر ہیں، فقط لفظ کا فرق ہے۔

مولیٰ عزوجل کو جمیع صفات کمال لازم ذات، اور جمیع عیوب ونقائص اس پر محال بالذات کہ اس کے کمال ذاتی کے منافی ہیں۔ کفار میں ہرگز کوئی نہ ملے گا جو اس کی کسی صفت

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کمالیہ کا منکر یا معاذ اللہ اس کے عیوب و نقص کا مثبت نہ ہو تو دہریے اگر قسم اول کے منکر ہیں کہ نفس وجود سے انکار رکھتے ہیں، باقی سب کفار دو قسم اخیر کے منکر ہیں کہ کسی کمال لازم ذات کے نافی یا کسی عیب منافی کے مثبت ہیں۔

بہر حال اللہ عزوجل کو نہ جاننے میں وہ اور دہریے برابر ہوئے، وہی لفظ وطرز ادا کا فرق ہے۔ دہریوں نے سرے سے انکار کیا اور ان قہریوں نے اپنے اوہام تراشیدہ کا نام خدا رکھ کر لفظ کا اقرار کیا''۔ (فتاویٰ رضویہ ج15 ص530- جامعہ نظامیہ لاہور)

توضیح: منقولہ بالا اقتباس میں کسی شئ کی نفی کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو لوگ کافر کلامی کو گمراہ کہتے ہیں، وہ طریق اول کے مطابق کفر کلامی کی صریح نفی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اشخاص اربعہ کو کافر نہیں، بلکہ گمراہ مانتے ہیں۔ کیا صریح نفی کے بعد بھی کفر کلامی معدوم نہیں ہوگا؟

چوں کہ یہ مذبذبین انتہائی عقل مند واقع ہوئے ہیں، اس لیے بدیہی امور میں بھی ان کو شک واقع ہوتا ہے۔ جب ضلالت و گمرہی ماننے کے سبب کفر کلامی معدوم ہو گیا اور کفر کلامی کا انکار ہو گیا تو اس منکر کے لیے وہی حکم ہوگا جو کفر کلامی کے منکر کا حکم ہے۔ جب کفر کلامی میں شک کرنے والا کافر ہے تو کفر کلامی کا انکار کرنے والا کافر کیوں نہیں ہوگا؟

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 24: نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط دھم

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں

دو مفتی دو قول کریں تو کیا حکم؟

سوال: ایک مفتی نے کسی کو کافر کلامی کہا اور دوسرے مفتی نے کافر فقہی کہا تو یہاں چوں کہ قائل الگ الگ ہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے؟ جس نے کافر کلامی کہا، ان کی تحقیق میں کسی محتمل جہت میں کوئی احتمال بلا دلیل نہیں تھا اور جس کی تحقیق میں کوئی احتمال بلا دلیل تھا، اس نے کفر کلامی کا فتویٰ نہیں دیا تو کیا حرج ہے؟ اسی قسم کا جواب تکفیر فقہی میں دیا جاتا ہے کہ کافر فقہی کو متکلمین کافر نہیں کہتے، لیکن فقہا اسے کافر کہتے ہیں۔

کفر کلامی کی صورت میں بھی قائل ایک نہ ہو، بلکہ قائل الگ الگ ہیں تو یہاں بھی ایک آدمی کسی کے یہاں کافر کلامی ہو، اور کسی کے یہاں کافر فقہی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے؟

جواب: ذیل میں دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ ان دونوں مثالوں کے تناظر میں کفر کلامی کو سمجھا جائے۔

(1) ایک امر کو ایک آدمی محال بالذات کہے، اور دوسرا آدمی اسی کو ممکن بالذات کہے تو یہ دونوں قول ہرگز صحیح نہیں ہو سکتے، ورنہ ایک ہی چیز کا ممکن بالذات اور محال بالذات ہونا لازم آئے گا۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(2)اگر ایک امر کو ایک آدمی ممتنع بالغیر کہے ،اور دوسرا آدمی ممکن بالذات کہے تو دونوں قول صحیح ہیں ، کیوں کہ محال بالغیر ممکن بالذات ہوتا ہے،لیکن محال بالذات ممکن بالذات نہیں ہوسکتا۔

مذکورہ بالا دونوں مثالوں سے واضح ہوگیا کہ جو محال بالذات ہے، وہ ممکن بالذات نہیں ہوسکتا،اسی طرح کافر کلامی ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔جو محال بالغیر ہے، وہ ممکن بالذات ہوگا۔اسی طرح جو محض کافر فقہی ہے، وہ مومن ہوگا،گرچہ وہ گمراہ ہو۔

امر تکفیر میں فقہا و متکلمین کے اختلاف پر جو جواب دیا جاتا ہے، وہاں اس امر کی صحت کا مدار قائل کے الگ ہونے پر نہیں ہے، بلکہ صحت کا مدار حیثیت کے الگ ہونے پر ہے،یعنی فقہا الگ حیثیت سے کافر کہتے ہیں،اور متکلمین کسی دوسری حیثیت سے کافر نہیں کہتے۔

قائل کے مختلف ہونے سے درحقیقت یہاں حیثیت واعتبار کا مختلف ہونا مراد ہے، اور مشہور قانون ہے:{لولا الاعتبارات لبطلت الحكمة}

اگر حیثیات واعتبارات کا لحاظ نہ ہو تو علم وحکمت باطل ہوجائیں۔

اس کی تفہیم کی آسان صورت یہ ہے کہ زید نے کہا کہ جس کے پاس کم ازکم ایک لاکھ ہو، وہ ہماری نظر میں مالدار ہے۔بکر نے کہا کہ جس کے پاس کم ازکم دو لاکھ ہو تو وہ ہماری نظر میں مالدار ہے۔اب یہاں صرف یہی دو اصطلاح ہیں۔اس کے علاوہ کوئی تیسری اصطلاح موجود ہی نہیں ہے۔آدھے لوگ زید کے متبع ہیں اور آدھے لوگ بکر کے پیروکار ہیں۔

اب خالد کے پاس ڈیڑھ لاکھ روپے ہیں تو زید نے کہا کہ خالد مالدار ہے،اور بکر نے کہا کہ خالد مالدار نہیں ہے تو دونوں کی بات اپنی اصطلاح کے اعتبار سے صحیح ہے۔ہاں ، جب خالد کے پاس دو لاکھ ہوجائے تو دونوں طبقہ کو تسلیم کرنا ہوگا کہ خالد مالدار ہے۔

یہاں دو لاکھ والی صورت کو مدنظر رکھ کر کفر کلامی سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ جب کفر

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کلامی ثابت ہوجائے گا تو سب کو کافر ماننا ہوگا۔ اگر کفر کلامی ثابت ہوجانے پر بھی کوئی انکار کرے تو وہ ثابت شدہ حقیقت کا انکار کرتا ہے۔

جو یہ کہا جاتا ہے کہ تکفیر کلامی کے باب میں ہر ایک کو اپنی تحقیق پر عمل کرنا ہے، یہ غلط ہے۔ یہ جزئیہ کہاں ہے کہ کفر کلامی میں ہر ایک کو ذاتی تحقیق کی بنیاد پر کسی کو کافر کلامی کہنے کا حکم ہے، جب کہ یہاں یہ صریح جزئیہ موجود ہے کہ جو کافر قطعی کو کافر نہ کہے تو وہ کافر ہے۔

اسی کی تعبیر کے لیے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں، مثلا (من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر)۔ اس جزئیہ کے برخلاف کوئی جزئیہ موجود نہیں ہے۔

کافر فقہی کو گمراہ کہنا کیسے صحیح ؟

کافر فقہی کو متکلمین گمراہ کہتے ہیں۔ یہ محض لفظی واصطلاحی فرق ہے۔ حکم شرعی میں کچھ فرق نہیں۔ کافر فقہی کے لیے فقہا جو احکام ثابت کرتے ہیں، متکلمین ان احکام کو ثابت رکھتے ہیں۔ اسی طرح فقہا کی طرف نسبت کرتے ہوئے متکلمین صریح لفظوں میں کہتے ہیں کہ یہ فقہا کے یہاں کافر ہے، یا یہ کافر فقہی ہے۔ متکلمین محض اپنی اصطلاح کے اعتبار سے کافر فقہی کو کافر نہیں کہتے۔

اگر جہات محتملہ میں سے کسی جہت میں احتمال بلا دلیل ہو تو فقہا حکم کفر جاری کر دیتے ہیں، کیوں کہ فقہا احتمال بلا دلیل کو قبول نہیں کرتے ہیں، اور متکلمین احتمال بلا دلیل کو قبول کرتے ہیں، اس لیے وہ ملزم کو گمراہ کہتے ہیں، کافر نہیں کہتے۔ متکلمین اس کے کافر فقہی ہونے کا انکار نہیں کرتے، بلکہ اپنی اصطلاح کے اعتبار سے اسے گمراہ کہتے ہیں۔ یہاں محض اصطلاح اور تعبیر کا فرق ہے، ورنہ جو حکم کافر فقہی کا ہے، ان تمام کو متکلمین ثابت رکھتے ہیں، اور فقہا بھی کافر فقہی کے لیے وہ احکام ثابت نہیں کرتے جو کافر کلامی کے احکام ہیں۔

فقہا کے یہاں یہ امر مسلم ہے کہ کافر فقہی گرچہ فقہی قوانین کی روشنی میں کافر ہے،

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

لیکن چوں کہ یہاں احتمال بلا دلیل ہے، اس لیے وہ متکلمین کے یہاں کافر نہیں، اسی لیے فقہا کافر متفق علیہ یعنی کافر کلامی کے احکام کافر فقہی کے لیے ثابت نہیں کرتے۔ فقہا بھی فرق کا لحاظ کرتے ہیں۔ کافر فقہی اور کافر کلامی کے بعض احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) فقہا و متکلمین کافر کلامی کے تمام اعمال کو باطل قرار دیتے ہیں، جب کہ کافر فقہی کے اعمال کو نہ متکلمین باطل قرار دیتے ہیں، نہ فقہا، کیوں کہ فقہا کو بھی معلوم ہے کہ اس کا خفیف تعلق اسلام سے باقی ہے۔

(2) فقہا و متکلمین کافر کلامی کے نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں۔ اس کی بیوی بائنہ قرار پاتی ہے، جب کہ کافر فقہی کے نکاح کو نہ متکلمین باطل قرار دیتے ہیں، نہ فقہا، کیوں کہ فقہا کو بھی معلوم ہے کہ اس کا خفیف تعلق اسلام سے باقی ہے۔

کافر فقہی کے لیے فقہا و متکلمین دونوں کے یہاں صرف تجدید نکاح کا حکم ہے، کیوں کہ کفر فقہی کے سبب نکاح میں نقص آ جاتا ہے، لیکن نکاح بالکل باطل نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ ابھی اسلام سے ایک خفیف تعلق باقی ہے۔

کافر فقہی و کافر کلامی کے احکام کے فرق سے یہ واضح ہو گیا کہ فقہا کافر فقہی کو کافر کلامی کے برابر و مساوی قرار نہیں دیتے، بلکہ کافر کلامی سے ایک درجہ کم سمجھتے ہیں۔ اسی درجہ والے کو متکلمین گمراہ کہتے ہیں۔ کافر کلامی اس کے بعد والے درجہ میں ہے۔ کفر کلامی، خروج عن الاسلام کا آخری درجہ ہے، جس میں اسلام سے کسی طرح کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہو گیا کہ کافر فقہی سے متعلق متکلمین و فقہا کا اختلاف محض لفظی و اصلاحی ہے، یعنی تعبیری اختلاف ہے، ورنہ کافر فقہی کے احکام فقہا و متکلمین دونوں کو تسلیم ہیں۔ متکلمین کافر فقہی کے وہ تمام احکام تسلیم کرتے ہیں جو فقہا بیان کرتے ہیں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ایمان وکفر کے مسائل وجزئیات کا ماخذ شرع اسلامی

ایمان وکفر کے مسائل کا ماخذ شریعت اسلامیہ ہے۔عہد حاضر میں بعض لوگ اپنی عقل سے کوئی صورت متعین کر لیتے ہیں، پھر عبارتوں کی غلط تشریح کر کے اپنے مدعا کو ثابت کرتے ہیں ۔صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسلاف کرام کے بیان کردہ اصول وضوابط کی معرفت حاصل کی جائے ،پھر اس کے موافق تائیدی عبارات تلاش کی جائے ۔منقولہ ذیل دونوں اقتباس میں صراحت ہے کہ ایمان وکفر کے احکام کا مدار مبنی شریعت ہے، نہ کہ عقل۔

امام قاضی عیاض مالکی (۴۷۶ھ-۵۵۴ھ) نے تحریر فرمایا:

{فصل فی بیان ما هو من المقالات كفر وما يتوقف او يختلف فيه و ما ليس بكفر–اعلم ان تحقيق هذا الفصل وكشف اللبس فيه مورده الشرع –ولا مجال للعقل فيه}(کتاب الشفا جلد دوم:ص1065)

امام محمد غزالی شافعی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) نے تحریر فرمایا:

{الكفر هو تكذيب الرسول صلى اللّٰه عليه وسلم فی شَیْءٍ مما جاء به –والايمان تصديقه فی جميع ما جاء به–فاليهودی والنصرانی كَافِرَانِ لِتَكْذِيْبِهِمَا لِلرَّسُوْلِ صلى اللّٰه عليه وسلم–وَالْبَرْهَمِیُّ كَافِرٌ بالطريق الاولٰی ،لانه انكر مع رسولنا سائر المرسلين–والدهری كافر بالطريق الاولٰی، لانه انكر مع رسولنا الْمُرْسَلَ سَائِرَ الرُّسُلِ.

وَهٰذَا لِاَنَّ الْكُفْرَ حُكْمٌ شَرْعِیٌّ كالرق والحرية مثلًا–او معناه اباحة الدم والحكم بالخلود فی النار–ومدركه شرعی–فيدرک اما بنص–واما بقياس علٰی منصوص–وَقَدْ وَرَدَتِ النُّصُوْصُ فی اليهود والنصارٰی–و التحق بهم بالطريق الاولٰی،البراهمة والثنوية والزناد قة والدهرية–وكلهم

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مشترکون فی انهم مکذِّبُوْنَ لِلرَّسُوْلِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم.

فَکُلُّ مُکَذِّبٍ لِلرَّسُوْلِ فَهُوَ کَافِرٌ–وَکُلُّ کَافِرٍفَهُوَ مُکَذِّبٌ لِلرَّسُوْلِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم–فهذه هی العلاقة الْمُطَّرِدَةُ الْمُنْعَکِسَةُ}

(التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ :ص26)

تکفیر کلامی کے لیے جہات محتملہ پانچ ہیں۔ان کی تفصیل ''البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیۃ'' رسالہ یازدہم: باب دوم، فصل سوم میں ہے۔

امراول: منکر کوامرضروری دینی کاقطعی علم ہو، یامنکر کسی امرکوقطعی طور پر دینی امر سمجھ کر انکار کرے۔

امردوم: مفتی کو یہ قطعی طور پر معلوم ہو کہ منکر امرضروری دینی کوقطعی طور پر جانتا ہے، یا قطعی طور پر دینی امر مان کر اس کا انکار کرتا ہے۔

امرسوم: منکر کا انکار قطعی طور پر ثابت ہو۔

امر چہارم: قول کی نسبت قائل کی جانب قطعی ہو۔

امر پنجم: قائل نے اپنے قصد ورضا کے ساتھ بلا جبر واکراہ اپنے ہوش وحواس میں وہ قول کہا ہو۔توبہ ورجوع نہ کرنے کا بھی قطعی علم ہو۔

توضیح: تکفیر کلامی کے باب میں قطعی سے قطعی بالمعنی الاخص مراد ہوتا ہے، جس میں احتمال بلا دلیل بھی نہ ہو۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:26:نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط یازدھم

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں

تحقیق وانکار میں فرق

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فتویٰ تکفیر میں ہر ایک کو تحقیق کا حق ہے، یعنی انکار کا حق ہے، اور انکار کی چند صورتیں بھی بیان کی جاتی ہیں؟

جواب: آج کل بعض لوگوں نے تحقیق کو انکار کا مرادف قرار دے دیا ہے۔ اگر دیگر متکلمین کو بلا سبب کفر کلامی کے انکار کا حق حاصل ہو جائے تو ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا مفہوم ہی باطل ہو جائے گا۔

یہ بات صحیح ہے کہ جس کو کافر کلامی کے کفر کا علم نہ ہو، وہ عدم علم کے وقت اس کے کفر کا انکار کر دے تو وہ معذور ہے، جیسے عدم علم کے وقت کسی نے ضروری دینی کا انکار کر دیا تو وہ معذور ہے، لیکن علم و یقین کے بعد بھی انکار ہی پر قائم رہا تو حکم کفر اس پر عائد ہوگا۔

شریعت، عقل کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ اگر دیگر متکلمین کو حق انکار حاصل ہو جائے تو ایک ہی ملزم کسی کے یہاں قطعی بالمعنی الاخص طور پر کافر ہوگا کہ ایمان کا ذرہ برابر احتمال بھی نہ ہوگا، اور کسی کے یہاں مومن ہوگا اور ایمان و کفر دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور مذکورہ صورت میں ایک ہی جگہ ایمان و کفر کا قطعی طور پر پایا جانا لازم آتا ہے، اور یہ اجتماع ضدین ہے۔

نیز قطعی اعتقادیات میں دو قول حق نہیں ہو سکتے، پس یقینی طور پر ایک باطل ہوگا۔ ہاں

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

،فقہ کے اجتہادی مسائل میں ایسے متضاد اقوال کو حق تسلیم کیا جاتا ہے، کیوں کہ وہ ظنی امور ہیں اور وہاں دونوں قول کو کسی ایک میں احتمال خطا کے ساتھ ظنی طور پر حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ مجتہد صواب وخطا دونوں صورت میں اجر کا حقدار ہوتا ہے۔

قطعی عقائد میں اختلاف کرنے والا کافر یا گمراہ ہوتا ہے،یعنی ضروری دینی میں اختلاف کیا تو کافر ہے اور ضروریات اہل سنت میں اختلاف کیا تو گمراہ ہے۔قطعیات میں ایک حق ہوتا ہے اور اس کے علاوہ سب باطل۔

قال التفتازانی: {لان المخطئ فی الاصول والعقائد یعاقب،بل یُضَلَّلُ اَوْ یُکَفَّرُ–لان الحق فیها واحد اجماعًا–والمطلوب هو الیقین الحاصل بالادلة القطعیة–اذ لایعقل حدوث العالم وقدمه وجواز روٴیة الصانع وعدمه–فالمخطئ فیها مخطئ ابتداءً وانتهاءً}

(التلویح حاشیۃ التوضیح جلد دوم:ص121)

تکفیر کلامی کے انکار کی تین باطل صورتیں

سوال: بعض اہل علم کا قول ہے کہ کفر کلامی کے صحیح فتویٰ جاری ہونے کے بعد بھی کسی عالم ومفتی کو کلام،تکلم یا متکلم میں کوئی احتمال نظر آیا تو وہ کفر کلامی کا انکار کر سکتا ہے،اور ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا حکم اس پر وارد نہیں ہوگا؟

جواب: اگر کلام،متکلم یا تکلم میں احتمال ہوگا تو کفر کلامی کا فتویٰ ہی جاری نہیں ہوگا۔

اگر سائل کی مراد یہ ہے کہ مفتی اول کے لیے ساری جہات محتملہ یقینی ہوگئی تھیں تو اس نے قائل پر کفر کلامی کا فتویٰ دیا،لیکن بعد کے مفتی کے لیے جہات ثلاثہ یعنی کلام یا تکلم یا متکلم میں سے کسی جہت میں کوئی احتمال پیدا ہوگیا تو اس مفتی مابعد کو کفر کے انکار کا حق حاصل ہوگا تو یہ بھی غلط ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

سب سے اہم سوال یہ ہے کہ جب تحقیق کامل کے بعد ملزم پر فتویٰ عائد کیا جا چکا ہے تو اب دوبارہ فتویٰ دینے کی ضرورت کیا ہے؟ اگر کسی مفتی کو تکفیر کلامی کے صحیح فتویٰ کے بعد جہات ثلاثہ میں سے کسی جہت میں کوئی احتمال نظر آتا ہے تو یہ اس کی لاعلمی کے سبب ہے، ورنہ وہ احتمالی جہت بھی یقینی ہے، کیوں کہ تکفیر کلامی کا وہ فتویٰ صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔

اب اس لاعلمی کے سبب مفتی مابعد کو انکار کا حق نہیں ہوگا، بلکہ اس احتمال کو دور کرنے کے واسطے مفتی اول سے دریافت کرے، یا اہل علم سے رجوع کرے۔ لاعلمی کی صورت میں عالم و جاہل سب کے لیے (**فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون**) کا حکم ہے۔

تفصیلی جواب درج ذیل ہے:

کلام میں احتمال:

کلام میں احتمال کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ کلام کفری معنی میں مفسر نہیں، کیوں کہ مفسر میں احتمال بالدلیل یا احتمال بلا دلیل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں مفتی اول کا فتویٰ، کفر کلامی کا فتویٰ نہیں ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کلام میں کوئی احتمال پہلے تھا، لیکن وہ احتمال بیان متکلم سے دور ہو گیا۔ اس سبب سے مفتی اول نے کفر کلامی کا فتویٰ جاری کر دیا۔

اب بعد کے مفتی کو ملزم کا قول مل گیا، لیکن اس کا بیان نہیں مل سکا جس سے وہ کلام کفری معنی میں مفسر ہو گیا تھا تو چوں کہ اس مفتی مابعد کو یہ معلوم ہے کہ ملزم کے بیان کے سبب اس کا کلام کفری معنی میں متعین ہو چکا ہے، لیکن اسے یہ بیان تواتر کے ساتھ نہیں مل سکا، یا بالکل معلوم ہی نہ ہو سکا تو اسے عدم علم کے سبب فتویٰ دینے کا حق نہیں ہوگا۔

اور چوں کہ اسے معلوم ہے کہ اس ملزم پر کفر کلامی کا فتویٰ تحقیق صحیح کے بعد نافذ کیا گیا تھا تو اس پر اس فتویٰ کو ماننا لازم ہوگا، کیوں کہ کفر کلامی کے فتویٰ کے سبب اس ملزم کو کافر ماننا

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ضروریات دین میں سے ہوگیا۔ضروری دینی کے علم یقینی کے بعد اس کا انکار کفر کلامی ہے۔

احتمالی جہت کی قطعیت سے لاعلمی کے سبب مفتی مابعد سائل کی منزل میں ہوگا، نہ کہ مفتی کی منزل میں۔(فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون) میں عدم علم کے سبب سوال کا حکم عائد ہوا ہے، نہ کہ لاعلمی کے سبب کسی کو فتویٰ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

تکلم میں احتمال:

اگر بعد کے مفتی کو تکلم میں احتمال پیدا ہوگیا، کیوں کہ اسے تواتر کے ساتھ وہ قول نہیں مل سکا، بلکہ خبر واحد سے موصول ہوا تو بھی اسے انکار کا حق نہیں۔الوہیت مرتضوی کے قائلین کو کافر ہی ماننا ہے، گرچہ ان لوگوں کا کفریہ قول کسی مفتی کو نہ مل سکے، یا تواتر سے نہ ملے۔

عہد صدیقی میں چار لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح اور طلیحہ بن خویلد اسدی نے۔ان چار میں سے طلحہ اور سجاح نے توبہ کر کے قبول اسلام کر لیا۔ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے توبہ نہ کیا۔

یزیدی عہد میں مختار ثقفی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حارث دمشقی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔آج تک بہت سے لوگ نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں۔

حدیث نبوی میں تیس دعویداران نبوت کا ذکر آیا ہے۔ان میں سے بہت سے لوگ ظاہر ہو چکے ہیں۔نبوت کے دعویداروں میں سے ہر ایک کو ہم نام بنام مرتد مانتے ہیں، لیکن آج ان کے اقوال ہمیں تواتر کے ساتھ نہیں ملتے۔

کسی مفتی نے یہ کہہ کر کفر کا انکار نہیں کیا کہ مدعیان نبوت کا دعویٰ نبوت والا قول مجھے تواتر کے ساتھ نہیں مل سکا، اس لیے میں فلاں مدعی نبوت کو کافر نہیں مانتا ہوں۔

دراصل یہ ضرور مروی ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس لیے ان کو کافر قرار دیا گیا، لیکن ان مدعیان نبوت کا وہ قول تواتر کے ساتھ مروی نہیں جس قول کی بنیاد پر ان

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

لوگوں کو کافر قرار دیا گیا۔

یہ تحقیق اس مفتی کو کرنی ہے جس نے اس کو مرتد قرار دیا۔ جب تحقیق صحیح کے بعد معتمد مفتی نے کسی پر کفر کلامی کا صحیح فتویٰ دے دیا۔ اس عہد کے علمائے کرام نے اس کو جانچ پرکھ کر دیکھ لیا اور اسے تسلیم کر لیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تکفیر کے لیے جو شرطیں ضروری ہیں، وہ شرائط موجود و متحقق تھے۔ اسی طرح الوہیت مرتضوی کے قائلین کی تکفیر کا کوئی انکار نہیں کرتا، حالاں کہ ان قائلین کا کفریہ قول تواتر کے ساتھ منقول نہیں، بلکہ خبر واحد کے ذریعہ بھی خاص اس کفریہ قول کا ملنا مشکل نظر آتا ہے۔ ہاں، یہ ضرور منقول ہے کہ انہوں نے ایسا دعویٰ کیا۔

آج کسی مفتی کے لیے تمام شرائط متحقق نہ ہو سکے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ شرائط متحقق ہیں، لیکن اس مفتی مابعد کے پاس وہ وسائل نہیں کہ تمام شرائط کی کامل تحقیق کر سکے تو لاعلمی کے سبب اس مفتی کو فتویٰ کا حق نہیں ہوگا، اور اس کو ثابت شدہ فتویٰ کے انکار کا حق نہیں ہوگا۔

یہ مفتی لاعلمی کے سبب سائل کی منزل میں ہوگا، جس طرح عام مومنین عدم علم کے سبب سائل کی منزل میں ہوتے ہیں۔

فتویٰ کے شرائط میں یہ ہے کہ مفتی کو اس کا علم ہو جس بارے میں وہ فتوی دے رہا ہے، جس ثابت شدہ امر کا اسے علم نہیں ہے، اس بارے میں وہ فتویٰ نہیں دے سکتا۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب کفر کلامی کا صحیح فتویٰ صادر ہو جائے تو ملزم کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہو جاتا ہے۔ اب تحقیق کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

ہاں، اس تکفیر کے دلائل وغیرہ کی معلومات کے لیے کوئی تحقیق کرنا چاہے تو ممانعت بھی نہیں۔ اگر تکفیر کلامی کا فتویٰ ہی غلط ہے تو ملزم کو کافر ماننے کا حکم نہیں۔

کافر ماننے کے لیے کفر کلامی کے فتویٰ کے صحیح ہونے کی شرط کا ذکر ہم نے کر دیا ہے۔

سوال:

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

جب قائل کا قول تواتر کے ساتھ بعد کے مفتی کو نہیں مل سکا تو وہ اس کو کافر کیسے مانے گا؟

جواب: عہد صدیقی اور عہد ما بعد کے مدعیان نبوت کے اقوال، الوہیت مرتضوی کے قائلین کا کفریہ قول، اسی طرح کتاب الشفا میں جن مرتدین کا ذکر ہوا، ان کے کفریہ اقوال آج کے مفتیان کرام کو تواتر کے ساتھ نہیں مل سکے، اس کے باوجود ان مدعیان نبوت، الوہیت مرتضوی کے قائلین، کتاب الشفا وغیرہ میں مذکور مرتدین کے کفر کا منکر خود کافر ہے، کیوں کہ عہد تحقیق میں ان کا کفر ثابت ہو چکا ہے اور ان پر کفر کلامی کا حکم صادر ہو چکا ہے۔

اگر کوئی مفتی کفر کلامی کے اس فتوی کا انکار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ عہد ماضی میں خطا پر امت کا اجماع ہو گیا تھا، حالاں کہ خطا پر امت مسلمہ کا اجماع شرعا محال ہے۔

سوال:

ضروری دینی کا علم تواتر کے ساتھ نہ ہو سکے تو اس کے انکار پر حکم کفر عائد نہیں ہوتا ہے تو اس مفتی ما بعد پر ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا حکم عائد نہیں ہونا چاہئے، کیوں کہ اس کو ملزم کا قول تواتر کے ساتھ نہیں مل سکا؟

جواب:

جب اس ملزم پر کفر کلامی کا صحیح فتویٰ عائد ہوا ہے تو اس کا کافر ہونا ضروریات دین میں سے ہو گیا۔ مفتی ما بعد تک اس ملزم کے کافر ہونے کا قول تواتر کے ساتھ موصول ہوا تو مفتی ما بعد کو ضروری دینی کا علم تواتر کے ساتھ ہو گیا۔ اب اس پر لازم ہے کہ اس ملزم کو کافر مانے۔ انکار کی صورت میں ((من شک فی کفرہ فقد کفر)) کا حکم عائد ہوگا۔

اگر ملزم کا کفری قول اسے تواتر کے ساتھ معلوم نہیں ہو سکا تو وہ فتویٰ نہیں دے گا، کیوں کہ کفر کلامی کا فتویٰ نافذ کرنے کے لیے قائل کا قول مفتی تک تواتر کے ساتھ پہنچنا ضروری ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ملزم خود مفتی کے سامنے اپنا کفری کلام بولے، یا اقرار

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کرے کہ وہ کفری کلام ہمارا ہے۔

مفتی مابعد عدم علم کے سبب فتویٰ نہیں دے سکتا ہے، لیکن اس پر اس ملزم کو کافر ماننا لازم ہے، جیسے غیر عالم فتویٰ نہیں دے سکتا ہے، لیکن اس پر کافر کلامی کو کافر ماننا لازم ہے۔

متکلم میں احتمال:

اگر بعد کے مفتی کو متکلم میں احتمال پیدا ہو گیا، کہ متکلم نے ہوش وحواس میں اپنے قصد ورضا سے وہ کلمات کہے تھے، یا حالت نشہ یا نیند میں، یا کسی کے جبر واکراہ کے سبب کہا، یا شک ہوا کہ کہنے کے بعد توبہ کر لی تھی یا نہیں؟

جواب:

مشہور قاعدہ کلیہ ہے: **الیقین لایزول بالشک**۔ جب اس کا کفر ثابت ہے، اور اس کی توبہ کی کوئی خبر ہی نہیں تو محض توبہ کے امکان کے سبب ثابت شدہ کفر زائل نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر وہ ہوش وحواس میں نہ کہا ہوتا تو اپنے قول کی تاویل نہیں کرتا، بلکہ ہوش آنے پر اس کو غلط کہتا۔ اگر جبر کے سبب کہتا تو جبر ختم ہونے کے بعد اس کا اظہار کرتا۔ محض تخمین واندازہ کے سبب ثابت شدہ کفر زائل نہیں ہوتا ہے۔

جہات محتملہ کی قطعیت میں اختلاف کی گنجائش نہیں:

جب کفر کلامی ثابت ہو چکا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجرم ایسا قطعی کافر ہے کہ اس کے مومن ہونے کا احتمال بلا دلیل بھی باقی نہیں۔ اب کوئی اسے مومن کہتا ہے تو گویا کسی قطعی کافر کو مومن کہتا ہے۔ ایسے کافر کو مومن کہنے والا یا اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔

اسی حقیقت کی تفہیم کے لیے کہا جاتا ہے۔ ''من شک فی کفرہ فقد کفر''۔

کفر کلامی کا حکم اسی وقت جاری ہوتا ہے، جب تمام جہات محتملہ قطعی بالمعنی الاخص ہو جائیں اور قطعی بالمعنی الاخص میں عوام وخواص کسی کا اختلاف نہیں ہوتا، اور قطعی بالمعنی الاعم

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

میں علما کا اختلاف نہیں ہوتا، گرچہ عوام کو اس کا یقینی ہونا سمجھ میں نہ آ سکے۔

کسی محقق کو کسی جہت محتملہ میں کوئی شبہہ ہے تو مفتی اول یا دیگر اصحاب علم سے دریافت کرے، جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکات کے خلاف حکم جہاد جاری فرمایا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا شبہہ پیش فرمایا اور شبہہ ختم ہونے کے بعد حکم صدیقی کو تسلیم فرمایا۔ ذیل کی عبارت میں قطعی کی حیثیت پر غور کیا جائے۔ اس عبارت میں وضاحت ہے کہ فرض اعتقادی میں ائمہ کرام کا اختلاف نہیں ہوتا۔

امام احمد رضا قادری نے فرض اعتقادی کے بارے میں تحریر فرمایا:

{اَلْاَمْرُ الَّذِیْ اَذْعَنَ الْمُجْتَهِدُ طَلَبَه جَزمِیًّا وَحَتْمِیًّا–فان کان ذلک الاذعان فی درجة الیقین المعتبر فی اصول الدین–وعلٰی ذلک التقدیر لا تکون المسئلة الامجمعًا عَلَیْهَا بین ائمة الدین–لان ما فیه خلافٌ وَلَوْ مَرْجُوْحًا لا یَصِلُ الٰی دَرجة هذا الیقین–فهو فرض اِعْتِقَادِیٌّ–وَمُنْکِرُه کَافِرٌ مُطْلَقًا عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَکَافِرٌ عند المتکلمین اذا کَانَتِ الْمَسْئَلَةُ من ضروریات الدین–وَاِنَّمَا هٰذَا اَحْوَطُ وَاَسَدُّ عند المحققین وَمُعَوَّلٌ وَمُعْتَمَدٌ عِنْدَ اَسَاتِذَتِنَا الْکِرَام} (فتاویٰ رضویہ جلد اول: ص6- رضا اکیڈمی ممبئی)

توضیح: جب فرض اعتقادی میں ائمہ کرام کا اختلاف نہیں ہوتا ہے تو تکفیر کلامی میں بدرجہ اولیٰ اختلاف نہیں ہوگا، کیوں کہ فرض اعتقادی قطعی بالمعنی الاعم ہوتا ہے، اور تکفیر کلامی میں تمام جہات محتملہ قطعی بالمعنی الاخص ہوتی ہیں۔ جب قطعی بالمعنی الاعم میں اہل علم کا اختلاف نہیں ہوتا ہے تو قطعی بالمعنی الاخص میں کیسے اختلاف ہوسکتا ہے؟

ضروری دینی کا علم ظنی ہو تو اسے ماننے کا حکم

سوال: عہد ماضی کے کسی کا فر کلامی کے کافر ہونے کی خبر واحد سے موصول ہو تو ملزم کو

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مومن سمجھے یا کافر؟

جواب:

شریعت اسلامیہ میں صرف خبر متواتر ہی معتبر نہیں، بلکہ خبر واحد پر بھی عمل ہوتا ہے، گرچہ وہ ظنی ہوتی ہے اور خبر متواتر قطعی اور یقینی ہوتی ہے۔ بے شمار فقہی اور ظنی احکام کے مآخذ اخبار آحاد ہیں۔ خبر واحد پر عمل ہوتا ہے اور اس سے مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

اسی طرح کسی کا فر کلامی کے کافر ہونے کا علم خبر واحد کے ذریعہ ہوا تو اسے کافر ماننا ہو گا۔ ہاں، اس کے انکار پر حکم کفر نہیں ہوگا، کیوں کہ اس کی متواتر روایت موصول نہیں ہوسکی۔ جب منکر کو اس کی تکفیر کلامی کی متواتر روایت مل جائے تو اس کا انکار کفر ہے۔

کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہے اور ضروری دینی کا ظنی علم ہو تو بھی اسے ماننا ہے، گرچہ ظنی علم کی صورت میں انکار پر حکم کفر عائد نہیں ہوگا۔

ضروری دینی کا علم قطعی ہو تو اسے ماننا فرض قطعی

جس وقت کسی مومن کو آیات متشابہات کے بارے میں قطعی علم ہو گیا کہ یہ قرآن مجید کی آیات مقدسہ ہیں، اسی وقت سے ان کو آیت قرآنی ماننا ضروری دینی ہو گیا۔

آیات متشابہات کا معنی حقیقی تو ہرگز سمجھ میں نہیں آئے گا، کیوں کہ بندوں کو آیات متشابہات کا علم نہیں دیا گیا، لیکن قرآن مجید ہی میں ان آیتوں پر ایمان کا حکم دیا گیا۔

اس سے قطعی طور پر واضح ہو گیا کہ ایمان کے لیے اس ضروری دینی کے مفہوم کا علم ضروری نہیں، بلکہ اس کے ضروری دینی ہونے کا قطعی علم ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح کسی کو یہ علم یقینی حاصل ہو گیا کہ اشخاص اربعہ کافر کلامی ہیں، یعنی ایسے کافر ہیں کہ ان کو کافر ماننا ضروری دینی ہے، مثلاً بہت سے علمائے معتمدین نے بتا دیا کہ اشخاص اربعہ کافر کلامی ہیں اور کافر کلامی کو کافر ماننا ضروری دینی ہے تو اب اس امر کا ضروری دینی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہونا اس کے لیے متواتر ہوگیا، اور اسے اس بات کا یقینی علم ہوگیا تو اس پر اشخاص اربعہ کو کافر ماننا فرض قطعی ہوگیا۔

اب اسے اشخاص اربعہ کی تکفیر سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے اور تحقیق وتفتیش کی اجازت ہے، لیکن اس امر کے انکار کا حق حاصل نہیں، خواہ اسے حکم تکفیر سمجھ میں آئے، یا نہ آئے، جیسے آیات متشابہات کو ماننا ضروری ہے، حالاں کہ اس کے معانی بندوں کو معلوم ہی نہیں۔ نہ ہی وہ معانی بندوں کو بتائے گئے۔

ضروری دینی کو ماننے کے لیے اس کے حقائق ودقائق کو سمجھنا ضروری نہیں۔ کوئی ضروری دینی سمجھ میں نہ بھی آئے تو بھی ماننا فرض ہے، جیسے صدق نبوت کی دلیل یعنی معجزہ کا دلیل نبوت ہونا سمجھ میں نہ آئے تو بھی نبی کو نبی ماننا فرض ہے۔

سب کی عقل وفہم یکساں نہیں۔ ممکن ہے کہ بعض عقلوں کو بعض امور سمجھ میں نہ آسکیں تو عدم فہم کے سبب حکم شرعی موقوف نہیں ہوگا۔

اشخاص اربعہ کی تکفیر کلامی اور جہات محتملہ کی قطعیت

اشخاص اربعہ کی تکفیر سے متعلق جہات محتملہ آج بھی یقینی ہیں۔ جہات محتملہ کے یقینی ہونے کے باوجود اشخاص اربعہ کے کفر کا انکار کرنا ہٹ دھرمی ہے۔ دراصل بعض دنیاوی اغراض ومقاصد اور خاص کر دیابنہ سے روابط وتعلقات کے سبب یہ سب امراض جنم لیتے ہیں۔

جہت کلام اس طرح یقینی ہے کہ وہ کلمات کفری معنی میں یا خدا اور رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تنقیص میں مفسر اور قطعی بالمعنی الاخص ہیں۔ جتنی تاویلات کی گئیں، ان تمام تاویلات باطلہ کا رد علمائے اہل سنت نے اپنی تصانیف اور مناظروں میں دے دیا۔

جہت تکلم اس طرح یقینی ہے کہ اشخاص اربعہ نے خود ہی اپنی عبارتوں کی تاویل لکھی۔ تھانوی نے اپنے دو رسالوں، بسط البنان اور تغییر العنوان میں، نانوتوی نے مناظرۂ عجیبہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

میں، انبیٹھوی نے ''المہند'' میں اپنی کفریہ عبارتوں کی تاویل لکھی۔

نانوتوی نے اپنی کفری عبارتوں پر دہلی میں علامہ محمد شاہ پنجابی علیہ الرحمۃ والرضوان سے مناظرہ کیا۔ گنگوہی کے حکم پر انبیٹھوی نے اپنی کفری عبارتوں پر بہاول پور میں علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ والرضوان سے مناظرہ کیا۔

یہ مناظرے اور تاویلیں واضح دلیل ہیں کہ ساری کفری عبارتیں ان ہی لوگوں نے لکھی ہیں، ورنہ صاف انکار کر دیتے کہ یہ ہماری تحریریں نہیں ہیں۔

آج تک ان عبارتوں پر دیوبندیوں کے مناظرے اور کفری عبارتوں کی تاویل وتوضیح کرنے والی تحریریں یقینی دلیل ہیں کہ یہ تحریریں ان کے ان اکابرین ہی کی ہیں، جن کی طرف وہ منسوب ہیں۔

الحاصل ان کتابوں اور تحریروں کی نسبت اشخاص اربعہ کی طرف تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ آج تک کسی دیوبندی نے بھی انکار نہیں کیا۔

حرمین طیبین سے حکم کفر آنے کے بعد بھی دیوبندیوں نے انکار نہیں کیا کہ یہ عبارتیں ہماری نہیں ہیں، بلکہ المہند لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ تحریریں ہماری ہی ہیں۔

حسام الحرمین سے قبل ''المعتمد المستند'' میں حکم کفر عائد ہوا، اس سے قبل علمائے اہل سنت نے نانوتوی، گنگوہی وانبیٹھوی پر حکم شرعی جاری فرمایا۔ ان لوگوں کی طرف سے کبھی انکار نہیں ہوا کہ یہ ہماری عبارتیں نہیں ہیں، یا یہ ہماری کتابیں نہیں ہیں، بلکہ تاویل یا جواب کی کوشش ہوئی۔ اس سے بالکل یقینی ہو گیا کہ یہ عبارتیں انہیں کی ہیں، جن کی طرف منسوب ہیں۔

جہت متکلم اس طرح یقینی ہے کہ جب ان مصنفین نے توجہ دلانے کے باوجود ان عبارتوں میں تبدیلی نہیں کی، توبہ ورجوع نہیں کیا، بلکہ توضیح وتشریح کرتے رہے تو اس سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ عبارتیں ہوش وحواس میں، بلا جبر واکراہ، اپنے قصد وعزم سے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

لکھی گئی ہیں اور ان عبارتوں سے توبہ ورجوع ثابت نہیں ۔اگر اشخاص اربعہ توبہ کر لیتے تو پھر توبہ ورجوع کے بعد آج تک دیوبندیوں کو تاویل اور مناظرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کفریہ عبارتوں میں تاویل کا حکم

اشخاص اربعہ کے کلام میں تاویل قریب یا تاویل بعید کا احتمال نہیں اور تاویل باطل عندالشرع قابل قبول نہیں۔قائلین کی جانب ان کلمات کی نسبت تواتر کے ساتھ ثابت ہے ۔قائلین نے خود بھی ان کتابوں کو اپنی تصنیف قرار دیا۔صرف ان عبارتوں میں تاویل کی ہے اور وہ تاویل، باطل ہونے کے سبب نا قابل قبول قرار پائی۔

تاویل کے بھی حدود وشرائط ہیں، ورنہ تاویل باطل ہر کلام میں پیش کی جاسکتی ہے۔ قائلین نے ان کلمات خبیثہ کو کسی کے جبر واکراہ کے سبب یا حالت غشی وجنون میں نہیں کہا ہے ، بلکہ ہوش وحواس کے ساتھ قصداً کہا، اور شرعی حکم ہے کہ اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی توہین وبے ادبی کفر ہے۔

اب اگر کسی کو یقینی علم ہو گیا کہ فلاں نے اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بے ادبی کی ہے، اس کے باوجود وہ اس مجرم کو مومن سمجھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ توہین خدا اور رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کفر ہی نہیں مانتا ہے۔اگر وہ توہین خدا ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کفر مانتا تو ضرور مجرم کو کافر مانتا اور خدا ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بے ادبی کو کفر نہ سمجھنا خود کفر ہے۔

تاویل بعید کا بھی احتمال ہو تو متکلمین کفر کا حکم عائد نہیں کرتے ،لیکن جب متکلمین نے تفتیش وتحقیق کے بعد حکم کفر عائد کر دیا اور کسی امر کو کفر کلامی اور قائل کو کافر کلامی قرار دے دیا تو اس کا مفہوم یہی ہے کہ یہاں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔نہ تاویل قریب کی گنجائش ہے، نہ تاویل بعید کی گنجائش۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اب اگر کسی کا استاد یا پیر کافر کلامی ہے اور شاگرد یا مرید بھی ساتھ میں جہنم جانا چاہتا ہے تو کفر کلامی کے انکار سے کون روک سکتا ہے۔استاد و پیر کی محبت میں کفر کلامی کا انکار کرے،اور جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنالے:**لا اکراہ فی الدین**۔حق اور باطل بالکل واضح ہے۔ماننا اور نہ ماننا الگ بات ہے۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:09:دسمبر2020

☆☆☆☆☆

اطلاع

قسط اول سے قسط یازدہم تک اس مسئلہ کی تحقیق ہے کہ کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری ہونے کے بعد کسی کو اختلاف کا حق نہیں۔

قسط دوازدہم سے قسط چہاردہم تک کفر کلامی پر علمائے کرام کے اجماع واتفاق کی بحث ہے۔قسط پانزدہم سے قسط بستم تک اعتقادی مسائل کے تصدیقی ہونے کی بحث ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط دوازدھم

کفر کلامی پر اجماع کا مفہوم

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ پر اہل حق کا اجماع واتفاق ہی ہوتا ہے۔خواہ زبان وقلم سے ہر ایک مفتی اتفاق کا اظہار کرے، یا نہ کرے۔ ہر ایک کے لیے کافر کلامی کو کافر اعتقاد کرنا اور کافر ماننا ضروری ہے۔

عہد حاضر میں مذبذبین یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی نے جو اشخاص اربعہ پر کفر کلامی کا فتویٰ دیا، وہ ہمیں تسلیم ہے، لیکن ہم ان اشخاص اربعہ کو کافر نہیں، بلکہ صرف گمراہ کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے تحقیق فرمائی تھی، ان کے لیے تمام جہات محتملہ یقینی ہوگئی تھیں۔ ہمارے لیے یہ سب یقینی نہیں ہوسکی ہیں، اس لیے ہم صرف گمراہ کہتے ہیں۔

مذبذبین سے سوال ہے کہ کفر کلامی کے انکار کی وجہ کیا ہے؟

کیا وہ یقینی جہات مذبذبین کو سمجھ میں نہ آسکی ہیں، اسی لیے اپنے لیے ان جہات کو غیر یقینی سمجھتے ہیں؟

حالاں کہ محتمل جہات آج بھی یقینی ہیں۔ جب تمام جہات یقینی ہیں تو حکم میں تبدیلی کیسے ہوگی؟

نیز کفر کلامی کا صحیح حکم کبھی بدلتا نہیں۔اس میں تبدیلی کی ایک ہی صورت ہے کہ قائل

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

توبہ ورجوع کرلے تو حکم کفر اس سے ختم ہو جائے گا۔

الوہیت مرتضوی کے قائلین دعوی الوہیت کے سبب کافر کلامی ہیں۔اب آج اگر کسی کو ان کے دعوی الوہیت میں کچھ شک ہو تو حکم میں تخفیف نہیں ہوگی، بلکہ اس پر لازم ہوگا کہ وہ قائلین الوہیت کو کافر کلامی اعتقاد کرے،اور اسی اعتقاد کے ساتھ تحقیق وتفتیش کے ذریعہ اپنا شک دور کرنے کی کوشش کرے۔

قائلین الوہیت مرتضوی کے کفر سے انکار یا اس میں توقف کی اجازت نہیں۔اگر خود تحقیق کا اہل ہے تو خود تحقیق کرے، ورنہ اہل علم سے سوال کرے۔

حکم الٰہی ہے:{فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون}

کفر کلامی کا صحیح فتویٰ صادر ہو جائے تو کسی کو اختلاف کا حق حاصل نہیں۔کافر کلامی کو کافر کلامی اعتقاد کرنا ضروری ہے،اور کافر کلامی کو مومن ماننا کفر کلامی ہے۔

اس عہد کے علمائے کرام کو اور مابعد کے علما کو تحقیق کی اجازت ہوگی،لیکن اگر یہ فتویٰ صحیح تھا تو اختلاف کی اجازت نہیں ہوگی۔

علمائے کرام کے اتفاق واجماع کے سبب اس فتویٰ کی تقویت وتائید ہوتی ہے۔اگر اجماع صوری نہ بھی تو بھی کفر کلامی کے صحیح فتویٰ کا انکار کر کے کافر کلامی کو مومن کہنا کفر کلامی ہے۔اب یہ سوال کہ علمائے ماقبل سے خطا ہو سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی خطا پر امت کا اجماع نہیں ہوتا، نیز جب کفر کلامی میں ہر جہت یقینی وقطعی بالمعنی الاخص ہونے کے بعد فتویٰ دیا جاتا ہے تو اب خطا کی گنجائش کہاں باقی رہتی ہے؟

قطعی بالمعنی الاخص کی تشریح پر غور کیا جائے۔قطعی بالمعنی الاخص میں جانب مخالف کا احتمال بلا دلیل بھی نہیں ہوتا ہے۔جب کفر کلامی کا فتویٰ جاری کرتے وقت جانب مخالف کا احتمال بلا دلیل بھی نہیں ہوتا ہے تو چند سالوں بعد یا چند صدیوں بعد احتمال کیسے پیدا ہو جائے گا؟

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہاں، یہ ممکن ہے کہ بعد کے زمانوں میں جہات ثلاثہ میں کوئی احتمال پیدا ہوتو اسے دور کرنا مشکل ہو، مثلاً مفتی اول کے پاس تواتر کے ساتھ وہ قول پہنچا تھا، اس نے حکم کفر صادر کر دیا، بعد میں اس قول کی متواتر روایت جاری نہیں رہ سکی، یا مفتی اول کے پاس قائل نے اپنے کفریہ قول کا اقرار کیا اور دوسرے مفتی کے سامنے اقرار کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی۔

جس مفتی کے سامنے کفر کا اقرار کیا، پھر مفتی نے اقرار کفر کے سبب حکم کفر دیا تو دوسرا مفتی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے سامنے اقرار نہیں ہوا تو میں کیسے کافر مان لوں، بلکہ اسے کافر کو کافر ماننا ہوگا، جب کہ اسے فتویٰ کفر کی خبر موصول ہو جائے۔

جب کفر کلامی کا پہلا فتویٰ صحیح تھا تو دوسرے مفتی کو فتویٰ دینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی بعد کے زمانہ والوں کو ہر عہد میں اس مرتد سے متعلق نئے فتویٰ کی ضرورت ہے، بلکہ جو صحیح فتویٰ نافذ ہو چکا ہے، اس کو ماننا ہے۔

جب پہلا فتویٰ صحیح تسلیم کیا گیا ہے تو مفتی نے ساری تحقیقات مکمل کی ہے، تب ہی اس کو صحیح تسلیم کیا گیا، ورنہ علمائے حق ضرور اس کی مخالفت کرتے۔

دفع شبہات کے لیے کیا کرے؟

کفر کلامی میں کسی عالم کو شبہہ ہو تو وہ ان علما سے دریافت کر سکتے ہیں، جن کی تحقیق میں جہات ثلاثہ قطعی بالمعنی الاخص ہو چکی ہیں، جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکات کے خلاف حکم جہاد جاری فرمایا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا شبہہ پیش فرمایا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب سے وہ مطمئن ہو گئے، اور شبہہ دور ہونے کے بعد فرمائے:

{فَوَ اللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ رَأَیْتُ اللّٰہَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ– فَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ} (صحیح مسلم جلد اول ص 37- صحیح البخاری، سنن النسائی، سنن الترمذی)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(سنن ابی داؤد، مسند احمد بن حنبل، شعب الایمان للبیہقی)

کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری ہونے کے بعد اختلاف کی جائز صورت نہیں۔ کسی مفتی کو کلام، متکلم، تکلم یا کسی جہت میں کوئی احتمال نظر آئے تو مفتی اول سے دریافت کرے، جس نے کفر کا فتویٰ جاری کیا ہے، یا جو علما اس قابل ہوں، ان سے دریافت کریں۔

ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی عالم تحقیق ہی نہ کرے، تاکہ اس کے یہاں کوئی ایک، یا دو یا تینوں جہت قطعی کے درجہ تک نہ پہنچ سکے، اور وہ دیگر علمائے متکلمین سے اختلاف کرتا پھرے۔ کلام میں احتمال اسی وقت ہوگا، جب وہ مفسر یعنی متعین فی الکفر نہ ہو۔ اگر کلام متعین فی الکفر ہے تو اختلاف کرنا ہٹ دھرمی ہے۔

کفر کلامی پر ارباب حل وعقد کے اجماع کے بعد اختلاف کی گنجائش نہیں۔ ابتدائی عہد میں اشخاص اربعہ پر نام زد کر کے صریح فتویٰ کفر جاری کرنے میں علما نے احتیاط فرمائی، اور قول کا کفریہ ہونا ظاہر فرمادیا، اور ایسے قائل کو کافر بتایا، تاکہ قائل توبہ کرلے۔

اگر جہات محتملہ کے تیقن کے بعد قول کو کفریہ کہا جائے تو یہ بطرز بلیغ قائل کو کافر قرار دینا ہے۔ کنایہ صریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔

{الکنایۃ ابلغ من التصریح} علم بلاغت کا مشہور قاعدہ ہے۔ جب قائلین توبہ کی جانب بالکل مائل نہ ہوئے تو کفر کلامی کا صریح فتویٰ جاری کیا گیا۔

ابتدائی عہد میں بعض علما کو اشخاص اربعہ کی عبارتوں کا علم نہ تھا، جب علم ہوا تو تکفیر کی، جیسے علامہ معین الدین اجمیری۔ ان کا واقعہ ''الصوارم الہندیہ'' (ص 17 - مطبوعہ: اجمیر معلّٰی) میں مرقوم ہے کہ پہلے ان کو اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں کا علم نہ تھا۔ جب علم ہوا تو تکفیر کی۔

تکفیر کلامی پر علمائے اسلام کا اجماع

جب کسی عہد میں کسی کے کفر پر علمائے اسلام کا اجماع واتفاق ہوجائے، تو مابعد

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

والوں کو اس کی مخالفت کرنا کفر ہے۔ کسی کے کفر پر علما کا اجماع اسی وقت ہوگا، جب وہ کفر کلامی ہو، کیوں کہ کفر فقہی میں متکلمین کا اختلاف ہوتا ہے۔ کفر فقہی کو متکلمین ضلالت و گمرہی کہتے ہیں۔ یہ فقہا و متکلمین کے مابین لفظی اختلاف ہے۔

سوال: اگر کسی کے کفر کلامی پر علمائے اسلام کا اجماع نہ ہو، بلکہ صرف ایک مفتی نے اس کے کفر کلامی کا فتویٰ دیا ہو تو اس کفر کلامی کا انکار کرنا اور اس کافر کلامی کو مومن اعتقاد کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر کفر کلامی کا وہ فتویٰ صحیح ہے تو انکار کرنے والا کافر ہے۔ جو کافر کلامی کو مومن کہے، وہ کافر ہے۔ اس کفر کلامی پر علمائے اسلام کے ظاہری اجماع کے سبب اس فتویٰ کی تقویت و تائید ہو جاتی ہے، ورنہ کفر کلامی پر اجماع ہی ہوتا ہے، یعنی سب لوگ اسے مانتے ہیں، خواہ زبان و قلم سے اتفاق ظاہر کریں یا نہ کریں۔

ہاں، دریافت کرنے پر اظہار حق لازم ہے۔ اگر سوال ہونے پر بھی کافر کلامی کو کافر نہ کہا، بلکہ مومن کہا اور فتوی کفر سے قطعی طور پر واقف و آشنا ہے تو کافر ہے، اور کفریات و فتویٰ کفر سے لاعلمی کی حالت میں مومن کہا تو کافر نہیں، بلکہ معذور ہے۔

سوال: علمائے اسلام کے اجماع کا انکار کفر کلامی ہے، یا نہیں؟

جواب: کسی بھی اجماع کا انکار کفر کلامی نہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع سب سے قوی اجماع ہے۔ اجماع صحابہ کرام کو اجماع قطعی کہا جاتا ہے۔

اجماع صحابہ کا انکار بھی کفر فقہی ہے، کفر کلامی نہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بعد ائمہ مجتہدین کا اجماع کسی ایسے امر پر ہو، جس میں ماقبل میں اختلاف نہ تھا تو ایسے اجماع کا انکار حدیث مشہور کے انکار کی طرح حرام ہے، کفر نہیں۔ بہت سے فقہا اس انکار کو ضلالت و گمرہی قرار دیتے ہیں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اشخاص اربعہ کی تکفیر پر اتفاق واجماع کیسے؟

سوال: اشخاص اربعہ کی تکفیر پر تمام علمائے عرب وعجم کا کہاں اتفاق ہوا؟ حرمین طیبین کے علمائے کرام نے کفری فتویٰ پر تصدیق فرمائی، پھر برصغیر کے کچھ علمائے کرام نے، پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ عرب وعجم کے تمام علمائے کرام نے اس کو تسلیم کرلیا ہے؟

جواب: ارباب حل وعقد کا اتفاق قوم کے تمام افراد کی جانب منسوب ہوتا ہے۔ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت راشدہ پر ہر ایک مومن نے ساری دنیا سے آکر اتفاق نہ کیا تھا اور نہ ہی جہاں بھر کے ہر ایک مومن نے بیعت کی تھی۔

محض ارباب حل وعقد کا اتفاق ہوا تھا، جس کو ساری دنیا کے مسلمانوں نے تسلیم کیا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ ارباب حل وعقد کے اجماع کو سارے مومنین کا اجماع تسلیم کیا گیا اور خلفائے راشدین کی خلافت کو اجماعی کہا گیا۔

سلطنت عثمانیہ ترکیہ کی جانب سے حرمین طیبین میں چاروں مذاہب فقہیہ کے مفتی مقرر کیے جاتے، اور چاروں مذاہب کے فقہا ومفتیان کرام حرمین طیبین میں موجود ہوتے۔ کسی مسئلہ پر ان چاروں مذاہب کے مفتیان وفقہا کا اتفاق عالم اسلام کا اتحاد واتفاق تسلیم کیا جاتا۔

اب جبکہ ارباب حل وعقد یعنی علمائے حرمین طیبین نے اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں میں غور وفکر کے فیصلہ فرمادیا کہ ان عبارتوں میں تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں ہے، لہٰذا یہ کفر کلامی ہے تو ان حضرات کا اتفاق تمام مسلمانان اہل سنت وجماعت کا اتفاق تسلیم کیا جائے گا، کیوں کہ یہ اتفاق اصول شرع کے موافق ہے۔ قائلین کی جانب سے کوئی قابل قبول تاویل پیش نہ کی جاسکی، نہ تاویل کی کوئی گنجائش ہے۔

اگر خطا کے احتمال باطل کا لحاظ کیا جائے تو کبھی بھی کفر کلامی کا فتویٰ جاری نہیں ہوسکے گا، کیوں کہ کوئی امتی معصوم نہیں۔ ہر ایک سے خطا ممکن ہے، گرچہ وہ صحابی ہوں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

نیز ایسے مشکل مسائل میں علمائے اسلام میں سے ہر ایک تحقیق نہیں کرتے، بلکہ جن کے پاس تحقیق کے وسائل مہیا ہوتے ہیں، ان کی تحقیق اور فیصلے کے منتظر ہوتے ہیں، اور عہد انتظار میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو عنداللہ حق ہے، وہی ہمارا عقیدہ ہے۔

سوال: کسی کی وفات عہد انتظار میں ہو جائے تو اس صورت میں ان پر کوئی حکم کیسے جاری ہو سکتا ہے؟

جواب: ان کا مسلک وہی تسلیم کیا جائے گا، جو تمام عالم اسلام کا ہوگا، کیوں کہ وہ مذہب اسلام کے تمام احکام مانتے تھے۔ ہاں، صحیح فتویٰ آنے کے بعد جب کسی کا انکار سامنے آجائے تو اس انکار پر بحث ہوگی۔

اگر کوئی عالم وفقیہ صحیح حکم شرعی کو تسلیم نہ کرے تو گویا دین خداوندی میں اپنی مرضی کو دخل دینا ہوا، اب اس کا انکار حکم شرعی کو ساقط نہیں کر سکے گا، بلکہ خود اس منکر پر حکم شرعی نافذ ہو گا، خواہ وہ کوئی بھی ہو، کہیں کا بھی ہو: {**الاسلام یعلو و لا یعلی**} (صحیح البخاری)

کفر کلامی کا حکم ظنی امور میں سے نہیں کہ اس میں مختلف علما کی مختلف رائے ممکن ہو۔

اب بات رہی شبہہ اور تاویل کی تو اشخاص اربعہ کے کلام میں تاویل قریب یا تاویل بعید کی گنجائش نہیں اور تاویل باطل عندالشرع قابل قبول نہیں۔ قائلین کی جانب ان کلمات کی نسبت تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

قائلین نے خود بھی ان کتابوں کو اپنی تصنیف قرار دیا۔ صرف ان عبارتوں میں تاویل کی ہے اور وہ تاویل باطل ہونے کے سبب نا قابل قبول قرار پائی۔

تاویل کے بھی حدود و شرائط ہیں، ورنہ تاویل باطل ہر کلام میں پیش کی جا سکتی ہے۔ اگر ہر قسم کی تاویل قبول کر لی جائے تو ایمان و کفر کا فرق ختم ہو جائے گا۔ جو آدمی جیسا کفر کر لے، وہ مومن ہی رہے گا۔ ہندو دھرم میں یہی قانون ہے کہ کوئی کچھ بھی کر لے، ہندو دھرم سے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

خارج نہیں ہوگا، یہاں تک کہ آر ایس ایس والے مسلمانوں کو بھی ہندو مانتے ہیں۔

اشخاص اربعہ نے اپنے کلمات خبیثہ کو کسی کے جبر و اکراہ کے سبب یا حالت غشی وجنون میں نہیں کہا ہے، بلکہ ہوش وحواس کے ساتھ بالقصد لکھا ہے۔

حکم شرع ہے کہ اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی توہین و بے ادبی کفر ہے۔اب ان قائلین کے کفر سے انکار کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس تکفیر کا منکر، مذکورہ حکم شرعی کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔اگر تسلیم کرتا تو ضرور بے ادبوں کو کافر قرار دیتا۔

یہ حکم شرعی ہے کہ ضروریات دین کا منکر اور خدا ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تنقیص و بے ادبی کرنے والا کافر ہے۔جو آدمی اس شرعی حکم کو تسلیم نہیں کرتا ہے، وہ مومن نہیں۔

اگر تاویل بعید کی بھی گنجائش ہو تو متکلمین کفر کا حکم عائد نہیں کرتے۔جب متکلمین حکم کفر عائد کر دیں اور کسی امر کو کفر کلامی اور قائل کو کافر کلامی قرار دے دیں تو اس کا مفہوم یہی ہے کہ یہاں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔

تکفیر کلامی پر اتفاق واجماع سے حکم کی تائید وتقویت

سوال: کیا کفر کلامی کے فتویٰ پر عہد تحقیق کے علما کا اتفاق حکم تکفیر کو قوت پہنچاتا ہے؟

جواب: کفر کلامی کے فتویٰ پر عہد تحقیق کے علما کا اتفاق حکم کو مؤکد کر دیتا ہے۔

کفر کلامی پر عہد تحقیق کے علما کا اتفاق کسی کے کفر کلامی پر ہو گیا تو اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ مفتی نے حکم کفر جاری کرنے میں کسی قسم کی خطا نہیں کی ہے۔کفر کلامی آغاز امر سے یقینی ہی ہوتا ہے، علما کے اتفاق سے مزید تاکید ہو جاتی ہے۔

تحقیق کے نام پر اختلاف کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کافر کو مومن ثابت کرنا چاہتا ہے۔ تکفیر کے لیے تحقیق کا حکم ہے، لیکن یہ حکم کہیں نہیں کہ ہر ایک کو تحقیق کرنی ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کیا مفتیان کرام جن ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہیں، ان تمام کی ازخود تحقیق کر چکے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کافر کلامی کو کافر ماننا بھی ضروریات دین سے ہے، پھر اس ضروری دینی کی تحقیق سب پر کیسے لازم ہوگئی؟ اگر کافر کلامی کے کفر کی تحقیق لازم ہے تو صرف اشخاص اربعہ ہی کے کفر کی تحقیق کیوں لازم ہے؟ عہد ماضی کے مرتدین اور مدعیان نبوت کو اپنی تحقیق کے بغیر علمائے ماضی کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے کیوں کافر کہا جاتا ہے؟

اگر دیگر ضروریات دین میں اور اشخاص اربعہ کے علاوہ دیگر مرتدین کی تکفیر میں دیگر ارباب تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں تو اشخاص اربعہ کی تکفیر میں دیگر علما کی تحقیق پر اعتماد کیوں نہیں، یہاں ہر ایک عالم کو ذاتی تحقیق کی ضرورت کیوں درپیش ہوئی؟

حقیقت یہ ہے کہ کسی امر کا محقق اور ثابت شدہ ہونا ضروری ہے، خواہ کسی کی تحقیق سے بھی وہ ثابت و محقق ہو۔ ہاں، یہ ضروری ہے کہ وہ تحقیق صحیح ہو۔

علما کے اتفاق سے محض حکم کی تاکید ہوتی ہے۔ اگر ایک ہی مفتی نے کفر کلامی کا فتویٰ جاری کیا اور وہ فتویٰ صحیح ہے۔ اب کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو یقیناً وہ ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' کے دائرہ میں آتا ہے۔

اگر فتویٰ تکفیر جاری ہونے کے بعد قائل و فاعل توبہ کر چکا ہو تو پھر اس قائل و فاعل سے حکم کفر یقیناً ساقط ہو جائے گا۔ اگر فتویٰ تکفیر جاری کرنے والے مفتی کو توبہ کا علم ہوا تو وہ بھی اسے مومن اعتقاد کرے گا، یا جس کسی کو توبہ کا علم ہو، اس پر لازم ہے کہ اسے مومن اعتقاد کرے۔

علامہ عبدالباری فرنگی محلی (1296ھ- 1344ھ- 1877ء-1926ء) نے حجۃ الاسلام علامہ رضا خاں بریلوی کے سامنے لکھنو میں غیر مشروط طور پر اپنے تمام قابل اعتراض امور سے توبہ کر لی تھی۔ اب علم و یقین کے بعد جو ان پر الزام عائد کرے، وہ یقیناً

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

غلط ہے اور حکم شرع اس پر عائد ہوگا۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے اشخاص اربعہ کی تکفیر کلامی پر علمائے حرمین طیبین کے اتفاق واجماع کا ذکر کرتے ہوئے علامہ عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کو تحریر فرمایا:

(الف) ''کفر وہابیہ دیوبندیہ پر علمائے کرام حرمین شریفین (جن کی تحقیق آپ کے یہاں کی تحقیق سے عام مسلمین کے نزدیک ارجح واعلیٰ ہے) اجماع فرما چکے، اور میرے یہاں کے کتب ورسائل مثل تمہید ایمان وحسام الحرمین ووقعات السنان وادخال السنان والموت الاحمر وکشف ضلال دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا نے بحمدہ تعالیٰ کوئی دقیقہ اظہار حق کا اٹھا نہ رکھا۔ مرتدین کو کچھ بناتے نہ بنی، خود اپنے کفروں کی تاویل میں جو حرکت مذبوحی کی، انہیں کے منہ پر پڑی، اور آج تک جواب نہ دے سکے۔

اس کے بعد بھی آفتاب کو چراغ دکھانے کی کچھ حاجت رہی؟ بفرض باطل اگر آپ ان کے کلام میں کوئی تاویل تراش سکیں تو ان مرتدین کو کیا نفع اور ان کا کفر کیوں کر دفع، کہ ان کی یہ مراد ہوتی تو برسوں پہلے اگل نہ دیتے۔ ضرور ان کی مراد معنی کفر ہی تھے، اور وہ کافر۔

درمختار میں ہے: **(ثم لو نیته ذلک فمسلم والا لم ینفعه حمل المفتی علٰی خلافه)** (الطاری الداری ص 83- حسنی پریس بریلی)

(ب) ''تقویۃ الایمان وصراط مستقیم ویک روزی کا مصنف اسماعیل دہلوی ہے۔ اس پر صدہا وجوہ سے لزوم کفر ہے۔ دیکھو سبحان السبوح وکوکبہ شہابیہ ومتن وشرح الاستمداد، اور تحذیر الناس، نانوتوی وبراہین قاطعہ، گنگوہی، وخفض الایمان، تھانوی میں قطعی یقینی اللہ ورسول کو گالیاں ہیں، اور ان کے مصنفین مرتدین، ان کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے۔ ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر''۔ جو ان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو کتاب مستطاب حسام الحرمین: واللہ اعلم''۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم: حصہ دوم: ص 314- رضا اکیڈمی ممبئی)

توضیح: منقولہ بالا دونوں عبارتوں میں فرقہ دیوبندیہ کے عناصر اربعہ کے کفر پر علمائے حرمین طیبین کے اتفاق کا ذکر ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ علمائے حرمین طیبین کا کفر پر اتفاق تمام علمائے اسلام کا اتفاق تسلیم کیا جائے گا، یا نہیں؟ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تفصیلی بحث مابعد کی قسطوں میں آئے گی۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 10: دسمبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط سیزدھم

کفر کلامی پر اجماع کا مفہوم

کسی کی تکفیر کلامی پر اجماع کے بعد اس کو مومن ماننا کفر کلامی ہے۔اس کو تسلیم کرنا لازم ہے۔تکفیر پر اجماع اسی وقت ہوگا ،جب کفر کلامی ہو،کیوں کہ کفر فقہی میں متکلمین کا لفظی اختلاف ہے۔متکلمین کفر فقہی کو ضلالت وگمرہی کہتے ہیں۔اصل مسئلہ یہ ہے کہ کسی پر کفر کلامی کا صحیح حکم عائد ہوتو اس کو مومن ماننا کفر ہے۔

جب اس تکفیر کلامی پر علمائے کرام کا ظاہری اتفاق بھی ہوجائے تو یہ حکم مزید مؤکد ہو جاتا ہے،جیسے پہلے اس کا فر کلامی کو مومن ماننا کفر تھا،اسی طرح علما کے ظاہری اتفاق کے بعد بھی اس کا فر کلامی کو مومن ماننا کفر ہے۔

اگر علمائے اسلام کا اپنی زبان وقلم سے ظاہری اتفاق نہ بھی ہوتو بھی ہر عالم وعامی کو کفر کلامی کا صحیح فتویٰ ماننا اور ملزم کو کافر کلامی ماننا فرض ہے۔اس کی تکفیر کلامی کے علم قطعی کے بعد جو بھی ملزم کو مومن کہے،وہ کافر ہے،خواہ وہ عالم ہو یا کوئی عام مسلمان ہو۔علمائے کرام کے اتفاق سے حکم کے مؤکد ہوجانے کا ذکر درج ذیل عبارت میں ہے۔

قال القاضی:{وَقَدْ اَحْرَقَ علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ مَنْ اِدَّعٰی لَہُ الْاِلٰھِیَّۃَ–وقد قتل عبد الملک بن مروان الحارث المتنبی وَصَلَبَہ–وَفَعَلَ ذلکَ غیر واحدٍ من الخلفاء والملوک باشباھھم–وَاَجْمَعَ علماء

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

وقتهم علٰی صواب فعلهم–وَالمُخَالِفُ فِیْ ذٰلِکَ مِنْ کُفْرِهِمْ کَافِرٌ}

(کتاب الشفا جلد دوم: ص 297)

توضیح: حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الوہیت مرتضوی کے قائلین کو مرتد قرار دے کر انہیں آگ میں جلا دیا، اسی طرح دیگر سلاطین اسلام نے مرتدین کو قتل و ہلاک کیا۔ اس عہد کے علما نے اس سزا کو اور اس تکفیر کو صحیح قرار دیا، اور اس تکفیر کے منکر کو کافر قرار دیا، کیوں کہ وہاں کسی ضروری دینی کا قطعی انکار تھا۔ ان لوگوں کی تکفیر کے انکار مطلب یہی تھا کہ تکفیر کا منکر اس ضروری دینی کو ضروری دینی نہیں مانتا، ورنہ ضرور اس ملزم کو کافر مانتا۔

عہد حاضر میں مسلک دیوبند کے عناصر اربعہ کے متبعین کی کثرت دیکھ کر بعض مذبذبین طواغیت اربعہ کی تکفیر کا انکار کرنا چاہتے ہیں اور اس انکار کے لیے دلائل وتاویلات کے متلاشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے مذبذبین سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے: آمین

قال الخفاجی: {(واجمع علماء وقتهم علٰی صواب فعلهم)ای تصویبه اَوْ هو من اضافة الصفة للموصوف–وذلک لکذبهم عَلَی اللّٰه بِاَنَّه نَبَّأَهُمْ وتکذیب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی–انه خاتم الرسل–وَاَنَّه لَا نبی بعده(و)اَجْمَعُوْا اَیْضًا عَلٰی(اَنَّ الْمُخَالِفَ فِیْ ذٰلِکَ)اَیْ تَکْفِیْرِهِمْ بِمَا إِدَّعُوْهُ(مِنْ کُفْرِهِمْ)هومفعول المخالفِ اَیْ مَنْ خَالَفَ مَذْهَبَهُمْ فی تکفیرهم فَقَالَ: لَا یُکَفَّرُوْنَ(کَافِرٌ)لانه رضی بِکُفْرِهِمْ وَتَکْذِیْبِهِمْ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِه}

(نسیم الریاض جلد چہارم: ص 536–دار الکتاب العربی بیروت)

قال الملا علی القاری: {(والمخالف فی ذلک)الفعل(مِنْ کُفْرِهِم) اَیْ مِنْ جهته (کَافِرٌ) لِجَحْدِه کُفْرَهُمْ}

(شرح الشفا للقاری جلد چہارم: ص 536–دار الکتاب العربی بیروت)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قال المحشی علی محمد البجاوی المصری:{من خالف مکفرھم فی تکفیرھم،فقال:لا یکفرون،ھذا المخالف کافر،لانہ رضی بکفرھم وتکذیبھم للّٰہ ورسولہ} (حاشیۃ الشفا:ص 1091-دارالکتاب العربی بیروت)

سوال: قاضی عیاض مالکی اور علامہ خفاجی حنفی نے فرمایا کہ کسی کی تکفیر کلامی پر اجماع ہوجانے کے بعد اس ملزم کو مومن ماننے والا کافر ہے۔

یہاں کون سی بات پر اجماع مراد ہے؟ اس کی تکفیر پر اجماع مراد ہے، یا اس ملزم سے صادر ہونے والے قول وفعل کے کفریہ ہونے پر اجماع مراد ہے؟

جواب: منقولہ بالا عبارتوں میں کسی ملزم کی تکفیر پر اجماع کا ذکر ہے۔ سیاق وسباق سے بالکل واضح ہے کہ یہاں کسی کافر کی تکفیر اور اس کی تصویب یعنی اس تکفیر کے صحیح ہونے پر علمائے وقت کے اجماع کا ذکر ہے۔ یہاں کسی قول وفعل کے کفریہ ہونے پر اجماع کا ذکر نہیں۔

دراصل یہاں دو امر ہیں:

(1) کسی قول وفعل کا بالاجماع کفر ہونا (2) کسی قائل یا فاعل کے کفر پر اجماع ہونا۔

مذکورہ بالا عبارت میں امر ثانی کا بیان ہے۔ کفر کلامی کا فتویٰ جاری کرنے کا حق علمائے متکلمین کو ہے۔ خالص فقہا جو علم کلام کے اصول وضوابط اور دقائق وحقائق سے کما حقہ واقف نہ ہوں، انہیں یہ حق نہیں۔ علمائے متکلمین کے علاوہ دیگر مومنین کا منصب سائل کا ہوگا۔

ارشاد الٰہی ہے:{**فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون**}(سورہ انبیا: آیت 7)

یہ بھی ممکن ہے کہ بعض مومنین کو فتویٰ کی باریکیاں نہ سمجھ میں آئیں تو عدم فہم کی صورت میں بھی کفر کلامی کا صحیح فتویٰ ماننا لازم ہوگا، جیسے کسی کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل نہ بھی سمجھ میں آئے تو بھی اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا لازم ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بدیہی بات بھی کسی سبب سے کسی کو سمجھ میں نہ آئے۔ دقیق مسائل ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آسکتے، اسی لیے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

شریعت اسلامیہ نے تقدیر کے مسائل میں زیادہ غور وفکر سے منع فرمایا ہے۔

کفر اجماعی کا مفہوم

قاضی عیاض مالکی (476ھ-544ھ) کی مذکورہ بالا تحریر اور علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی (977ھ-1069ھ) وملا علی قاری حنفی (930ھ-1014ھ) کی تشریح سے واضح ہوگیا کہ اگر کسی عہد میں کسی کے کفر پر اجماع ہوجائے تو بعد والوں کو اختلاف کا حق حاصل نہیں۔

کفر فقہی کو کفر اختلافی کہا جاتا ہے، کیوں کہ علمائے متکلمین اس کو کفر کا نام دینے پر متفق نہیں ہوتے، بلکہ اسے ضلالت وگمرہی کا نام دیتے ہیں۔

کفر کلامی کو کفر اجماعی کہا جاتا ہے۔اس امر (قول یا فعل) کے کفر ہونے پر اجماع امت ہوتا ہے، لہٰذا اتفاق کفر کلامی ہی پر ہوسکتا ہے۔

کفر کلامی میں جہات محتملہ (کلام، متکلم وتکلم) قطعی بالمعنی الاخص ہوتی ہیں، اس لیے اس میں اختلاف نہیں ہوتا، کیوں کہ قطعی بالمعنی الاخص میں اختلاف کی گنجائش نہیں۔

تکفیر کلامی کی شرط ہے کہ (1) کلام کا کفریہ ہونا قطعی بالمعنی الاخص ہو (2) قائل کی جانب کلام کی نسبت قطعی بالمعنی الاخص ہو (3) متکلم سے کلام کے معانی کی فہم کے ساتھ قصداً بلا جبر واکراہ بحالت ہوش وحواس اس کلام کا صادر ہونا قطعی بالمعنی الاخص ہو۔

اجماع شرعی کا مفہوم

اجماع شرعی (اجماع فقہی) کا انعقاد اسی وقت ہوگا، جب کسی امر پر اس عہد کے تمام مجتہدین صالحین کا اتفاق ہوجائے، کیوں کہ مجتہدین کی تعداد ہمیشہ انتہائی قلیل رہی، حتی کہ قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جماعت عظمیٰ میں صرف بیس صحابہ کرام مجتہد شمار ہوتے ہیں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مذہب اسلام میں امام احمد بن حنبل (164ھ-241ھ) کے بعد کسی کے مجتہد ہونے پر علمائے اسلام کا اتفاق نہیں ہوسکا۔ قلت تعداد کے سبب ایک عہد کے فقہائے مجتہدین کا ایک جگہ جمع ہونا، یا ان تمام کی رائے معلوم کرنا مشکل نہیں۔ اس کے باوجود دو صدی بعد اس اجماع کا ادراک بھی مشکل ہوگیا۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اجماع شرعی جس میں اتفاق ائمہ مجتہدین پر نظر تھی، علما نے تصریح فرمائی کہ بوجہ شیوع وانتشار علما فی البلاد دوصدی بعد اس کے ادراک کی کوئی راہ نہ رہی''۔ (فتاویٰ رضویہ ج19 ص594: جامعہ نظامیہ لاہور)

اجماع اہل حل وعقد کا مفہوم

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت کو اجماعی تسلیم کیا گیا ہے، اور ارباب حل وعقد کا اجماع کافی سمجھا گیا، یعنی مدینہ منورہ میں موجود حضرات صحابہ انصار ومہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اتفاق تمام امت مسلمہ کا اتفاق تسلیم کیا گیا، کیوں کہ تمام مسلمانان عالم کا مدینہ طیبہ حاضر ہونا مشکل امر تھا، اسی طرح ہر ایک کی رائے معلوم کرنا بھی مشکل امر تھا۔ کتب عقائد میں حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت کے اجماعی ہونے کے دلائل مرقوم ہیں۔

اگر کسی مانع کے سبب بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ابتدائی مرحلہ میں بیعت نہ کی تو بعد میں بیعت کی، اور اگر بعد میں بھی بیعت نہ کی تو بھی اس خلافت کو تسلیم کیا، جیسے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی عذر کے سبب ایک مدت بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہ کی، لیکن خلافت مرتضوی کو تسلیم فرمایا۔

ارباب حل وعقد کا اتفاق تمام مومنین کا اتفاق تسلیم کیا گیا۔ اسی اتفاق کے سبب

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت مرتضوی کو تسلیم کیا، ان کا اختلاف قصاص عثمانی سے متعلق تھا۔ خلافت مرتضوی سے متعلق کوئی اختلاف نہ تھا۔

اگر خلافت مرتضوی سے متعلق اختلاف ہوتا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصاص کا مطالبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں فرماتے۔

جب کسی کو آپ خلیفہ مان لیں گے، تب آپ کو ان سے کسی مطالبہ کا حق حاصل ہوگا، لہٰذا قصاص کا مطالبہ ہی ثابت کرتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت مرتضوی کو تسلیم فرمالیا تھا۔

کافر کلامی کی تکفیر پر اجماع

خلافت پر اجماع کی طرح کفر کلامی میں بھی ارباب حل وعقد علمائے متکلمین کا اتفاق کافی ہوگا، کیوں کہ علمائے متکلمین کی تعداد فقہائے مجتہدین کی طرح بہت کم نہیں۔ ان تمام کا یکجا ہونا بھی مشکل، اور ان تمام کی رائے معلوم کرنا بھی ایک مشکل امر ہے۔

نیز کفر کلامی کا ایک ہی قانون ہے کہ جہات محتملہ یعنی کلام، متکلم اور تکلم قطعی بالمعنی الاخص ہو جائیں، یعنی کسی جہت میں نہ احتمال بالدلیل باقی ہو، نہ ہی احتمال بلا دلیل۔ اب ہر جہت قطعی بالمعنی الاخص ہوگئی تو اس تکفیر میں کسی کے اختلاف کی گنجائش بھی باقی نہیں رہی۔

کفر کلامی میں اپنی زبان وقلم سے ظاہری اتفاق کا مفہوم صرف یہ ہوگا کہ اختلاف کا وہم باطل بھی دور ہو جائے، یا مفتی کی خطا کا وہم باطل بھی دور ہو جائے۔

فقہائے مجتہدین کے مسائل اجتہادیہ میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ہر مجتہد کے اصول اجتہاد اور قواعد استنباط جداگانہ ہوتے ہیں، اور ہر مجتہد کے قواعد وضوابط دلائل شرعیہ سے ماخوذ ومستنبط ہوتے ہیں۔

اصول اجتہاد کے اختلاف کے سبب مسائل اجتہادیہ میں اختلاف واقع ہوتا ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

تکفیر کلامی میں قانون ایک ہی ہے، اس لیے قانونی طور پر اختلاف کی گنجائش نہیں۔

کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں، پھر جب اس عہد کے اکابر علمائے متکلمین نے اس کی تفتیش وتحقیق کے بعد تائید وتصدیق بھی کر دی ہو تو اب مفتی کی خطا کا وہم باطل بھی زائل ہو گیا، اب یہ فتویٰ کفر مزید مؤکد ہو جائے گا۔

تکفیر کلامی کا مسئلہ اجتہادی نہیں کہ کوئی مجتہد اپنے اصول اجتہاد کے سبب اختلاف کر سکے۔ تکفیر کلامی کا ایک متعین قانون اور متعین شرائط ہیں۔ جب شرائط متحقق ہو گئے تو ملزم پر حکم کفر عائد ہوگا۔

علمائے حرمین طیبین کی خاص حیثیت

حرمین طیبین میں سلطنت عثمانیہ کی جانب سے مذاہب اربعہ کے مفتیان کرام مقرر ہوتے۔ ان کے علاوہ بھی مذاہب اربعہ کے علما وفقہا وہاں قیام پذیر رہتے۔

وہ فقہ وافتا میں ارباب حل وعقد کی منزل میں شمار کیے جاتے۔ سلطنت عثمانیہ کا دار السلطنت استنبول تھا، لیکن حرمین طیبین میں مفتیان مذاہب اربعہ کو مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حج وزیارت وعمرہ وغیرہ کے لیے مسلمانان عالم کی آمد ورفت حرمین طیبین میں جاری رہتی۔

ملک ہند کے متعدد اہم فتاویٰ علمائے حرمین طیبین کی خدمت میں تصدیق وتحقیق کے لیے پیش کیے گئے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) اسماعیل دہلوی سے متعلق علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز کا فتویٰ کفر

(2) علامہ غلام دستگیر قصوری کا رسالہ ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل''

(3) رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ متعلقہ خلف وعید (اس کا ذکر تقدیس الوکیل میں ہے)

(4) فتاویٰ متعلقہ ندوۃ العلما (فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین)

(5) استفتا متعلقہ اشخاص خمسہ (حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(6)المہند علی المفند (خلیل انبیٹھوی کا رسالہ)

ان حقائق سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سنی و دیوبندی ہر دو طبقہ کے یہاں علمائے حرمین طیبین باب فقہ وافتا میں ارباب حل وعقد کی منزل میں تھے۔علمائے حرمین طیبین نے امام اہل سنت قدس سرہ القوی کے استفتا کا جواب تحقیق وتدقیق کے بعد دیا ہے۔

ملک العلما حضرت علامہ سید ظفر الدین محدث بہاری (1880-1962) نے تصدیقات علمائے حرمین طیبین کا مفصل ذکر امام اہل سنت کی زبانی تحریر فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا:'' مکہ معظّمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں، جو بحمد اللہ تعالیٰ بہت خیر وخوبی کے ساتھ ہوئیں۔زیادہ زمانہ قیام انہیں میں گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظّمہ دیکھتے، اور کئی کئی روز میں تقریظ لکھ کر دیتے''۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد اول:ص 451)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے حج کے بعد ماہ ذی الحجہ 1323 مطابق ماہ فروری 1906 میں علمائے مکہ معظّمہ سے تصدیقات حاصل کرنی شروع کیں، پھر وہاں سے 24: صفر المظفر 1324 مطابق ماہ اپریل 1906 کو مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے۔وہاں 21: دن قیام پذیر رہے۔اخیر ربیع الاول 1324 مطابق مئی 1906 میں اپنے وطن کے لیے روانہ ہوئے۔

مکہ معظّمہ کے 20: اکابر علمائے کرام اور مدینہ منورہ کے 13: اعاظم علمائے کرام نے تصدیق کی۔ان میں حرمین طیبین میں مذاہب اربعہ کے مفتیان کرام اور دیگر علما وفقہا بھی شامل ہیں۔

امام اہل سنت نے فتاویٰ رضویہ اور دیگر کتب ورسائل میں جابجا تحریر فرمایا ہے کہ علمائے حرمین طیبین نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ دیا، اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

فتویٰ پر ارباب حل وعقد کے اتفاق کی جانب اشارہ فرمارہے ہیں۔

بعض لوگ قادیانی کو کافر مانتے ہیں، لیکن اشخاص اربعہ کو کافر نہیں مانتے، جبکہ پانچوں کافر کلامی ہیں۔ پانچوں افراد سے متعلق فتویٰ کفر ایک ہی جگہ حسام الحرمین میں جاری ہوا۔

قادیانی کے بارے میں دیابنہ بھی کہتے ہیں کہ جو اس کے کفر میں شک کرے، وہ کافر ہے۔ حالاں کہ دفع کفر کے لیے جس طرح دیابنہ تاویلات کرتے ہیں، اسی طرح قادیانی فرقہ بھی تاویل کرتا ہے۔ اگر قادیانی کی تاویل دیوبندیوں کے یہاں نا قابل قبول ہے تو اسی طرح خود دیوبندیوں کی تاویل کیوں نا قابل قبول نہیں ہوگی؟

اشخاص اربعہ اور قادیانی کی تکفیر پر اجماع

تکفیر اشخاص اربعہ کے مسئلہ میں اگر عالمی سطح پر ارباب حل وعقد کا اجماع درکار ہے تو ''حسام الحرمین'' میں حرمین طیبین کے علما وفقہا کی تصدیقات موجود ہیں۔

علمائے حرمین طیبین کا اتفاق، ارباب حل وعقد کے اجماع کی منزل میں ہے، اور تمام علما کے اجماع کے قائم مقام ہے، جیسے مدینہ منورہ میں موجود حضرات صحابہ انصار ومہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا خلفائے راشدین کی خلافت پر اجماع، تمام امت مسلمہ کے اجماع کے قائم مقام ہے۔ یہی صورت حال خلافت عثمانیہ ترکیہ کے عہد میں حرمین طیبین کے مفتیان مذاہب اربعہ وفقہائے حرمین طیبین کی تھی، یعنی علمائے حرمین شریفین کا اجماع، تمام علما کا اجماع تسلیم کیا جائے گا۔

اگر اشخاص اربعہ کی تکفیر کلامی پر ملکی پیمانے پر ارباب حل وعقد کے اجماع کی ضرورت ہے تو ''الصوارم الہندیہ'' موجود ہے۔ اس میں برصغیر کے علمائے کرام کی تصدیقات منقول ومرقوم ہیں۔ یہ علمائے کرام برصغیر کے ارباب حل وعقد اور اکابر علمائے اسلام تھے۔

مرقومہ بالا تشریح کے تناظر میں اشخاص اربعہ کے مسئلہ تکفیر پر بحث ومباحثہ کا دروازہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بند ہو جاتا ہے، کیوں کہ اجماع کے بعد قیل وقال کی اجازت نہیں ہوتی۔ اجماع فقہی کا بھی یہی حکم ہے۔

دیابنہ اگر حق کی طرف آنا چاہیں تو اپنے اکابرین سے قطع تعلق کر کے تمام احکام اسلامی کو قبول کر لیں۔ اب یقیناً اشخاص اربعہ کے رجوع کا معاملہ لاینحل ہو چکا ہے، کیوں کہ موت کے بعد توبہ کی گنجائش نہیں۔

اسماعیل دہلوی کا کفر فقہی

اسماعیل دہلوی پر علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز نے کفر فقہی کا فتویٰ دیا تھا۔ امام احمد رضا قادری اس کے کفر فقہی کو تسلیم کرتے ہیں، اور بحکم فقہا اسے کافر مانتے ہیں۔

مذہب متکلمین کے اعتبار سے وہ کافر نہیں، اسی لیے امام احمد رضا، اسماعیل دہلوی کو کافر کلامی نہیں کہتے۔ علامہ خیر آبادی نے بھی کفر کلامی کا فتویٰ نہیں دیا تھا۔ اس کی تفصیلی بحث ''البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیۃ'' رسالہ دہم میں ہے۔

اب ایسی صورت میں علامہ فضل حق خیر آبادی اور امام احمد رضا قادری کے مابین کسی قسم کا اختلاف ہی نہیں۔ یہاں دونوں عالموں کے مابین اختلاف بتانا صحیح نہیں۔

متکلمین ایسے کافر فقہی کو گمراہ کہتے ہیں، پس یہاں فقہا و متکلمین کا محض لفظی اختلاف ہوتا ہے، حقیقی اختلاف نہیں۔ متکلمین صرف کافر کلامی کو کافر کہتے ہیں اور فقہا کافر فقہی اور کافر کلامی دونوں کو کافر کہتے ہیں، لیکن دونوں کا حکم الگ بیان کرتے ہیں اور اس جداگانہ حکم پر فقہا و متکلمین کا اتفاق ہے۔

کافر فقہی کے ایمان اور نکاح میں نقص آ جائے گا اور اسے تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا ہوگا۔ اس حکم فقہا و متکلمین دونوں تسلیم کرتے ہیں۔

کافر کلامی اسلام سے بالکل خارج ہو جائے گا۔ اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ عورت

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

چاہے تو دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔اس حکم کو فقہا و متکلمین دونوں تسلیم کرتے ہیں۔

صرف کافر فقہی کو کافر کہنے میں اختلاف ہے۔فقہا اسے کافر فقہی کہتے ہیں اور متکلمین اسے گمراہ کہتے ہیں، نیز متکلمین کافر فقہی کو کافر فقہی قرار دیتے ہیں اور اسے بحکم فقہا کافر کہتے دیتے ہیں۔متکلمین محض اپنی اصطلاح کے اعتبار سے اسے کافر نہیں کہتے، نہ ہی وہ متکلمین کی اصطلاح کے مطابق کافر ہے۔نہ ہی فقہا اس کو کافر کلامی قرار دیتے ہیں، بلکہ کافر کلامی سے ایک درجہ نیچے کا کافر سمجھتے ہیں۔

اس فرق کو فقہا بھی تسلیم کرتے ہیں، اسی لیے خود فقہا کافر فقہی کے لیے الگ حکم بیان کرتے ہیں اور کافر کلامی کے لیے الگ حکم بیان کرتے ہیں۔

متکلمین کافر فقہی کو کافر فقہی کہتے ہیں۔امام احمد رضا قادری نے الکوکبۃ الشہابیہ اور سل السیوف الہندیہ میں اسماعیل دہلوی کو کافر فقہی قرار دیا، اور بحکم فقہا کافر قرار دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان مسئلہ تکفیر میں مذہب متکلمین پر تھے، اس لیے آپ نے مذہب متکلمین کے اعتبار سے اسماعیل دہلوی کو گمراہ کہا۔

اسماعیل دہلوی کے بارے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جو دہلوی کی گمرہی میں شک کرے، وہ اسی کی طرح گمراہ ہے۔

''اگر اس کی ضلالت و گمرہی پر آگاہی ہو کر اسے اہل حق جانتا ہو تو خود اسی کی مثل گمراہ و بددین ہے''۔(فتاویٰ رضویہ جلد سوم: ص 189 - رضا اکیڈمی ممبئی)

علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کے بارے میں فرمایا:

من شک فی کفرہ فقد کفر۔(وہر کہ در کفر او شک آرد، یا تردد دارد، یا ایں استخفاف را سہل انگارد، کافر و بے دین و نا مسلمان و لعین است۔تحقیق الفتویٰ)

اس کا بھی یہی مفہوم ہے کہ جو اسماعیل دہلوی کو کافر فقہی نہ مانے، وہ اسی کی طرح

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کافر فقہی ہے۔اسی مفہوم کو متکلمین اس طرح بیان کریں گے کہ جو دہلوی کو گمراہ نہ مانے، وہ اسی کی طرح گمراہ ہے۔

یہ لفظی اختلاف ہے اور محض تعبیر کا فرق ہے۔اس مقام پر کفر فقہی اور ضلالت دونوں ایک ہی امر ہے۔محض تعبیر میں فرق ہے۔البرکات: رسالہ دہم میں تفصیل مرقوم ہے۔

جب کفر کلامی کے وقت کہا جائے: ''من شک فی کفرہ فقد کفر''۔تب اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جو اس کے کفر کلامی میں شک کرے، وہ اسی کی طرح کافر کلامی ہے۔

کفر کلامی میں ''من شک :الخ'' کا استعمال عام طور پر ہوتا ہے۔کفر فقہی قطعی یعنی جب کسی ضروری دینی کا قطعی بالمعنی الاعم انکار ہو، تب اس کا استعمال کبھی کبھی ہوتا ہے، جیسا کہ علامہ خیر آبادی نے اسی قسم کے کفر فقہی قطعی میں ''من شک: الخ'' کا استعمال فرمایا۔کفر فقہی ظنی میں اس کا استعمال وارد نہیں۔کفر فقہی قطعی اور کفر فقہی ظنی اور دیگر اقسام کفر کی تفصیل ''البرکات النبویہ'': رسالہ دوازدہم: باب نہم، فصل دوم میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے۔

ضلالت و گمرہی میں ایسی اصطلاح رائج نہیں کہ: من شک فی ضلالتہ فقد ضل''۔لیکن حکم یہی ہے کہ جو گمراہ کی گمرہی میں شک کرے، وہ بھی گمراہ ہے، جیسا کہ یہی حکم امام احمد رضا قادری نے اسماعیل دہلوی سے متعلق بیان فرمایا۔

فقہا اور ضلالت و کفر فقہی

یہاں گمرہی سے وہ گمرہی مراد ہے جو متکلمین کے یہاں گمرہی ہو، ورنہ بعض فقہا بعض ایسے امور کو بھی ضلالت و گمرہی قرار دیتے ہیں، جو متکلمین کے یہاں حرام و ناجائز ہیں، لیکن گمرہی نہیں ہے، جیسے مجتہدین غیر صحابہ کے اجماعی مسئلہ کا انکار۔

بعض فقہا اس اجماعی مسئلہ کے انکار کو ضلالت و گمرہی قرار دیتے ہیں اور دیگر فقہا و متکلمین کے یہاں اجماع غیر صحابہ سے ثابت ہونے والے مسئلہ کا انکار حرام و ناجائز ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قال العلامة محب اللّٰہ البھاری: { قال فخر الاسلام: اجماع الصحابة کالمتواتر فیکفر جاحدہ–والحق ان السکوتی لیس کذلک لذلک–و اجماع من بعدھم کالمشھور فیضلل جاحدہ الا ما فیہ خلاف کالمنقول اٰحادًا–والکل مقدم علی الرای عند الاکثر}

(مسلم الثبوت مع فواتح الرحموت جلد دوم: ص295- دارالکتب العلمیہ بیروت)

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں بتایا گیا کہ اجماع غیر صحابہ ایسی بات پر ہو، جس میں عہد صحابہ میں اختلاف نہ ہو تو اس کا منکر گمراہ ہے۔ متکلمین اور بہت سے فقہا کے یہاں اس اجماع کی مخالفت حرام ہے، ضلالت و گمرہی نہیں۔

امام محمد غزالی شافعی نے اجماع کا حکم لکھتے ہوئے تحریر فرمایا: **{اذا اتفقت کلمة الامة ولو فی لحظة انعقد الاجماع ووجبت عصمتھم عن الخطاء}**

(المستصفٰی جلد اول ص192)

ترجمہ: جب امت کا قول ایک لمحہ کے لیے بھی متفق ہو جائے تو اجماع منعقد ہو گیا اور اہل اجماع کا خطا سے محفوظ ہونا ثابت ہو گیا۔

بعض فقہا غیر صحابہ کے اجماعی امور کے انکار کو کفر بھی کہتے ہیں۔ یہ کفر لزومی ہے اور یہ متکلمین کی بحث سے خارج ہے، یعنی فقہی بحث میں داخل ہے۔

غیر صحابہ کے اجماعی مسائل کا انکار حرام ہوگا اور متکلمین حرمت و عدم جواز سے بحث نہیں کرتے۔ کبھی ضمنی طور پر حرام و ناجائز کی بحث علم کلام میں شامل کی جاتی ہے۔

قال الجرجانی: {(ولا یکفر احد من اھل القبلة الا بما فیہ نفی الصانع القادر العالم–او شرک–او انکار النبوة او انکار ما علم مجیئہ علیہ الصلوٰة والسلام ضرورةً–او انکار المجمع علیہ کاستحلال المحرمات) التی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اجمع علٰی حرمتها–فان کان ذلک المجمع علیه مما علم ضرورةً من الدین فذاک ظاهر داخل فیما تقدم ذکره–والافان کان اجماعًا ظنیًّا فلا کفر بمخالفته–وان کان قطعیًّا ففیه خلافٌ(واما ماعداه فالقائل به مبتدع غیر کافر–وللفقهاء فی معاملتهم خلاف–هوخارج عن فَنِّنَا)}

(شرح مواقف:ص762-مطبع:نول کشورلکھنو)

غیرصحابہ کے اجماعی مسائل کا انکار احناف کے یہاں کفرنہیں

اجماع صحابہ اگر سکوتی ہوتو اس اجماعی مسئلہ کا انکار بھی احناف کے یہاں کفرنہیں۔ اسی طرح اجماع منصوص (غیرسکوتی) ہو،لیکن بطریق تواتر منقول نہ ہوتو بھی اس اجماعی مسئلہ کا انکار کفرنہیں۔بعض فقہا ہر اجماعی مسئلہ کے انکار کو کفرلزومی قرار دیتے ہیں۔

قال الشامی:{هذا موافق لِمَا قَدَّمْنَاهُ عنه من انه یَکْفُرُ بانکار ما اُجْمِعَ عَلَیْهِ بَعْدَ الْعِلْمِ بِهٖ–ومثله ما فی نور العین عن شرح العمدة–اطلق بعضهم ان مخالف الاجماع یکفر–والحق ان المسائل الاجماعیة تارةً یصحبها التواترُ عن صاحب الشرع کوجوب الخمس–وقد لا یصحبها–فالاول یکفر جاحده لمخالفته التواتر لا لمخالفة الاجماع–الخ.

ثم نقل فی نور العین عن رسالة الفاضل الشهیر"حسام جلبی"من عظماء علماء السلطان سلیم بن با یزید خان–ما نصه:

(اذا لم تکن الْاٰیَةُ اوالخبر المتواتر قطعی الدلالة–اولم یکن الخبر متواترًا–او کان قطعیًّا لکن فیه شبهة –اَوْ لَمْ یَکُنِ الاجماع اجماعَ الجمیع –اوکان–ولم یکن اجماع الصحابة–او کان–ولم یکن اجماع جمیع الصحابة–اوکان اجماع جمیع الصحابة ولم یکن قطعیًّا بان لم یثبت

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بطریق التواتر–او کان قطعیًّا لکن کان اجماعًا سُکُوْتِیًّا–ففی کل من ھذہ الصور لا یکون الجحود کفرًا–یظھر ذلک لمن نظر فی کتب الاصول–فاحفظ ھذا الاصل–فانہ ینفعک فی استخراج فروعہ–حَتّٰی تَعْرِفَ مِنْہُ صحۃ ما قیل:انہ یلزم الکفر فی موضع کذا–ولا یلزم فی موضع اٰخر–الخ

(ردالمحتار جلد چہارم:ص407-مکتبہ شاملہ)

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 11:دسمبر2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط چہاردھم

کفر کلامی پر اجماع کا مفہوم

اجماع اہل حل وعقد

اجماع کی متعدد صورتیں ہیں:

(1) اجماع کی مشہور قسم کسی شرعی وفقہی مسئلہ پر فقہائے مجتہدین کا اجماع ہے۔اس کا حکم یہ ہے کہ اگر شرائط ولوازم سے متصف کسی ایک مجتہد کا اتفاق اس امر پر نہ ہوسکا تو اجماع منعقد نہیں ہوگا۔اس اجماع کا نام ((اجماع شرعی)) ہے۔

(2) اجماع کی ایک قسم ارباب حل وعقد کا اجماع ہے۔ارباب حل وعقد کا اجماع، تمام امت کے اجماع کے قائم مقام قرار دیا جاتا ہے، جیسے حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت پر حضرات صحابہ انصار ومہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع، امت مسلمہ کے اجماع کے قائم مقام قرار پایا، کیوں کہ تمام مسلمانوں کو مدینہ طیبہ حاضر ہونا ایک مشکل امر تھا۔

بعض خلفائے راشدین کی بیعت خلافت کے وقت بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کسی سبب سے حاضر نہ ہوسکے تو بھی خلافت اجماعی قرار پائی اور عین موقع بیعت پر حاضر نہ ہونے کے باوجود خود ان غیر حاضر صحابہ کرام نے اس خلافت کو صحیح تسلیم کیا اور جنہیں موقع ملا، انہوں نے بعد میں بیعت بھی کی۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

یہاں ارباب حل وعقد کا اجماع کافی قرار پایا۔خلافت صدیقی کی بیعت کے وقت حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر نہ تھے، پھر بعد میں حاضر ہوکر بیعت کیے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بیعت لی۔

خلافت فاروقی پر حضرات صحابہ انصار ومہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اتفاق واجماع تمام امت مسلمہ کا اجماع واتفاق تسلیم کیا گیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد کی خلافت کے لیے چھ اکابر صحابہ کرام کو منتخب فرما کر حکم فرمایا کہ آپ حضرات اپنے درمیان سے کسی ایک کو منتخب فرمالیں ۔ان چھ صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب ہوا، پھر ارباب حل وعقد سے خلافت کی بیعت لی گئی۔

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت راشدہ پر ارباب حل وعقد کے اتفاق واجماع کو تمام مومنین کی جانب منسوب کیا گیا، اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت کو اجماعی قرار دیا گیا۔

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت کے لیے تمام ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں سے بیعت خلافت نہیں لی گئی تھی۔

اس طرح کسی اہم امر پر ارباب حل وعقد کے اجماع کو تمام مسلمانوں کا اجماع قرار دینا حضرات صحابہ کرام کے عہد مسعود سے متوارث ہے۔یہ آج کسی نے ایجاد نہیں کیا ہے۔

اسی طرح کفر کلامی میں اکابر علمائے متکلمین واکابرین علمائے اہل سنت وجماعت کا اتفاق تمام اہل سنت کا اتفاق تسلیم کیا جاتا ہے۔عالم اسلام کے ہر ایک عالم کے شخصی اتفاق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ارباب حل وعقد کا اتفاق، تمام علما کا اتفاق تسلیم کیا جاتا ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کے لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب فرمایا، پھر خلافت فاروقی پر ارباب حل وعقد کا اجماع واتفاق ہوگیا۔

اسی طرح کفر کلامی کا فتویٰ ایک ماہر وصالح متکلم وعالم جاری کرے، اور ارباب حل وعقد کا اتفاق ہوجائے، یا خلافت عثمانی کی طرح چند صالح وماہر متکلمین کفر کلامی کا فتویٰ جاری کردیں اور ارباب حل وعقد کا اس پر اتفاق ہوجائے تو اسے اجماعی کہنا صحیح ہوگا۔ سارے جہاں کے علما کا شخصی طور پر اتفاق یہاں مراد نہیں۔

چوں کہ کفر کلامی میں جہات محتملہ یعنی ہر احتمالی جہت کلام، تکلم ومتکلم سے ہر قسم کا احتمال معدوم ہوتا ہے، خواہ احتمال بالدلیل یا احتمال بلا دلیل ہو۔ ایسی صورت میں کسی متکلم کا بلا سبب انکار بھی نا قابل قبول ہوگا۔ وہ متکلم ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' کے دائرہ سے مستثنیٰ نہیں ہوسکے گا، کیوں کہ یہ مسئلہ اجتہادی نہیں ہے کہ کسی مجتہد کو اپنے اصول اجتہاد وقوانین استنباط کی روشنی میں اختلاف کرنے کا حق حاصل ہو۔

کفر کلامی کا ایک ہی قانون ہے، یعنی ہر جہت سے ہر قسم کا احتمال معدوم ہوجانا۔ اگر اس متکلم کو کلام، متکلم یا تکلم میں کسی قسم کا احتمال نظر آتا ہے تو جس متکلم کے پاس احتمال معدوم ہو چکا ہے، اس سے اس احتمال کا حل معلوم کرلے۔ کفر کلامی میں اس عہد کے اکابر متکلمین کا اتفاق ہوگیا تو امر اتفاقی واجماعی کہلاتا ہے۔ اجماع فقہی یہاں مراد نہیں۔ اجماع شرعی میں ہر ایک مجتہد کے اتفاق کو اتفاق واجماع کہا جاتا ہے۔

یہاں فتویٰ میں اتفاق کی بات ہے کہ ارباب حل وعقد نے اس فتویٰ پر اتفاق کرلیا تو دیگر تمام علما کا فتویٰ پر اتفاق تسلیم کرلیا جائے گا۔ رہی بات اعتقاد کی تو تمام مومنین پر لازم ہے کہ کافر کلامی کو کافر کلامی اعتقاد کریں۔ ایسا نہیں کہ علمائے کرام کا اعتقاد کافی ہے، یا فتویٰ دینے والے علما کا اعتقاد کافی ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اب عوام یا دیگر علما کا فر کلامی کو مومن صالح تسلیم کریں تو کوئی اعتراض نہ ہوگا، بلکہ اعتقاد میں سب کو شامل ہونا ہوگا، جیسے حضرات خلفائے راشدین سے بیعت خلافت گرچہ ارباب حل وعقد نے کی ہے، لیکن ارباب حل وعقد کے اتفاق کے بعد تمام مومنین کو لازم ہے کہ ان حضرات کو اپنا خلیفہ تسلیم کریں اور بحیثیت خلیفہ ان حضرات کے احکام کی طاعت وفرماں برداری کرنی سب پر لازم ہوگی۔ خواہ اس نے بیعت کی ہو، یا بیعت نہ کی ہو۔ ان کو اپنا خلیفہ ماننا اور طاعت کرنا سب پر لازم ہے۔

ایمان اجمالی وایمان تفصیلی کی بحث

اسلام میں داخل ہونے کے لیے ایمان اجمالی کافی ہے۔ قبول اسلام کے وقت جن عقائد اسلامیہ کا تفصیلی علم ہے، ان کی تفصیلی تصدیق کرے، اور باقی امور کی اجمالی تصدیق۔

ہاں، جب تفصیل معلوم ہوجائے تو ان تمام عقائد معلومہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر عقائد معلومہ کا انکار کرے گا تو منکر پر حکم شرعی عائد ہوگا۔

اگر علم یقینی کے بعد ضروریات دین کا انکار کرے گا تو کافر قرار پائے گا۔ اگر ضروریات اہل سنت کا انکار کرے گا تو متکلمین کے یہاں گمراہ قرار پائے گا۔ انکار کے اعتبار سے حکم شرعی نافذ ہوگا۔

اگر کسی نے کہا کہ جو کچھ عقائد واحکام مذہب اسلام میں ہیں، ہم نے ان تمام کو مانا تو وہ مسلم ہے۔ یہ اجمالی ایمان ہے۔ اب اس کو جن اسلامی عقائد کا تفصیلی علم ہے۔ ان کو تفصیلی طور پر ماننا ہوگا، اور جب اقرار کا مطالبہ ہو تو اقرار کرنا ہوگا۔

ایمان اجمالی اور ایمان تفصیلی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

قال التفتازانی فی حد الایمان: {التصدیق بجمیع ما جاء به النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اجمالًا کافٍ فی صحة الایمان–وانما یحتاج الٰی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بیان الحق فی التفاصیل عند ملاحظتها–وَاِنْ کَانَتْ عَمَّا لَاخِلَافَ فِیْ تَکْفِیْرِ الْمُخَالِف فیها–کحدوث العالم–فَکَمْ مِنْ مؤمن لَمْ یعرف معنی الحادث والقدیم اصلًا ولم یخطر بباله حدیث حشر الاجساد قطعًا–لکن اذا لاحظ ذلک–فلو لم یصدق، کان کافرًا}

(شرح المقاصد جلد دوم: ص270)

قال السید السند الشریف الجرجانی فی تعریف الایمان: {التصدیق للرسول فیما علم مجیئه صلی اللّٰه علیه وسلم به ضرورةً–تَفْصِیْلًا فِیْمَا عُلِمَ تَفْصِیْلًا–واِجْمَالًا فِیْمَا عُلِمَ اِجْمَالًا–فَهُوَ فِی الشَّرْعِ تصدیقٌ خاصٌّ}

(شرح المواقف ص718)

توضیح: مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق کافر کلامی کو کافر ماننا لازم ہے، یعنی اجمالی طور پر یہ اعتقاد رکھنا لازم ہوگا کہ جو کافر کلامی ہے، یعنی قطعی طور پر ضروریات دین کا منکر ہے، (تکفیر کلامی میں معتبر شرائط کے ساتھ)، وہ کافر کلامی ہے۔

اب کسی خاص فرد کے بارے میں کافر کلامی ہونے کا یقینی علم حاصل ہو جائے تو اس خاص فرد کو کافر کلامی ماننا لازم ہوگا۔ اگر کوئی شیطانی وسوسہ یا اپنے ضعف ایمانی کے سبب تسلیم نہ کر سکے تو اس پر شرعی حکم وارد ہوگا۔ اگر تکفیر کلامی کے علم یقینی کے بعد کافر کلامی کے کفر کا انکار کرتا ہے تو اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

سوال: عرب وعجم کے وہ مسلمان جو شخاص اربعہ کو نہیں جانتے ہیں، نہ ہی ان کی کفری عبارتوں سے واقف ہیں، نہ ان کے خلاف فتویٰ کفر سے واقف ہیں تو ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو لوگ اشخاص اربعہ کو نہیں جانتے ہیں، وہ اجمالی اقرار کے سبب ضرور مومن ہیں اور تفصیلی اقرار یعنی خاص کسی شخص کے کافر کلامی ہونے کا اعتقاد اس وقت لازم ہو

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

گا، جب اس کو اس خاص شخص کے کافر کلامی ہونے کا یقینی علم ہو جائے۔

واضح رہے کہ کفر کلامی پر اہل حق کا اتفاق ہی ہوگا، کیوں کہ ہر جہت قطعی بالمعنی الاخص ہونے کے بعد کفر کلامی کا فتویٰ جاری ہوتا ہے۔ جب یہاں کسی جہت میں احتمال ہوتا ہی نہیں تو کسی عالم کو کسی جہت میں احتمال سمجھ میں آئے تو لامحالہ اسے ان علما سے دریافت کرنا ہوگا، جنہوں نے فتویٰ کفر جاری کیا ہے۔ اسے مخالفت کا حق نہیں ہوگا، کیوں کہ کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔

یہ ممکن ہے کہ ایک ہی مفتی کفر کلامی کا فتویٰ جاری کرے۔ جب اس نے کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری کیا ہے تو لامحالہ تمام جہتیں ان کی نظر میں اصول وقوانین کی روشنی میں قطعی بالمعنی الاخص ہوں گی۔ اب ایسی صورت میں کسی کو احتمال سمجھ میں آئے تو اسے حکم کفر جاری کرنے والے مفتی سے دلائل دریافت کرنا ہوگا، مخالفت کی اجازت نہیں ہوگی، بلکہ مخالفت کرنے والے کے پاس حقیقت میں کوئی قابل قبول دلیل نہیں ہوسکتی۔

ظنیات میں جانب مرجوح کا احتمال رہتا ہے، کیوں کہ ظن غالب کا یہی مفہوم ہے کہ مفہوم مخالف کی گنجائش باقی ہے، اور قطعی بالمعنی الاخص کا مفہوم یہ ہے کہ جانب مخالف کی گنجائش بالکل ختم ہے اور کسی قسم کا وہاں احتمال بلا دلیل بھی نہیں۔

تنہا ایک مفتی شرع بھی کفر کلامی کا فتویٰ جاری کرسکتا ہے، پھر دیگر حضرات کو ان کے قول کی جانب آنا ہوگا۔ اس کی مثال مانعین زکات کے برخلاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم جہاد ہے۔

ابتدائی مرحلہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شبہہ ہوا تو انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب کو سن کر وہ مطمئن ہو گئے، اور حکم جہاد کو صحیح قرار دیئے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ چند علمائے اسلام نے مشترکہ طور پر فتویٰ کفر جاری کیا ہو، جیسے مناظرہ کی مجلس میں متعدد علمائے کرام مشترکہ طور پر حکم جاری کرتے ہیں۔

اسی طرح سلاطین اسلام کے درباروں میں جب کفر وارتداد کے فیصلے ہوتے تو عموماً علمائے اسلام کی ایک جماعت موجود ہوتی، تاکہ وہ مرتدین کے شبہات کا ازالہ کرسکیں اور راہ حق کی طرف ان کی ترغیب کرسکیں اور مل جل کر حکم شرعی بیان کریں اور خطا کے وہم سے بھی نجات حاصل ہو۔

سوال: اجماع فقہی میں تمام مجتہدین زمانہ کا اتفاق شرط ہے اور بعض اجماع میں محض ارباب حل وعقد کا اتفاق کافی ہے۔ دونوں اجماع میں وجہ فرق کیا ہے؟

جواب: بعض اجماع، یعنی جس میں تمام مومنین کے اجماع کی ضرورت ہوتی ہے، وہاں ارباب حل وعقد کا اجماع کافی سمجھا گیا، کیوں کہ تمام مومنین کا یکجا ہونا ایک مشکل امر ہے، اسی طرح ہر ایک کی رائے معلوم کرنا بھی مشکل امر ہے، مثلاً خلافت کے وقت تمام مسلمانان عالم کا مدینہ طیبہ حاضر ہونا مشکل امر ہے، اسی طرح تمام کی رائے دریافت کرنا بھی مشکل امر ہے۔ اگر مسلمان چند علاقوں تک محدود ہوتے تو یہ آسان ہوتا۔

حضرات صحابہ انصار ومہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے انتخاب خلیفہ کو حق تسلیم کرلیا گیا، کیوں کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ، نزول قرآن کے شاہد وگواہ اور دیگر فضائل سے آراستہ تھے، اس لیے ان کا اتفاق، تمام مومنین کا اتفاق تسلیم کرلیا گیا۔

اسی طرح کفر کلامی میں ارباب حل وعقد علما کا اتفاق کافی ہوگا، کیوں کہ جہاں بھر کے علمائے متکلمین کا اجماع مشکل ہے۔ ارباب حل وعقد کا اتفاق اس لیے کہ فتویٰ تکفیر میں خطا کا وہم باطل بھی ختم ہوجائے۔

رہی بات فقہائے مجتہدین کی تو فقہائے مجتہدین کی تعداد ہمیشہ قابل شمار رہی، پھر وہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

سلسلہ بھی ناپید ہوگیا۔حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کسی کے مجتہد ہونے پر اتفاق نہ ہوسکا، گرچہ بعض کا دعویٰ سامنے آیا، مثلاً داؤد ظاہری وغیرہ کا، لیکن یہ محض دعویٰ ہے۔کوئی گمراہ مجتہد نہیں ہوسکتا۔داؤد ظاہری کا شمار گمرہوں میں ہوتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان قریباً بیس مجتہدین تسلیم کیے گئے۔ قلیل التعداد جماعت کا ایک جگہ اجتماع بھی مشکل نہیں، نہ ہی چند حضرات کی رائے معلوم کرنا مشکل تھا، لیکن، مجتہدین کی قلت تعداد کے باوجود دو صدیوں بعد اجماع مجتہدین کو مشکل شمار کیا گیا۔جب کہ علمائے متکلمین کی تعداد مجتہدین کی طرح بہت قلیل نہیں تو ہر ایک متکلم کی رائے معلوم کرنا اور ان کا اجماع کس قدر مشکل ہوگا۔اسی مشکل کے سبب ارباب حل وعقد کا اجماع کافی ہوگا۔فقہ وعقائد ودیگر اسلامی کتابوں میں جہاں خلافت راشدہ پر اجماع کا ذکر آتا ہے، ان مقامات پر ارباب حل وعقد کے اتفاق کے کافی ہونے کی دلیل مرقوم ہوتی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ نے اشخاص اربعہ کے کفر کلامی پر علمائے حرمین طیبین کے اتفاق کا بار بار ذکر فرمایا ہے۔دراصل علمائے حرمین طیبین کی جانب اس کی نسبت کرکے اسی اتفاق واجماع کی جانب اشارہ فرماتے ہیں۔

امام اہل سنت قدس سرہ القوی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:

''دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں، جن کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ ''من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر'' جو ان کے اقوال پر مطلع ہوکر ان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہئے کہ رشید احمد گنگوہی واشرف علی تھانوی وقاسم نانوتوی اور محمود حسن دیوبندی وخلیل احمد انبیٹھی اور ان سب سے گھٹ کر ان کے امام اسماعیل دہلوی اور ان کی کتابوں براہین قاطعہ وتحذیر الناس وحفظ الایمان وتقویۃ الایمان وایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو؟ اور ان لوگوں کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے جو

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

فتوے دیئے ہیں، انہیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو؟

اور اگر وہ ان فتووں سے اپنی ناواقفی ظاہر کرے تو بریلی مطبع اہل سنت سے حسام الحرمین منگا لیجیے، اور دکھایئے۔ اگر بکشادہ پیشانی تسلیم کرے کہ بے شک علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہوگا کہ دیوبندیت کا اس پر کچھ اثر نہیں، ورنہ علمائے حرمین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ ''من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر'' اس وقت آپ کو ظاہر ہو جائے گا کہ یہ شخص اللہ ورسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا درکنار، ''علمائے دین و اکابر مسلمین'' جانے، وہ کیوں کر مسلمان، پھر مسئلہ عرس وفاتحہ، فرعی مسائل کا اس کے سامنے ذکر کیا ہے۔ فقط''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم: ص 55- رضا اکیڈمی ممبئی)

خلافت صدیقی پر اجماع اور تکفیر کلامی پر اجماع کے درمیان فرق

خلافت صدیقی کا ثبوت ارباب حل وعقد صحابہ کرام کے اجماع سے ہوا۔ جس امر کا ثبوت حضرات صحابہ کرام کے اجماع قطعی منصوص سے ہو، وہ قطعی بالمعنی الاعم اور ضروریات اہل سنت میں سے ہوتا ہے۔ اس طرح خلافت صدیقی ضروریات اہل سنت میں سے قرار پائی۔

تاویل فاسد کے ساتھ ضروریات اہل سنت کا منکر متکلمین کے یہاں گمراہ اور فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین کے یہاں کافر فقہی ہوتا ہے۔

کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔ ضروریات دین اجماعی ہوتی ہیں۔ ضروریات دین کے اجماعی ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ہر ایک کو اسے ماننا فرض ہے۔

انکار کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ کفر کلامی کے صحیح فتویٰ کے بعد بھی دوسرے مفتی کو اختلاف کا حق حاصل ہے، وہ لوگ ضروری دینی کے اجماعی ہونے کے منکر قرار پائیں گے۔

کفر کلامی کے فتویٰ میں اختلاف اسی وقت جائز ہوگا، جب فتویٰ غلط ہو۔ فتویٰ صحیح

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہے تو اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔اختلاف کرنے والا کافر ہے۔تکفیر کلامی پر ارباب حل وعقد کے اجماع واتفاق کے اظہار سے محض اس فتویٰ کی صحت کا مؤکد ہونا ثابت ہوگا، ورنہ اگر ایک ہی عالم نے کسی پر کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری کیا ہے تو کسی کو اختلاف کا حق نہیں۔

جب ملزم کا کفر کلامی ثابت ہوگیا تو اس کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہوگیا۔ اس کے کفر پر تمام مومنین کا اجماع واتفاق ہی ہوگا۔ارباب حل وعقد کو بھی یہ ماننا فرض ہے۔ اس سے اختلاف کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا۔

ضروریات دین کے اجماعی ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اس پر تمام امت مسلمہ کا اجماع واتفاق ہوتا ہے۔جس کو کسی ضروری دینی کا یقینی علم ہو، اس پر اس کو ماننا فرض ہے۔

ضروری دینی کے منکر کا کافر ہونا ارباب حل وعقد کے اجماع سے ثابت نہیں ہوگا، بلکہ ایسے شخص کا کافر ہونا ضروری دینی کے انکار کے سبب ہوگا، اور ضروری دینی کے انکار کا کفر ہونا قرآن وحدیث اور اجماع متصل سے ثابت ہے، یعنی عہد رسالت سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

اب یہ کہ فلاں شخص سے اس کفر کا صدور ہوا یا نہیں؟ تکفیر کے شرائط متحقق ہوئے یا نہیں؟ یہ تحقیق مفتی کی ذمہ داری ہے۔ارباب حل وعقد کے اجماع سے محض ان شرائط کے تحقق وثبوت کی تاکید ہوجاتی ہے، یعنی یہ مؤکد ہوجاتا ہے کہ مفتی نے صحیح تحقیق پیش کی ہے۔

تاکید کا مفہوم یہی ہے کہ ثابت شدہ امر کی تقویت ہوجائے۔نہ یہ کہ کسی امر جدید کا اثبات وثبوت ہو۔اگر امر جدید کا اثبات ہو تو پہلی چیز کی تردید ہوگی، نہ کہ تاکید۔

کسی جاہل کو کفر یا کسی شرعی مسئلے کا فتویٰ دینے کی اجازت نہیں، لیکن اتنے غیر عالم مسلمانوں نے کسی کلمہ گو کو روزانہ بلا جبر واکراہ، اپنی خوشی سے، ہوش وحواس کی سلامتی کے ساتھ بت پرستی کرتے دیکھا، جتنی تعداد تواتر کے لیے شرط ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

وہ بت پرست کلمہ گو نومسلم بھی نہیں، نہ ہی غیر مخالط مسلمین ہے، بلکہ قدیم الاسلام و مخالط مسلمین ہے۔ مسلمانوں کی جماعت نے اسے بت پرستی سے منع کیا اور کہا کہ یہ کفر ہے۔

اسے اس بات کا یقین بھی ہو گیا کہ یہ کفر ہے، لیکن وہ یہ کام محض قوم ہنود کو خوش کرنے کے واسطے، یا کسی دنیاوی غرض کی خاطر انجام دیتا ہے، جیسے اس کے پاس سونے چاندی کی دکان ہے۔ اس کے خریدار زیادہ تر ہنود ہیں، اس لیے قوم ہنود کو راغب کرنے اور انہیں خوش کرنے کے واسطے وہ اپنی دوکان ہی میں ایک چھوٹا سا بت رکھا ہوا ہے، جیسے ہندو لوگ اپنی دوکانوں میں بت رکھتے ہیں، پھر وہ کلمہ گو شخص روزانہ اس بت کو پوجتا ہے، جیسے ہندو لوگ صبح وشام اپنی دوکان کے بت کو پوجتے ہیں۔

اب ان غیر عالم مسلمانوں نے مفتی کے پاس آ کر کہا کہ وہ کلمہ گو شخص روزانہ بت پرستی کرتا ہے، جسے ہم لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، ہم لوگوں نے اسے کہا کہ یہ کفر ہے، وہ اس بت پرستی کو کفر مانتا بھی ہے، لیکن بت پرستی سے باز نہیں آتا، کیوں کہ اس کے گراہک زیادہ تر ہندو ہیں۔

وہ ہندوؤں کو خوش رکھنے کے لیے ایسا کرتا ہے، لہٰذا وہ آدمی کافر ہے، ہرگز مومن نہیں ہے، ہم لوگوں نے اسے کافر سمجھ کر اپنی جماعت سے نکال دیا ہے اور کافر سمجھ کر اس کو مسجد آنے سے روک دیا۔ اس کو اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھیں گے، وغیرہ۔

یعنی خود ان غیر عالم مومنین نے ہی اس کلمہ گو شخص کو کافر سمجھا اور کافر بتایا۔ گرچہ ان غیر عالم عوام کو فتویٰ دینے کا حق حاصل نہیں ہے، لیکن یہاں شرائط تکفیر متحقق ہیں، اس لیے مفتی کو اس کلمہ گو بت پرست کے کفر سے انکار کی کوئی صورت نہیں۔ اگر مفتی اس کے کفر کا انکار کرتا ہے تو مفتی خود کافر ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

دنیا بھر کے مسلمانوں میں سے جس کو اس بت پرست کلمہ گو کے حقیقی حال کا یقینی علم ہو، اس پر فرض ہے کہ اس کلمہ گو بت پرست کو کافر مانے۔ عدم علم کی صورت میں معذور ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 13: دسمبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط پانزدھم

قسط اول سے قسط یازدہم تک یہ بحث ہے کہ اگر کفر کلامی کا صحیح فتویٰ ایک مفتی نے بھی جاری کیا ہوتو وہ فتویٰ سب کو ماننا لازم ہے۔ اگر کفر کلامی کا غلط فتویٰ علما کی ایک جماعت نے بھی جاری کیا ہوتو اس کو نہ ماننا لازم ہے۔ یہاں مفتیوں کی تعداد سے حکم کا تعلق نہیں ہے، بلکہ فتویٰ کے صحیح اور غلط ہونے کے اعتبار سے حکم شرعی نافذ ہوتا ہے۔ حکم شرعی میں اہل فتویٰ کی قلت تعداد و کثرت تعداد کا کوئی دخل نہیں۔

قسط دوازدہم سے قسط چہاردہم تک تکفیر کلامی کے فتویٰ پر علمائے کرام کے اجماع کا ذکر ہے۔

قسط پانزدہم سے اعتقادی مسائل کے تصدیقی ہونے کا ذکر ہے، اور اس بات کی وضاحت ہے کہ اعتقادی مسائل میں حصول یقین ضروری ہے۔ استدلال ضروری نہیں۔

اعتقادی مسائل تصدیقی ہیں یا تحقیقی؟

خلیل بجنوری نے لکھا: ''مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں، بلکہ تحقیقی ہے۔ پہلے سے مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ اگر کسی عالم یا چند علما نے کسی شخص پر حکم کفر لگا دیا تو تمام مسلمانوں پر لازم نہیں ہے کہ محض ان لوگوں کے کہنے پر بغیر تحقیق کے ایمان لے آئیں، اور اس کو کافر کہتے پھریں، بلکہ ایسا کرنا خلاف شریعت مطہرہ ہے، اس لیے کہ جس نے فتویٰ کفر دیا ہے، وہ بھی بشر غیر معصوم ہے''۔ (انکشاف حق: مقالہ اول: ص 77- جمال پریس دہلی)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

خلیل بجنوری نے لکھا: ''جب آپ امام اعظم اور امام احمد بن حنبل کا یزید کے بارے میں اختلاف مان رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ رہا۔ جس کو تحقیق ہوگئی، اس نے تکفیر کردی۔ جس کو نہ ہوئی، اس نے نہ کی، پھر کیوں شور وشر مچاتے پھرتے ہو۔ ہر اہل تحقیق اپنی تحقیق کے مطابق حکم دے گا۔ کسی کو کسی پر اعتراض کا حق نہیں''۔

(انکشاف حق: مقدمہ ص 44- جمال پریس دہلی)

جواب:

خلیل بجنوری کے اس نظریہ کا تفصیلی رد ''البرکات النبویہ فی الاحکام الشرعیہ'': رسالہ ہشتم: نصف اول، باب ہفتم میں ہے۔ وہ طویل بحث ہے۔ شائقین وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

خلیل بجنوری نے مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے کا یہ مطلب بیان کیا کہ ہر ایک کو اس کی تحقیق کرنی ہے، اور اپنی تحقیق پر عمل کرنا ہے۔ یہ نظریہ بجنوری نے ایجاد کیا ہے۔ اس پر بجنوری نے کوئی حوالہ نہیں دیا کہ جس سے ثابت ہو کہ مسئلہ تکفیر میں ہر ایک کو تحقیق کرنی ہے۔

اسی طرح مسئلہ تکفیر کے تحقیقی اور غیر تقلیدی ہونے کا نظریہ بھی خلیل بجنوری نے ایجاد کیا ہے۔ علمائے متقدمین کی تحریروں میں ایسی کوئی اصطلاح نظر نہیں آتی۔

بجنوری کی تحریر سے بعض علمائے اہل سنت وجماعت بھی متاثر ہوئے۔ بعض علما یہ کہنے لگے کہ مسئلہ تکفیر میں ہر ایک کو تحقیق کرنی ہے اور مسئلہ تکفیر کو تحقیقی کہنے لگے۔

ہاں، تحقیقی ہونے کا ایک صحیح مفہوم مسئلہ تکفیر میں پایا جاتا ہے۔ اس کی تشریح درج ذیل ہے۔

مسئلہ تکفیر کلامی کے تحقیقی ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ تکفیر کلامی کے اصول وقوانین کو مسئلہ حاضرہ پر منطبق کیا جائے۔ اگر انطباق ہوجاتا ہے تو حکم شرعی بیان کیا جائے۔ تکفیر کلامی کا مسئلہ اجتہادی نہیں کہ ہر مجتہد اپنے اصول اجتہاد کے مطابق مسئلہ حاضرہ کی تحقیق کرے اور

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

جداگانہ حکم بیان کرے۔اگر ملزم کافر کلامی ہے تو سب کے یہاں کافر کلامی ہوگا۔

اگر ملزم کافر کلامی نہیں تو کسی کے یہاں کافر کلامی نہیں ہوگا۔اگر کسی نے کفر کلامی کا غلط فتویٰ دیا ہے تو اپنی غلطی معلوم ہونے پر اس کو رجوع کرنا ہوگا۔

ہر مجتہد کے اصول اجتہاد جداگانہ ہوتے ہیں،اس لیے اجتہادی مسائل میں اختلاف ہوتا ہے،لیکن تکفیر کلامی کے اصول وضوابط متفق علیہ اور ایک ہی ہیں،اس لیے اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں۔

تکفیر کلامی کی طرح تکفیر فقہی قطعی میں بھی تحقیق ہوتی ہے،یعنی اصول وقوانین کو مسئلہ حاضرہ پر منطبق کیا جاتا ہے۔اس کے بعد حکم شرعی بیان کیا جاتا ہے۔

تکفیر فقہی قطعی سے میری مراد یہ ہے کہ کسی ضروری دینی کا انکار قطعی بالمعنی الاعم طریقے پر ہو۔یہ فقہی اصول کے مطابق فقہا کے درمیان متفق علیہ کفر ہے،یعنی وہ تمام علما اس کو کفر فقہی قرار دیتے ہیں جو باب تکفیر میں فقہا کے مسلک پر ہیں۔

علمائے متکلمین اس کفر فقہی قطعی کا انکار نہیں کرتے ہیں،بلکہ اس کفر کو اور اس کے سبب وارد ہونے ہونے والے حکم شرعی یعنی تجدید ایمان وتجدید نکاح کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کو ضلالت وگمرہی کا نام دیتے ہیں،پس یہ تعبیری واصطلاحی فرق ہے۔اسی تکفیر فقہی قطعی میں فقہائے کرام من شک:الخ کا استعمال کرتے ہیں۔

تکفیر فقہی ظنی میں بھی تحقیق ہوتی ہے،یعنی اصول وقوانین کو مسئلہ حاضرہ پر منطبق کیا جاتا ہے،لیکن تکفیر فقہی ظنی میں اصول وقوانین بھی اجتہادی ہوتے ہیں اور مکفرات یعنی کفریہ امور جن کی بنیاد پر حکم کفر عائد کیا جاتا ہے،وہ مکفرات بھی ظنی ہوتے ہیں،اس لیے ان امور کے کفر ہونے میں فقہا کے درمیان بھی اختلاف ہوتا ہے۔

تکفیر کلامی میں امور مکفرہ اجماعی اور قطعی بالمعنی الاخص ہوتے ہیں،یعنی ضروریات

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

دین کے انکار پر کفر کلامی کا حکم عائد ہوتا ہے۔ضروریات دین قطعی بالمعنی الاخص ہوتی ہیں۔

ہماری بیان کردہ تکفیر فقہی قطعی میں بھی مکفرات قطعی بالمعنی الاخص ہوتی ہیں ،یعنی ضروریات دین کے انکار پر ہی کفر فقہی قطعی کا حکم عائد ہوتا ہے۔

تکفیر کلامی اور تکفیر فقہی قطعی میں فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ تکفیر فقہی قطعی میں ضروری دینی کا انکار قطعی بالمعنی الاعم ہوتا ہے۔اس انکار میں احتمال بلا دلیل ہوتا ہے۔اس احتمال کو احتمال بعید اور احتمال فاسد کہا جاتا ہے۔اس احتمال بلا دلیل کو فقہا قبول نہیں کرتے ہیں اور حکم کفر عائد کرتے ہیں اور متکلمین اس احتمال بلا دلیل کو قبول کرتے ہیں اور احتمال بلا دلیل کے سبب حکم کفر عائد نہیں کرتے ،لیکن چوں کہ اس احتمال پر کوئی دلیل نہیں ہوتی ،اس لیے اس انکار کے سبب ضلالت وگمرہی کا حکم دیتے ہیں ۔تکفیر کلامی میں انکار قطعی بالمعنی الاخص ہوتا ہے ۔اس انکار میں احتمال بلا دلیل بھی نہیں ہوتا ہے۔یہ کفر اتفاقی ہے۔کافر کلامی فقہا و متکلمین دونوں کے یہاں کافر ہوتا ہے۔

باب تکفیر میں ایک مذہب فقہائے احناف کا ہے کہ وہ ہر قطعی کے انکار پر حکم کفر جاری کرتے ہیں ،خواہ قطعی بالمعنی الاخص یعنی ضروریات دین کا انکار ہو،یا قطعی بالمعنی الاعم یعنی ضروریات اہل سنت کا انکار ہو۔یہاں بھی مکفرات اجتہادی نہیں ہیں ،کیوں کہ قطعی امور اجتہادی نہیں ہوتے ۔ظنیات میں اجتہاد جاری ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہوگیا کہ مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ کفر کے تعین کے لیے مسئلہ حاضرہ پر اصول وقوانین کو منطبق کیا جائے۔

جب اصول وقوانین سے مسئلہ حاضرہ کی مطابقت ہوگئی اور شرائط تکفیر متحقق ہوگئے ، اور کسی جہت میں احتمال بلا دلیل بھی نہیں رہا تو کفر ثابت ہوگیا۔

اب کفر کلامی ثابت ہوگیا اور ملزم کافر کلامی ہے،اور کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

دین سے ہے۔اس کو مومن ماننے والا کافر ہے۔

اگر تحقیق کے بعد کفر فقہی قطعی ثابت ہوا، یعنی کسی جہت میں احتمال بلا دلیل ہے تو ملزم کافر فقہی ہے، اور کافر فقہی قطعی کو مومن کامل الایمان ماننے والا کافر فقہی قطعی ہے اور متکلمین کے یہاں اس کو مومن کامل ماننے والا یعنی غیر گمراہ ماننے والا خود گمراہ ہے۔

ضروریات اہل سنت کا منکر فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین کے یہاں کافر فقہی ہے اور دیگر فقہائے اسلام و متکلمین کے یہاں گمراہ ہے تو ضروریات اہل سنت کا منکر فقہائے احناف کے یہاں کافر فقہی و دیگر فقہا و متکلمین کے یہاں گمراہ کہلائے گا۔ یہ بھی لفظی اختلاف ہے۔فقہائے احناف اس منکر کو کافر کلامی کی طرح اسلام سے بالکل خارج قرار نہیں دیتے، بلکہ اپنی اصطلاح کے مطابق ان کو کافر کہتے ہیں۔

کفر اتفاقی اور کفر اختلافی کا حکم شرعی

اسلامی کتابوں میں کفر کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔کفر اتفاقی اور کفر اختلافی۔کفر اتفاقی سے کفر کلامی مراد ہے۔کفر اختلافی سے کفر کلامی کے علاوہ کفر کی دیگر قسمیں مراد ہیں۔

کفر محتمل میں حرمت کا حکم عائد ہوتا ہے۔اس کو کفر اختلافی سے الگ رکھا گیا ہے۔ اس میں بعض احتمال کفر کا ہوتا ہے اور بعض احتمال عدم کفر کا۔ یہاں محض توبہ کا حکم ہوتا ہے۔ ان تینوں قسموں کے تفصیلی احکام ''البرکات النبویہ'': رسالہ پنجم: باب اول میں مرقوم ہیں۔

کفر کلامی کی صورت میں نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ملزم قانونی طور پر اسلام سے بالکل خارج ہو جاتا ہے، اور فقہا و متکلمین دونوں کے یہاں اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

کفر اختلافی میں نکاح میں نقص آ جاتا ہے، اعمال باطل نہیں ہوتے، ایمان میں بھی نقص آ جاتا ہے، اس لیے یہاں توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم دیا جاتا ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

امام احمد رضا قادری نے فتاویٰ رضویہ (جلد ششم :ص272،ص149-جلد نہم : حصہ دوم:ص 194 - رضا اکیڈمی ممبئی) میں تفصیل کے ساتھ کفر کلامی وکفر فقہی کے احکام کو بیان فرمادیا ہے،اور توبہ کا طریقہ بھی تحریر فرمایا کہ اعلانیہ گناہ کی توبہ اعلانیہ ہو،اور خفیہ گناہ کی توبہ بھی خفیہ ہو۔

امام احمد رضا قادری نے تحریر فرمایا:''جو مرتکب حرام ہے، مستحق عذاب جہنم ہے،اور جو مرتکب کفر فقہی ہے ،جیسے دسہرے کی شرکت یا کافروں کی جے بولنا ،اس پر تجدید اسلام لازم ہے،اور اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے،اور جو قطعاً کافر ہو گیا،جیسے دسہرے میں بطور مذکور ہنود کے ساتھ ناقوس بجانے یا معبودان کفار پر پھول چڑھانے والا کافر مرتد ہو گیا ،اس کی عورت نکاح سے نکل گئی ۔اگر تائب ہو،اور اسلام لائے ، جب بھی عورت کو اختیار ہے۔ بعد عدت جس سے چاہے ،نکاح کرلے ،اور بے توبہ مرجائے تو اسے مسلمانوں کی طرح غسل وکفن دینا حرام،اس کے جنازے کی شرکت حرام،اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام،اس پر نماز پڑھنا حرام،الیٰ غیر ذلک من الاحکام: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ششم :ص150-149-رضا اکیڈمی ممبئی)

خلیل بجنوری اور تحقیقی کا مفہوم

خلیل بجنوری کے یہاں مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ کسی پر حکم کفر وارد ہوتو ہر کوئی اس کی تحقیق کرے،اور پھر جس کی تحقیق میں کفر ثابت نہ ہوتو وہ کافر نہ مانے۔

بجنوری اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں دے سکا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے متبعین بھی اس پر کوئی دلیل نہیں دے سکیں گے۔ یہ ایک خود ساختہ نظریہ ہے۔

تکفیر کلامی کے مسئلہ کی صحیح تحقیق ہوگئی اور ملزم کا کافر کلامی ہونا ثابت ہو گیا تو اب ملزم کو کافر کلامی ماننا ضروریات دین سے ہو گیا۔اب یہ باب عقائد کا ایک مسئلہ ہو گیا۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ضروریات دین کا علم یقینی ہونے کے بعد اس کی تصدیق اور اس کو ماننا ضروری ہے۔ اعتقادی مسائل تصدیقی ہوتے ہیں، نہ کہ تحقیقی۔

اعتقادی مسائل تصدیقی ہیں

اعتقادی مسائل کے تصدیقی ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی تصدیق ضروری ہے، یعنی ان مسائل کے حق ہونے کا یقین ضروری ہے، خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو۔

اعتقادی مسائل کے تحقیقی ہونے سے اگر یہ مراد لیا جائے کہ استدلال معروف کے ذریعہ ان عقائد کے حق ہونے کا یقین حاصل ہو تو یہ نظریہ غلط ہے۔

علم کلام کی کتابو میں یہ کہیں نہیں ملتا کہ اعتقادی مسائل تحقیقی ہیں۔اس مقام پر استدلال کا لفظ مستعمل ہے اور اس کا انکار ثابت ہے، یعنی یہ صراحت ہے کہ ایمان کے لیے استدلال کے ذریعہ حصول یقین شرط نہیں۔ہاں، یقین شرط ہے، کسی طرح بھی حاصل ہو۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ایمان مقلد بھی صحیح ہے۔ایمان مقلد کے باطل ہونے کا قول ضعیف ہے، جب کہ مقلد کو اسلامی عقائد کا یقین حاصل ہو جائے۔تیسری صورت یہ ہے کہ محض تقلیدی طور پر ایمان لے آیا کہ اسے اسلامی عقائد کا یقین حاصل نہیں، لوگوں کو مذہب اسلام سے وابستہ دیکھا تو وہ بھی خود کو مسلمان کہتا ہے، لیکن اسے اسلامی عقائد کا یقین حاصل نہیں، بلکہ ظن یا شک ہے تو ظن وشک کی صورت میں وہ مومن نہیں۔

ایمان تصدیق کا نام ہے، استدلال کا نام ایمان نہیں۔کوئی غیر مسلم ایمان لاتا ہے تو وہ محض صدق دل سے کلمہ شہادت پڑھتا ہے اور مومن ہو جاتا ہے۔

وہ خود بھی دل میں یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ مذہب اسلام قبول کر چکا ہے اور بوقت ضرورت اپنی زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار بھی کرتا ہے۔

مذہب اسلام قبول کرنے کا مفہوم یہ ہوا کہ اس نے دین اسلام کے تمام عقائد کو قبول

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کرلیا۔ یہ اجمالی اقرار ہے۔ کسی نومسلم کو اسلام کے تمام اہم عقائد کا تفصیلی علم نہیں ہوتا۔

ہاں، قبول اسلام کے وقت جن عقائد کا تفصیلی علم ہے، اس کی تصدیق لازم ہے، پھر جب دیگر اسلامی عقائد کا تفصیلی علم ہو تو بوقت علم اس کی تصدیق ضروری ہے۔

عقائد اسلامیہ کی تصدیق ضروری، نہ کہ تحقیق

تحقیقی سے اگر یہ مراد ہے کہ ہر کوئی اس کی تحقیق کرے کہ یہ کس دلیل سے ثابت ہے تو یہ مفہوم نہ ایمان کی تعریف میں شامل ہے، نہ ہی ایمان کے شرائط میں سے ہے۔ ایمان تصدیق کو کہا جاتا ہے۔

(1) کسی امر کے سچ اور حق ہونے کا یقین کرنا اور اس کو مان لینا تصدیق ہے۔ خواہ یہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو۔

(2) باب عقائد میں خاص استدلال عقلی کے ذریعہ حصول یقین کو لازم قرار دینا معتزلہ کا مذہب ہے۔

(3) باب عقائد کے اصولی مسائل میں حصول یقین ضروری ہے اور فروعی مسائل میں تقلید جائز ہے۔

(4) بعض اعتقادی مسائل میں زیادہ غور وخوض ممنوع ہے، جیسے تقدیر کے مسائل۔

حدیث نبوی میں تقدیر کے مسائل میں زیادہ غور وفکر سے منع فرمایا گیا ہے۔

(5) اسی طرح جس کے گمراہ ہونے کا خوف ہو، اس کے لیے بھی بہت سے امور میں تحقیق ممنوع ہے۔

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمایا:

''اصول عقائد میں تقلید جائز نہیں، بلکہ جو بات ہو، یقین قطعی کے ساتھ ہو، خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو۔ اس کے حصول میں بالخصوص علم استدلالی کی حاجت نہیں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہاں، بعض فروع عقائد میں تقلید ہوسکتی ہے۔اسی بنا پر خود اہل سنت میں دو گروہ ہیں۔ ماتریدیہ کہ امام علم الہدیٰ حضرت ابومنصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متبع ہوئے ،اور اشاعرہ کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن رحمہ اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں۔ یہ دونوں جماعتیں اہل سنت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں۔آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے۔ان کا اختلاف حنفی، شافعی کا سا ہے کہ دونوں اہل حق ہیں۔کوئی کسی کی تضلیل وتفسیق نہیں کرسکتا''۔

(بہار شریعت حصہ اول:ص53)

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں اصول عقائد سے تمام ضروریات دین مراد ہیں، جن میں حصول یقین ضروری ہے۔فروعی عقائد سے ظنی اور غیر اجماعی عقائد مراد ہیں، جو اہل سنت کے درمیان متفق علیہ نہیں۔ان میں حصول یقین کی شرط نہیں، بلکہ باب فقہ کے ظنی واجتہادی احکام کی طرح ان میں حصول ظن کافی ہے۔

اعتقادیات میں عدم تقلید کی چار صورتیں

اگر کسی نے کوئی عقیدہ کسی دلیل کے پیش نظر اپنایا ہے تو یہاں استدلال اور یقین استدلالی پایا گیا۔اس کو تقلید کہنا غلط ہے۔عدم تقلید کی چار صورتیں درج ذیل ہیں۔

اسلامی عقائد کے چار دلائل ہیں:(1)قرآن(2)حدیث(3)اجماع(4)عقل۔

اگر کسی نے ان چاروں دلائل میں سے کسی دلیل کے پیش نظر کسی اسلامی عقیدہ کو اپنایا ہے تو وہ دلیل کے ساتھ اس عقیدہ کو اختیار کیا ہے، نہ کہ تقلیدی طور پر۔اس کو تقلید کہنا صحیح نہیں۔

ہاں، یہ بات بالکل سچ ہے کہ عام مسلمانوں کو قرآن وحدیث میں بیان کردہ عقیدہ کی رہنمائی علمائے دین کے ذریعہ حاصل ہوگی ،لیکن عوام نے محض اس عالم کے کہنے پر وہ عقیدہ اختیار نہیں کیا ہے، بلکہ قرآن وحدیث میں اس عقیدہ کا ذکر ہونے کے سبب اختیار کیا ہے، اسی لیے اگر لوگوں کو معلوم ہوجاتا ہے کہ اس عالم نے آیت قرآنی یا حدیث نبوی کا غلط

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مفہوم بیان کیا تو لوگ اسے ترک کر دیتے ہیں اور صحیح عقیدہ کو اختیار کرتے ہیں۔

یعنی کسی عالم کی تقلید میں کوئی اسلامی عقیدہ اختیار نہیں کرتے، بلکہ قرآن وحدیث کی دلیل کے سبب اس عقیدہ کو اختیار کرتے ہیں، اور دلیل کے سبب کوئی عقیدہ اپنانا تقلید نہیں، بلکہ استدلال کے ذریعہ اس عقیدہ کو اختیار کرنا ہے۔ جب بلا دلیل کسی کی بات تسلیم کی جائے تو اس کو تقلید کہا جاتا ہے۔

دلائل اربعہ مذکورہ کی روشنی میں کسی عقیدہ کو اختیار کرنا تقلید نہیں کہلائے گا۔ فتاویٰ رضویہ سے ایک سوال وجواب منقولہ ذیل ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ واضح ہو جائے گا۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شرح عقائد عضدیہ للمحقق الدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خطبہ میں ہے: **(یا من وفقنا لتحقیق العقائد الاسلامیۃ عصمنا عن التقلید فی الاصول و الفروع الکلامیۃ)**

اور یہ بھی مشہور ہے: **(لا تقلید فی الاعتقادیات)**

حضور! اگر ایسا ہے تو جاہل کے لیے یہ کیوں ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی عقیدہ پیش کیا جائے، اور یہ نہ جانتا ہو تو کہے: ''میرا وہ عقیدہ ہے جو اہل سنت کا ہے''۔

بلکہ کوئی جاہل، بلکہ اکثر معمولی عالم اکثر عقائد کے استدلال نہیں جانتے، اور ہم اکثر ثبوت عقائد میں اقوال ائمہ پیش کرتے ہیں اور یہ طریق اثبات تصانیف علمائے عظام میں موجود۔ یا اس کے معنی یہ ہیں کہ عقائد کا علم یقینی مثل علم امر محقق ہو، نہ علم ظنی مثل علم مرد مقلد؟

الجواب: جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس۔

عقائد میں چار اصول ہیں۔ کتاب، سنت، سواد اعظم، عقل صحیح۔

تو جو اُن میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے، دلیل سے جانتا ہے، نہ کہ بے دلیل محض تقلیداً۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اہل سنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں تو ان پر حوالہ، دلیل پر حوالہ ہے، نہ کہ تقلید۔

یونہی اقوال ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہل سنت کا مذہب ہے، ولہٰذا ایک دو، دس بیس علمائے کبار ہی سہی، اگر جمہور وسواد اعظم کے خلاف لکھیں گے، اس وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز، نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی، اور وہ عقائد میں جائز نہیں۔

اس دلیل اعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ ورسول جل وعلیٰ وصلی اللہ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے۔ ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب وسنت سے ثابت کرے۔

عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں، ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہٰذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو، وہ حق ہے۔

اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وقت میں تو کوئی بدمذہب تھا ہی نہیں، اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے، مگر دنیا بھر کے سب بدمذہب ملا کر کبھی اہل سنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے۔

للہ الحمد فقہ میں جس طرح اجماع اقوی الادلہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں۔ اگرچہ وہ اپنی رائے میں کتاب وسنت سے اس کا خلاف پاتا ہو، یقیناً سمجھا جائے گا کہ یا فہم کی خطا ہے، یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اگرچہ مجتہد کو اس کا ناسخ نہ معلوم ہو۔

یونہی اجماع امت تو شئ عظیم ہے۔ سواد اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الادلہ ہے۔ کتاب وسنت سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے۔ حق سواد اعظم کے ساتھ ہے۔

اور ایک معنی پر یہاں اقوی الادلہ عقل ہے کہ اور دلائل کی حجیت بھی اسی سے ظاہر ہوئی ہے، مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی کے خلاف ہو"۔

(فتاوی رضویہ جلد یازدہم: ص 56-57- رضا اکیڈمی ممبئی)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

توضیح: ایک مسلمان دیگر مسلمانوں کو جن عقائد کا معتقد اور جن اعمال پر کاربند دیکھتا اور سنتا ہے تو اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ اسلامی عقائد واعمال ہیں اور وہ بھی انہی عقائد واعمال کا پابند ہو جاتا ہے۔

مثلاً ایک عام مسلمان دیکھتا ہے کہ ہر جگہ مسلمان پانچ وقت کی نماز ادا کرتے ہیں۔ ہر مسجد میں پانچ ہی وقت اذان ونماز ہوتی ہے، اور سب سے یہی سنتا ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں تو اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ مذہب اسلام میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔

اس عام مسلمان نے قرآن وحدیث نہیں پڑھی ہے، نہ دینی کتابیں پڑھی ہیں، لیکن اس کو یقین کامل ہے کہ مذہب اسلام میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔

دراصل پانچ وقت کی نمازوں پر مسلمانوں کا اجماع واتفاق دیکھ کر اور اسی بات کی صراحت سن کر اس کو یقین ہو گیا کہ مذہب اسلام میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں تو اس مسلمان کے لیے مسلمانوں کا اجماع واتفاق حصول یقین کی دلیل بن گیا تو اس نے دلیل کی روشنی میں پانچ وقت کی نمازوں کو فرض مانا، نہ کہ کسی کی تقلید میں۔

اسی طرح عقل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی قدرت، اس کے علم، اس کے ارادہ، اس کے سمیع وبصیر ہونے اور دیگر صفات الٰہیہ کا علم یقینی حاصل ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں بھی کائنات اور مخلوقات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے وجود کا ادراک حاصل کرنے کی ہدایت متعدد آیات مقدسہ میں آئی ہے۔ اس طرح عقل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا یقین حاصل ہوگا۔ یہاں بھی کسی کی تقلید نہیں۔

دہریوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناظرے بہت مشہور ہیں۔ آپ نے دلیل عقل کے ذریعہ دہریوں کو وجود الٰہی کا یقین دلایا۔

امام فخر الدین رازی شافعی (544ھ-606ھ) نے حضرت امام اعظم رضی اللہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ تحریر فرمایا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہریوں کو ہمیشہ لاجواب فرمادیا کرتے، اس لیے وہ لوگ ہمیشہ آپ کے قتل کے لیے موقع کی تلاش میں رہتے۔ دہریہ لوگ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا خود بخود وجود میں آ گئی۔

ایک مرتبہ حضرت امام اعظم قدس سرہ العزیز کوفہ میں اپنی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک بہت سے دہریہ تلواریں لہراتے ہوئے آپ کے پاس آ گئے، اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ مجھے ایک سوال کا جواب دے دو، پھر جو چاہو، کرو۔ دہریوں نے کہا کہ آپ سوال پیش کیجئے۔

امام اعظم قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ کوئی آدمی تم سے کہے کہ میں نے سمندر میں سامانوں سے بھری ہوئی اور مال واسباب سے لدی ہوئی ایک کشتی دیکھی ہے کہ پے در پے موجوں اور آندھیوں وطوفانوں کے بیچ میں صحیح راستے پر اور درست سمت میں جارہی ہے، اور اس کشتی کا نہ کوئی ملاح ہے، نہ کوئی نگہبان ہے۔ وہ خود بخود صحیح جہت میں اور صحیح راہ پر جارہی ہے۔ بتاؤ کہ کیا عقل اس بات کو درست قرار دیتی ہے؟

دہریوں نے کہا کہ عقل اس بات کو قبول نہیں کرتی ہے، پس حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ایک کشتی بغیر ملاح کے خود سے سمندر میں نہیں چل سکتی تو اتنی بڑی دنیا خود سے کیسے بن سکتی ہے، اور بغیر کسی محافظ کے موسم وحالات کے اعتبار سے اس میں تبدیلیاں خود بخود کیوں کر ہوسکتی ہیں۔

یہ جواب سن کر دہریوں کو وجود باری تعالیٰ کا یقین ہوگیا۔ وہ لوگ رونے لگے، اپنی تلواروں کو نیام میں ڈال لیے، اور توبہ کر کے داخل اسلام ہوگئے۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے جو خود سے کشتی چلنے کی بات فرمائی، وہ محض دہریوں کو سمجھانے کے واسطے فرمائی، تاکہ وہ لوگ اپنی عقل وخرد کے سہارے وجود الٰہی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کو سمجھ سکیں۔جس طرح غور وفکر سے وجود الٰہی کا ثبوت فراہم ہوتا ہے،اسی طرح غور وفکر سے اللہ تعالیٰ کی قدرت ودیگر صفات کا بھی علم ہوتا ہے۔

قال فخر الدین الرازی: {کان ابو حنیفة رحمه اللّٰه سیفًا علی الدهریة –وکانوا ینتهزون الفرصة لیقتلوه–فبینما هو یومًا فی مسجده قاعد،اذ هجم علیه جماعة بسیوف مسلولة وهموا بقتله–فقال لهم:اجیبونی عن مسألة ثم افعلوا ما شئتم–فقالوا له،هات.

فقال:ما تقولون فی رجل یقول لکم–انی رأیت سفینة مشحونة بالاحمال مملوئة من الاثقال قد احتوشها فی لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة–وهی من بینها تجری مستویة–لیس لها ملاح یجریها ولا متعهد یدفعها–هل یجوز ذلک فی العقل؟

قالوا:لا،هذا شیء لا یقبله العقل–فقال ابو حنیفة:یا سبحان اللّٰه! اذا لم یجز فی العقل سفینة تجری فی البحر مستویة من غیر متعهد ولا مجری –فکیف یجوز قیام هذه الدنیا علی اختلاف احوالها وتغیر اعمالها وسعة اطرافها وتباین اکنافها من غیر صانع وحافظ؟

فبکوا جمیعا وقالوا:صدقت ،واغمدوا سیوفهم وتابوا}

(التفسیر الکبیر للرازی ج ا ص 255–سورۃ البقرہ–داراحیاء التراث العربی بیروت)

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:15:دسمبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط ثانی دھم

اعتقادی مسائل تصدیقی ہیں یا تحقیقی؟

اعتقادی مسائل کی تحقیق ہوتی ہے، یعنی دلائل سے اسلامی عقائد کو ثابت کیا جاتا ہے۔

اسی طرح اسلامی عقائد استدلالی بھی ہوتے ہیں، یعنی عقلی دلائل اور شرعی دلیلوں سے ان عقائد کو ثابت کیا جاتا ہے۔

جو لوگ اسلامی عقائد کو تحقیقی کہتے ہیں، ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر کوئی اسلامی عقائد کی تحقیق یعنی دلیلوں کے ساتھ اس کا علم حاصل کرے، تب اس کا ایمان معتبر ہوگا۔

معتزلہ اسلامی عقائد کو استدلالی کہتے ہیں تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر کوئی عقلی دلیل کی روشنی میں ان کا علم حاصل کرے، تب اس کا ایمان معتبر ہوگا۔

تصدیق سے کیا مراد ہے؟

باب اعتقادیات میں تصدیق سے مراد ہے، عقائد اسلامیہ کے حق ہونے کا یقین کرنا اور حق ہونے کا اعتقاد رکھنا۔ خواہ کسی طرح بھی یقین حاصل ہو جائے۔

خبر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خبر متواتر سے بھی یقین حاصل ہو جاتا ہے اور استدلال عقلی سے بھی یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ محسوسات کا علم یقینی حواس خمسہ ظاہرہ سے حاصل ہوتا ہے۔

خبر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خبر متواتر سے ہر ایک کو یقین حاصل ہو جاتا ہے اور

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

استدلال عقلی کی قوت ہر ایک کے پاس نہیں، اس لیے نہ ہر کوئی استدلال کر سکتا ہے اور نہ ہر کسی کو یقین استدلالی حاصل ہو سکتا ہے۔

معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان کے لیے ہر ایک کو عقلی استدلال کے ذریعہ یقین حاصل کرنا فرض ہے، حالاں کہ عہد رسالت سے آج تک استدلال عقلی کے بغیر ایمان قبول کیا جاتا ہے، اور ہر اسلام قبول کرنے والے کو مومن تسلیم کیا جاتا ہے۔ جو بھی صدق دل سے کلمہ اسلام پڑھ لیا، اسے مومن سمجھا جاتا ہے۔

آج تک کسی عالم و مفتی نے اسلام قبول کرنے والے غیر مسلم سے استدلال عقلی طلب نہیں کیا۔ عام لوگ عقلی استدلال کے قابل بھی نہیں اور حکم الٰہی ہے: {لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا} (سورہ بقرہ: آیت 286) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اسی امر کا حکم فرماتا ہے، جس کی قوت بندوں کے پاس ہے۔ جب جاہل کو عقلی استدلال معلوم ہی نہیں تو اسے عقلی استدلال کا مکلّف کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ ایمان کی تعریف و توضیح درج ذیل ہے۔

تصدیق کا نام ایمان ہے، نہ کہ استدلال کا

تصدیق کا نام ایمان ہے، نہ کہ تحقیق یا عقلی استدلال کا۔

تصدیق سے مراد حق ہونے کا یقین و اعتقاد کرنا ہے۔

قال نجم الدین عمر بن محمد النسفی الحنفی:

{الایمان ھو التصدیق بما جاء بہ من عند اللّٰہ تعالیٰ}

(العقائد النسفیۃ مع شرح التفتازانی: ص 119)

قال التفتازانی: {ای تصدیق النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالقلب فی جمیع ما عُلِمَ بالضرورۃ مَجِیْئُہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بہ من عند اللّٰہ تَعَالٰی اجمالًا – فانہ کافٍ فی الخروج عن عھدۃ الایمان – ولا تنحط درجتُہ عن

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

الایمان التفصیلی}(شرح العقائد النسفیہ :ص120:مجلس برکات مبارک پور)

تصدیق سے خاص قسم کی تصدیق مراد

ایمان کی تعریف میں تصدیق سے یقینی اعتقاد مراد ہے،یعنی یقین بھی ہو،اور اعتقاد بھی۔

علامہ تفتازانی شافعی نے شرح مقاصد(جلد پنجم:ص175 تا ص192 -عالم الکتب بیروت) میں اس کی تفصیل رقم فرمائی ہے۔

قال التفتازانی:{ان الایمان یزید وینقص–ومنعه الجمهور لما انه اسم للتصدیق البالغ حد الیقین–وهو لا یتفاوت}

(شرح المقاصد جلد پنجم:ص210-عالم الکتب بیروت)

قال العلامة الخیالی فی بیان مفهوم الایمان والتصدیق:

{ان المعنی المعبر عنه "بگرویدن"امر قطعی–وقد نص علیه فی شرح المقاصد–ولذا یکفی فی باب الایمان الذی هو التصدیق البالغ حد الجزم والاذعان–مع ان التصدیق المنطقی یعم الظنی بالاتفاق–فانهم یقسمون العلم بالمعنی الاعم تقسیمًا حاصرًا توسلًا به الٰی بیان الحاجة الی المنطق بجمیع اجزائه}(حاشیۃ الخیالی علیٰ شرح العقائد:ص125)

قال المولیٰ عصام: {والمعنی الذی یعبر عنه فی الفارسیة"بگرویدن" هو التصدیق المقابل للتصور،ولکن الایمان اخص من التصدیق المذکور فی اوائل کتب المیزان کالتصدیق فی کتب الکلام–لان التصدیق فی کتب الکلام قِسْمٌ لِلْعِلْمِ الْمُفَسَّرِ بِمَا لَا یَحْتَمِلُ الظَّنَّ وَالْجَهْلَ وَالتَّقْلِیْدَ بِخِلَافِ کُتُبِ الْمِیْزَانِ}(حاشیۃ ملا عصام علی شرح العقائد النسفیہ :ص125)

توضیح:ایمان کی تعریف میں تصدیق سے یقین مراد ہے۔اس میں ظن،جہل اور تقلید

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کی گنجائش نہیں۔اس تصدیق کے مفہوم میں یقین کے ساتھ اعتقاد کا مفہوم بھی شامل ہے، جب کہ تصدیق منطقی میں اعتقاد کا مفہوم شامل نہیں ،اس طرح تصدیق ایمانی اور تصدیق منطقی میں فرق ہے۔ بہت سے لوگوں کو اسلام کی حقانیت کا یقین ہو جاتا ہے،لیکن وہ اسلام کو قبول نہیں کرتے ،پس یقین الگ ہے اور اعتقاد الگ۔ایمان اس یقین کا نام ہے جس کے ساتھ اعتقاد بھی ہو۔ابو طالب کو بھی اسلام کی حقانیت کا یقین تھا،لیکن اسلام قبول نہ کر سکے۔

ایمان اجمالی اور ایمان تفصیلی کا بیان

جب اجمالی ایمان کافی ہے تو مومن ہونے کے لیے تمام اسلامی عقائد کو جاننا بھی شرط نہیں، پھر تمام عقائد کی تحقیق یعنی دلیل سے جاننے کی شرط، یا تمام عقائد ضروریہ دینیہ کو عقلی دلیل سے جاننے کی شرط کیسے ہوگی۔معتزلہ کا مذہب یہی ہے کہ تمام عقائد واجبہ کو عقلی دلیل کے ساتھ جاننا لازم ہے،اس طرح کہ منکرین کے شبہات کا جواب دے سکے۔

مندرجہ ذیل عبارتوں میں ایمان اجمالی کے کافی ہونے کی بحث ہے۔

قال الهيتمی عن تصديق المُؤْمَنْ به: {ان التصديق بذلک له جهتان –اِجْمَالِیٌّ وهو مندرج فی التصديق بالوحدانية ورسالة محمد صلی اللّٰه عليه وسلم–وهذا يكفی ممن لم يخطر بباله شَیْءٌ من التفاصيل المعلومة من الدين بالضرورة–وتفصيلی وهو شرطٌ فِيْمَنْ لحظ شَيْئًا من تلک التفاصيل–فَلا يَكون مومنًا حَتّٰی يُصَدِّقَ بِمَا لحظه اَوْ عَرَفَه مِنْهَا}

(الفتاوی الحدیثیہ ص 141-دارالفکر بیروت)

قال السيد السند الشريف الجرجانی: {(التصديق للرسول فيما علم مجيئه به ضرورةً تفصيلًا)فِيْمَا عُلِمَ تَفْصِيْلًا(وَاِجْمَالًا)فِيْمَا عُلِمَ اِجْمَالًا–فَهُوَ فِی الشَّرْعِ تَصْدِيْقٌ خَاصّ}(شرح مواقف ص718-مطبع:نول کشور لکھنو)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قال التفتازانی فی حد الایمان: {التصدیق بجمیع ما جاء به النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اجمالًا کافٍ فی صحة الایمان–وانما یحتاج الٰی بیان الحق فی التفاصیل عند ملاحظتها–وَاِنْ کَانَتْ عَمَّا لَاخِلَافَ فِیْ تَکْفِیْرِ الْمُخَالِف فیها–کحدوث العالم–فَکَمْ مِنْ مؤمن لَمْ یعرف معنی الحادث والقدیم اصلًا ولم یخطربباله حدیث حشر الاجساد قطعًا–لکن اذا لاحظ ذلک–فلو لم یصدق، کان کافرًا}(شرح المقاصد جلد دوم: ص270)

قال الهیتمی: {اَنَّ الشَّرط فی ابتداء الایمان، اِنَّمَا هو التصدیق بجمیع المعلوم بالضرورة اجمالًا–فَیَکْفِیْ ذلک–ولا یشترط التصدیق بالامور التفصیلیة الضروریة–اِلَّا لِمَنْ عَلِمَهَا تفصیلًا–فَیُکَلَّفُ بِالتَّصدیق والاذعان بها–فَاِنْ صَدَّقَ وَاَذْعَنَ، اِسْتَمَرَّ عَلٰی اِیْمَانِه–وَاِلَّا کَفَرَ مِنْ حِیْنَئِذٍ}

(الفتاوی الحدیثیہ ص140 - دار الفکر بیروت)

قال الهیتمی: {ومِنْهَا قول المحقق الکمال بن ابی شریف فی شرحه مسایرة شیخه المحقق الکمال بن الهمام: (جمهور الاشاعرة وبه قال الماتریدی–ان الایمان هو التصدیق بالقلب فقط ای قبوله واذعانه لِمَا عُلِمَ بالضرورة من دین محمد صلی اللّٰه علیه وسلم بحیث تَعْلَمُهُ الْعَامَّةُ من غیر نظرواستدلال–کالوحدانیة والنبوة والبعث والجزاء ووجوب الصلاة والزکاة والحج وحرمة الخمر ونحوها.

ویکفی الاجمال فِیْمَا یُلَاحِظُ اِجْمَالًا کَالْاِیْمَان بالملائکة والکتب والرسل–ویشترط التفصیل فِیْمَا یُلَاحِظُ تَفْصِیْلًا کَجبرئیل ومیکائیل وموسٰی وعیسٰی عَلَیْهِمُ السَّلَام والتوراة والانجیل–حَتّٰی مَنْ لَمْ یُصَدِّقْ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بواحدٍ مِنْهَا كَفَرَ)اِنْتَهٰى–فافهم هذا.

اِنَّ ما علم من الدين بالضرورة–اِنْ شعر به من جَهِلَه–اِشْتَرَطَ تَصْدِيْقُه بِه اِجْمَالًا،اِنْ شَعُرَ بِه اِجْمَالًا– كالملائكة والكتب والرسل–و تَفْصِيْلًا اِنْ شَعُرَ بِه تَفْصِيْلًا كجبرئيل وموسٰى والتوراة–وَاَنَّه لا يشترط فى صحة الايمان–اَنْ يُصَدِّقَ بالاشياء الْمُفَصَّلَةِ اِلَّا اِذَا شَعُرَ بِهَا مُفَصَّلَةً}

(الفتاوی الحدیثیہ ص140-دارالفکر بیروت)

توضیح: اسلام میں داخل ہونے کے لیے ایمان اجمالی کافی ہے۔ہاں،جن امور کا تفصیلی علم ہے،اس کی تفصیلی تصدیق لازم ہے،اورجس کی تفصیل معلوم ہوجائے،اس کی تفصیلی تصدیق لازم ہے۔

اگرعلم ہوجانے کے بعد تفاصیل کا انکار کرے گا توحکم شرع منکر پر عائد ہوگا۔اگر ضروریات دین کاانکارکرے گاتو کافرقرار پائے گا۔اگرضروریات اہل سنت کاانکارکرے گا تومتکلمین کے یہاں گمراہ قرار پائے گا۔

حصول یقین کے اسباب وذرائع

حصول یقین کے تین ذرائع ہیں۔خبرصادق۔عقل سلیم۔حواس خمسہ ظاہرہ۔

قال النسفی: {اسباب العلم للخلق ثلاثة:الحواس السليمة والخبر الصادق والعقل}(شرح عقائدنسفیہ:ص31-مجلس برکات مبارک پور)

توضیح:خبرصادق کی دوقسمیں ہیں۔خبررسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اورخبرمتواتر۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جواسلامی عقائدواحکام سماعت فرمائے،وہ ان کے حق میں یقینی ہیں۔

دیگرصحابہ کرام یامومنین کوخبرمتواتر سے کوئی اسلامی عقیدہ یاحکم اسلامی معلوم ہواتوان

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کے حق میں وہ یقینی ہے۔ جب اس کا یقین عقلی استدلال کے بغیر حاصل ہو چکا ہے تو استدلال عقلی سے یقین حاصل نہیں ہوسکتا، ورنہ تحصیل حاصل لازم آئے گی۔

عقلی استدلال کے بغیر ایمان کو صحیح قرار دینا

قال المحدث علی القاری الحنفی: {والصحیح ما علیه عامة اهل العلم–فان الایمان هو التصدیق مطلقًا فمن اخبر بخبر فصدقه صح ان یقال :آمن به و آمن له–ولان الصحابة کانوا یقبلون ایمان عوام الامصار التی فتحوها من العجم} (منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص406-دار السلامہ بیروت)

توضیح: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عجمی شہروں کو فتح فرمایا اور ان علاقوں کے عجمی لوگوں نے ایمان قبول کیا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ان سب کو مومن قرار دیا۔ کسی سے استدلال عقلی طلب نہیں فرمایا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی کبھی عقلی استدلال طلب نہیں فرمایا، پھر ایمان کے لیے عقلی استدلال کی شرط لگانا یقیناً غلط ہے۔ ایمان کے صحیح ہونے کے واسطے محض یقین ضروری ہے، خواہ کسی طرح سے یقین حاصل ہو جائے۔ اگر خبر واحد سے کسی کو یقین حاصل ہو گیا تو وہ کلمہ گو مومن ہے، اور خبر متواتر سے بھی کسی کو یقین حاصل نہ ہو سکے تو ایسا کلمہ گو مومن نہیں۔ ایمان کے لیے حصول یقین ضروری ہے، نہ کہ عقلی استدلال۔

قال علی القاری: {وتحقیقه ان الرسول صلی اللّٰه تعالٰی علیه وعلٰی آله وسلم عد من آمن به وصدقه فیما جاء به من عند اللّٰه تعالٰی مومنًا–ولم یشتغل بتعلیمه الدلائل العقلیة فی المسائل الاعتقادیة–وکذا الصحابة رضی اللّٰه تعالٰی عنهم حیث قبلوا ایمان الزط والانباط مع قلة اذهانهم وبلادة افهامهم.

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ولولم یکن ذلک ایمانًا لفقد شرطه وهو الاستدلال العقلی لاشتغلوا باحد الامرین :اما بالاعراض عن قبول اسلامهم او بنصب متکلم حاذق بصیر بالادلة عالم بکیفیة المحاجة لتعلیمهم صناعة الکلام والمناظرة،ثم بعد ذلک یحکمون بایمانهم.

وعند امتناع الصحابة رضی اللّٰه عنهم وامتناع کل من قام مقامهم الٰی یومنا هذا من ذلک،ظهر ان ما ذهبوا الیه باطل،لانه خلاف صنع النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وعلٰی آله وسلم واصحابه العظام رضی اللّٰه عنهم وغیرهم من الائمة الکرام}

(منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص406-دارالسلامہ بیروت)

توضیح: علامہ علی قاری حنفی کے قول{ان ما ذهبوا الیه باطل } سے مراد یہ ہے کہ جس جانب معتزلہ گئے ،وہ باطل ہے۔جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور آج تک علمائے اسلام استدلال عقلی کے بغیر ایمان کو قبول کرتے ہیں اور جو عقلی استدلال سے واقف نہ ہو،اس کو بھی مومن قرار دیتے ہیں تو پھر ایمان کے لیے عقلی استدلال کی شرط کہاں سے آ گئی؟

حصول یقین کی مختلف صورتیں

ماقبل میں بیان کیا گیا کہ حصول یقین کی تین صورتیں ہیں۔وہ تین معتاد طریقے ہیں، یعنی خبر صادق (خبر نبوی وخبر متواتر)،عقل صحیح اور حواس سلیمہ سے حاصل ہونے والا علم۔

اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ خبر واحد کے ذریعہ بھی کسی کے دل میں یقین پیدا فرمادے ،اور خبر واحد کے بغیر بھی کسی کے دل میں یقین پیدا فرمادے۔معتاد طریقے ہی سے حصول یقین لازم نہیں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قال القاری:{علٰی ان من اصحابنا من قال:ان المقلد لا یخلو عن نوع علم فانه ما لم یقع عنده ان المخبر صادق لا یصدقه فیما اخبر به–و خبر الواحد وان کان محتملا للصدق والکذب فی ذاته–لکن متی ما وقع عنده انه صادق ولم یخطر بباله احتمال الکذب–وکان فی الحقیقة صادقًا نُزِّلَ منزلة العالم–لانه بنی اعتقاده علٰی ما یصلح دلیلا فی الجملة}

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج1،ص406-دارالفکر بیروت)

توضیح:کسی کو ایک ہی آدمی نے اسلام کی خبر دی اور اسے اسلام کی حقانیت کا یقین کامل ہوگیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا تو مومن کامل ہے۔

حضرات اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان مختلف علاقوں میں تبلیغ دین کے لیے انفرادی طور پر گئے۔ان کے حسن اخلاق یا کرامتوں کو دیکھ کر لوگوں کو اسلام کی حقانیت کا یقین ہوگیا تو لوگ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

ایسے بے شمار واقعات ہیں۔ان لوگوں کو مومن تسلیم کیا گیا،حالاں کہ اسلامی عقائد واحکام خبر واحد کے ذریعہ ان لوگوں تک پہنچے۔

وہاں کوئی ایک ہی ولی یا ایک ہی مبلغ اسلام پہنچ سکے تھے۔ہاں،اس ایک ہی بندۂ خدا کی باتوں پر یقین حاصل ہوگیا تو حصول یقین کے سبب ایمان صحیح ہوگیا۔

قال الامام احمد رضا القادری:{ان الایمان انما هو لمعان نُوْرٍ–و کشف ستره وشرح صَدْرٍ یقذفه اللّٰه فی قلب من یشاء من عباده–سواء کان ذلک بنظر او مجرد سماع–ولا یسوغ لعاقل ان یقول:لا یحصل الایمان اِلَّا بِالنَّظْرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ–کَلَّا وَاللّٰه.

بَلْ رُبَّمَا یَکُوْنُ اِیْمَان بعض من لا یعرف الاستدلالَ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ مِنْ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ایمان بعض من بلغ الغاية فی المراء والجدال–فَمَنْ يُشْرَحُ صَدْرُهٗ لِلْاِسلام وَيَجِدُ قَلْبَهٗ مُطْمَئِنًّا بِالْاِيْمَانِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ قَطْعًا–وَاِنْ لَمْ يَعْرِفْ–مِنْ اَيْنَ اَتَتْهُ هٰذِهِ النِّعْمَةُ الْكُبْرٰى–وهذا مَعْنٰى قَوْلِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُحَقِّقِيْنَ رضی اللّٰهُ تَعَالٰى عنهم اجمعين–اَنَّ اِيْمَانَ الْمُقَلِّدِ صَحِيْحٌ–ارادوا به من لا يعرف الاستدلال واساليب الجدل وتصاريف الكلام}

(المعتمد المستند :ص199-200-المجمع الاسلامی مبارکپور)

قال الامام احمد رضا القادری:

ان عدم صحة ايمان المقلد هو مذهب ضعيف–ثم قال:

{المعتبر فی الايمان شَرْعًا،اَلْجَزْمُ الْقَاطِعُ–سَوَاءٌ حَصَلَ عَنْ اِسْتِدْلَالٍ اَوْ تَقْلِيْدٍ}(المعتمد المستند :ص197-المجمع الاسلامی مبارکپور)

توضیح:ایمان صحیح ہونے کے لیے یقینی اعتقاد کی ضرورت ہے۔خواہ یہ یقینی اعتقاد کسی طرح بھی حاصل ہو۔عقلی استدلال سے حاصل ہو،تقلید سے حاصل ہو،یا کسی اور طریقہ سے حاصل ہو۔ایمان ایک نور ہے،اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے،وہ نور عطا فرماتا ہے۔ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے قلب کو ایمان کے لیے کشادہ فرمادیتا ہے،وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نور پالیتا ہے کہ ہر ضلالت وگمرہی اور کفر وشرک سے محفوظ رہتا ہے۔

{أ فمن شرح اللّٰه صدره للاسلام فهو علٰى نور من ربه}

(سورہ زمر:آیت22)

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:16:دسمبر2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط ھفدھم

اعتقادی مسائل تصدیقی ہیں یا تحقیقی؟

عقائد میں یقین کا حصول ضروری ہے، خواہ یہ یقین استدلال سے حاصل ہو، یا کسی اور طریقہ سے حاصل ہو۔ خاص کر استدلال کے ذریعہ یقین کا حصول ضروری نہیں۔ یہ بات عقل کے بھی موافق نہیں۔ جب اعتقادیات میں یقین ضروری ہے تو یہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو جائے، اصل مقصود کا حصول ہو جائے گا۔ حصول یقین کا کوئی خاص ذریعہ اور وسیلہ کیوں کر ضروری ہوگا؟

ایمان مقلد کا غیر صحیح ہونا معتزلہ کا مذہب ہے اور یہ قول ضعیف و مرجوح ہے، کیوں کہ جب تقلید سے بھی حصول یقین ہو جائے تو اصل مقصود کا حصول ہو گیا۔ اعتقاد کے لیے صرف یقین کی ضرورت ہے، نہ کہ حصول یقین کے کسی مخصوص ذریعہ کا پایا جانا ضروری ہے۔

معتزلہ کا مذہب: عقلی استدلال کے ساتھ عقائد کا علم

معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ عقلی استدلال کے ذریعہ تمام ضروری عقائد کا ایسا علم حاصل ہو کہ مخالفین و منکرین کے شبہات کا جواب دے سکے۔ اگر کسی عقیدہ کا ایسا علم نہ ہو تو اسے مومن نہیں سمجھا جائے گا۔

قال القاری:{وعند المعتزلة ما لم یعرف کل مسألة بدلالة العقل علی وجه یمکنه دفع الشبهة،لا یکون مؤمنًا–قال القونوی:عند المعتزلة

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

انما یحکم بایمانه اذا عرف ما یجب اعتقاده بالدلیل العقلی علی وجه یمکنه مجادلة الخصوم–وحل جمیع ما یوردونه علیه من الشبهة–حتی اذا عجز عن شیئ من ذلک،لم یحکم باسلامه}

(منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر:ص403-دارالسلامہ بیروت)

کلمہ خوانوں کے تین طبقات

قال الهیتمی ناقلا عن السبکی: {وکثیر من الناس یغلطون ویعتقدون ان ایمان المقلد لایصح–وَقَدْ بَیَّنْتُ هذا فی فتوی–وقلت:ان الناس ثلاث طبقات(1)عُلْیَا–وهم اهل المعرفة والاستدلال التفصیلی وهم العلماء–واهل الاستدلال الاجمالی وهم کثیرون من العوام–فَلا خِلَافَ فی صحة ایمانهم(2)وَوُسْطٰی–وهم اهل العقیدة المُصَمَّمُوْنَ عَلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ–وَلَمْ یَقُلْ بِتَکْفِیْرِهِمْ اِلَّا ابوهاشم (3)دُنْیَا–وَهُمُ الْمُقَلِّدُوْنَ مِنْ غَیْرِ تَصْمِیْمٍ–وَلَمْ یَقُلْ بِصِحَّةِ اِیْمَانهم الا شُذُوْذًا}

(الفتاوی الحدیثیہ:ص143-فتاوی السبکی جلد دوم:ص605)

توضیح: دوسرے طبقہ سے متعلق فتاویٰ حدیثیہ میں ((المصممون علی غیر ذلک)) ہے، اور فتاوی السبکی میں ((المصممون من غیر ذلک)) ہے۔مفہوم یہ ہے کہ استدلال کے علاوہ کسی اور طریقہ سے وہ لوگ اسلامی عقیدہ پر پختہ ہوں تو وہ مومن ہیں۔خاص کر استدلال کی ضرورت نہیں، بلکہ اسلامی عقیدہ پر پختہ یقین اور اعتقاد ہونا ایمان کے لیے کافی ہے۔

تیسرے طبقہ کو یقین حاصل نہیں،اس لیے وہ مومن نہیں،اور ان کا ایمان معتبر نہیں، کیوں کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور تصدیق سے مراد یقین واعتقاد کا حاصل ہونا ہے۔ جب طبقہ سوم کو یقین ہی حاصل نہیں تو وہ مومن نہیں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مقلد کی دو قسموں کا بیان

باب ایمان میں مقلد کی دو قسمیں ہیں۔ایک کا ایمان مقبول ہے اور ایک کا ایمان مقبول نہیں۔جس کا ایمان صحیح نہیں ہے، وہ ایسا مقلد ہے جس نے محض کسی کی تقلید میں اسلام کو قبول کر لیا ہو،لیکن اس کو یقین واعتقاد حاصل نہیں۔ چوں کہ ایمان کے لیے یقین واعتقاد لازم ہیں تو بلا یقین واعتقاد ایمان صحیح متصور نہیں ہوگا۔

قال القاری:{اما اذا اعتقد وجعل ذلک قلادةً فی عنق الداعی له الیه،علٰی معنی انه ان کان حقا فحق–وان کان باطلا فباطل فوباله علیه–فهذا المقلد الذی لیس بمؤمن بلا خلاف–لانه شاک فی ایمانه}

(مفتاح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر:ص 407–دار السلامہ بیروت)

توضیح: جس نے اس طرح ایمان قبول کیا ہو کہ اسلام کے مبلغ وداعی نے جو کچھ ہمیں بتایا، اگر وہ نفس الامر میں حق ہے تو میری نظر میں بھی وہ حق ہے۔اگر وہ غلط ہے تو میری نظر میں بھی وہ غلط ہے اور اس کا وبال اس مبلغ وداعی پر ہے تو یہ مقلد ہے۔اس کو اسلام کی حقانیت کا یقین نہیں۔محض مبلغ وداعی کی تقلید کے طور پر اسلام کو قبول کر لیا ہے۔یہ اسلام کی حقانیت میں شک کرنے والا ہے اور مقلد محض ہے۔اس کا ایمان قبول نہیں اور یہ مومن نہیں۔

قال الامام احمد رضا: {وبالجملة من صدق بان اللّٰه تعالی واحد–لان اباه مثلًا کان یصدق بذلک–لا تصدیقًا موقنًا به من قبل قلبه–فهذا لیس من الایمان فی شیء–وهذا هو معنی نفاة ایمان التقلید–فلیکن التوفیق} (المعتمد المستند:ص 200–المجمع الاسلامی مبارک پور)

توضیح: کوئی اس لیے اللہ کو ایک مانتا ہے اور دین اسلام کو اپنا مذہب مانتا ہے کہ اس کے والد یا اس کا کوئی استاد وغیرہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانتا تھا،لیکن اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

وحدانیت اور اسلام کی حقانیت کا یقین نہیں تو یہ ایمان تقلیدی ہے۔ایسا ایمان تقلیدی مقبول نہیں۔مقلد کو جب یقین کے ساتھ اعتقاد ہو،تب وہ مومن ہے۔

مقلد کی قسم اول کا ایمان صحیح

امام سبکی شافعی کی عبارت میں مقلد کے دوطبقات کا بیان ہے۔ایک طبقے کا ایمان صحیح ہے اور ایک کا ایمان صحیح نہیں۔جس کو اسلامی عقائد کا یقین واعتقاد حاصل ہے، وہ مومن ہے اور جس کو اسلامی عقائد کا یقین حاصل نہیں، بلکہ وہ شک میں مبتلا ہے، یا اسے اسلامی عقائد کے غلط ہونے کا وہم ہے اور محض کسی کی تقلید میں خود کو مسلمان کہتا ہے تو وہ مومن نہیں۔

مندرجہ ذیل عبارتوں میں اس مقلد کے ایمان کو صحیح قرار دیا گیا ہے جو اسلامی عقائد کے حق ہونے کا یقین واعتقاد رکھتا ہے، گرچہ اس کے پاس عقلی استدلال کی قوت نہیں۔

(1)قال السبکی و نقله الهیتمی: {ایمان المقلد صحیح عند جمهور العلماء خلافا لابی هاشم من المعتزلة}

(فتاوی السبکی جلد دوم:ص605-الفتاوی الحدیثیہ:ص144)

(2)قال التفتازانی: {ذهب کثیر من العلماء وجمیع الفقهاء الٰی صحة ایمان المقلد-وَتَرَتُّبِ الْاَحْکَامِ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ}

(شرح مقاصد ص264-مطبع:نول کشور لکھنو)

(3)قال العلامة البدایونی: {واعلم ان الاستدلال لَیْسَ شَرْطًا لِصِحَّةِ الْاِیْمَانِ عَلَی الْمُخْتَار-حَتّٰی صَحَّحُوْا اِیْمَانَ الْمُقَلِّدِ-وَقَالَ الْاُسْتَاذُ ابو القاسم القشیری:اِنَّ نَقْلَ الْمَنْعِ عَنِ الْاَشْعَرِیِّ اِفْتِرَاءٌ عَلَیْهِ}

(المعتقد المنتقد:ص200-المجمع الاسلامی مبارک پور)

توضیح:امام ابوالحسن اشعری کی جانب ایک قول منسوب ہے کہ آپ نے عقلی استدلال

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کو لازم قرار دیا ہے تو یہ آپ پر افترا ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ انیسویں قسط میں تفصیل آئے گی۔

(4)قال الکمال ابن ابی الشریف:{(واعلم ان الاستدلال)الذی به یکتسب التصدیق القلبی(لیس شرطا لصحة الایمان علی المذهب المختار)الذی علیه الفقهاء و کثیر من العلما(حتی صححوا ایمان المقلد ومنعه کثیر)وهم المعتزلة،کذا فی العمدة والبدایة وغیرهما—ونقل المنع عن الشیخ ابی الحسن الاشعری فقال الاستاذ ابوالقاسم القشیری انه افتراء علیه)}(المسامرۃ شرح المسایرۃ لابن الہمام جلد دوم:ص190-191-مطبعۃ السعادۃ:مصر)

توضیح:مذکورہ بالا اقتباسات میں بیان کیا گیا ہے کہ ایمان مقلد صحیح ہے،اور استدلال شرط نہیں ہے۔دراصل باب ایمانیات میں یقین واعتقاد کا مطالبہ ہوتا ہے۔استدلال کا مطالبہ نہیں ہوتا۔ہاں،استدلال حصول یقین کا ایک ذریعہ ہے،اس لیے وسیلہ اور ذریعہ کے طور پر ہی اس کا مطالبہ ہوسکتا ہے۔

چوں کہ استدلال سے مقصود حصول یقین ہوتا ہے تو جب بلا استدلال کسی طرح بھی یقین حاصل ہو جائے تو مقصود حاصل ہوگیا۔نہ یہاں استدلال اصل مقصود تھا،نہ ہی اس کے فقدان کے سبب کوئی اعتراض وارد ہوگا۔

جب کسی مقصود کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہو تو اس ذریعہ کو اختیار کرنا لازم ہوگا،اور جب حصول مقصود کے متعدد ذرائع ہوں تو کسی ایک ذریعہ کو لازم قرار دینا دراصل وسیلہ کو اصل مقصود قرار دینا ہے،اور وسیلہ کو اصل مقصود قرار دینا یقیناً غلط ہے۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:18:دسمبر2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط ھیزدھم

اعتقادی مسائل تصدیقی ہیں یا تحقیقی؟

باب ایمانیات میں استدلال عقلی سے متعلق جو معتزلہ کا مذہب تھا، وہ سترہویں قسط میں بیان کر دیا گیا۔

جب مقلد کو اسلامی عقائد کا یقین واعتقاد حاصل ہو تو وہ مومن ہے۔ یہ اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔ باب ایمانیات میں استدلال سے متعلق اہل حق کے تین مذاہب بیان کیے جاتے ہیں:

مذہب اول:

استدلال ضروری نہیں۔ ائمہ متقدمین اور بہت سے متاخرین کا یہی مسلک ہے۔

مذہب دوم:

استدلال ضروری ہے، لیکن خاص دلیل عقلی سے استدلال ضروری نہیں، بلکہ کسی بھی دلیل سے استدلال کافی ہوگا اور ترک استدلال کے سبب گنہ گار ہوگا، لیکن مومن رہے گا۔

بعض کا قول ہے کہ استدلال اس کے لیے ضروری ہے، جو نظر واستدلال کی اہلیت رکھتا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ استدلال کمال ایمان کے لیے ضروری ہے، نہ کہ ایمان کے لیے۔

مذہب سوم:

عقلی استدلال ضروری ہے، لیکن معتزلہ کے قول کی طرح عقلی استدلال نہیں کہ ہر

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ایک مسئلہ کو دلیل عقلی سے اس طرح جانے کہ مخالفین کا جواب دے سکے، بلکہ یہاں محض اس قدر عقلی استدلال ضروری ہے کہ اسے یقین حاصل ہو جائے۔ یہ مذہب امام اشعری کی طرف منسوب ہے اور نسبت غلط ہے۔

مذہب دوم کا بیان

مذکورہ بالا مذاہب ثلاثہ میں سے مذہب دوم درج ذیل عبارت سے ماخوذ ہے۔

امام احمد رضا قادری نے ایمان مقلد کی صحت کو بیان کرنے کے بعد رقم فرمایا:

{ثم اختلف القائلون بایمانه–فقیل بعصیانه بترک النظر–والیه یمیل کلمات کثیرین–وقیل: لا–الا اذا کان اهلا للنظر–وقیل: بل، لا یجب اصلا–وانما هو من شروط الکمال فقط}

(المعتمد المستند: ص199-المجمع الاسلامی مبارکپور)

فریق اول کے دلائل

فریق اول کی دلیل یہ ہے کہ عہد رسالت سے تا امروز کسی ایمان قبول کرنے والے سے عقائد اسلامیہ پر استدلال طلب نہیں کیا جاتا، بلکہ صرف تصدیق طلب کی جاتی ہے کہ وہ اسلامی عقائد کو مانتا ہے یا نہیں؟ اس موضوع پر ملا علی قاری حنفی کی عبارت سولہویں قسط میں نقل کی گئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ امام احمد رضا قادری کی عبارت انیسویں قسط میں نقل کی جائے گی۔ اہل علم المعتمد المستند (ص199-200) دیکھیں۔

فریق دوم کی وضاحتیں

اہل سنت و جماعت کا وہ طبقہ جو باب عقائد میں استدلال کا قائل ہے۔ وہ استدلال عقلی کو لازم قرار نہیں دیتا، نہ ہی اہل مناظرہ کے استدلال کی مثل استدلال کو لازم قرار دیتا ہے، بلکہ وہ محض استدلال کا قائل ہے، خواہ کسی قسم کا استدلال ہو، جو حصول یقین کا سبب ہو۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مومن استدلال عقلی سے بالکل خالی نہیں ہوتا

عام طور پر جاہل مسلمان بھی باب عقائد میں استدلال سے خالی نہیں ہوتا، لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ جس طرح اہل علم استدلال کرتے ہیں، کوئی جاہل اس طرح استدلال نہیں کرسکتا، پس جاہل کے حق میں اسی قدر استدلال کافی ہے۔ فریق دوم اس قدر استدلال کو قبول کرتا ہے اور ایسے شخص کو مومن مانتا ہے۔ معتزلہ کے یہاں اس قدر استدلال کافی نہیں۔

قال القاری: {من نشأ فیما بین المسلمین من اهل القری و الامصار من ذوی النُّهی و الابصار–فلا یخلو ایمانهم عن الاستدلال و الاستبصار– وان کان لایهتدی الی العبارة عن دلیل بطریق النظار–فانه محل الخلاف بیننا و بین المعتزلة} (مفتاح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر: ص406–دارالسلامہ بیروت)

تقلید میں استدلال کی صورت

عام طور پر مومن باب عقائد میں استدلال سے خالی نہیں ہوتا، نیز یہ بھی ایک قسم کا استدلال ہے کہ اس نے بے شمار اہل فضل وکمال اور نوع انسانی کی ایک بہت بڑی تعداد کو اسلام پر قائم دیکھا تو اس نے اسلام اور اسلامی عقائد کی حقانیت کے لیے اس بات کو دلیل بنا لیا کہ جس مذہب کو ایسے اہل فضل وکمال نے اور انسانوں کی بہت بڑی تعداد نے اپنایا ہو تو وہ ضرور حق ہے تو اس مقلد نے بھی ایک قسم کے استدلال کے ذریعہ اسلام کی حقانیت کا یقین حاصل کیا۔ یہاں تقلید محض نہیں۔

ایسا مقلد نہ ترک استدلال کا مرتکب ہے، نہ ہی گنہ گار ہے۔ درحقیقت اس نے اجماع مسلمین کو اسلام کی حقانیت کی دلیل بنایا، پس استدلال پالیا گیا اور اس کو خالص تقلید قرار نہیں دیا جاسکتا۔

قال الکمال ابن ابی الشریف (822ھ–906ھ):

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

{وقد اشار المصنف الٰی تحریر محل النزاع بقوله(وقَلَّ ان یری مقلد فی الایمان باللّٰه تعالی اذ کلام العوام فی الاسواق محشو بالاستدلال بالحوادث)ای بحدوثها(علیه)ای علٰی وجود ه تعالی(وعلٰی صفاته)من العلم والارادة والقدرة وغیرها.

(والتقلید مثلًا هو ان یسمع الناس یقولون ان للخلق ربًّا خلقهم و خلق کل شئ و یستحق العبادة علیهم–وحده لا شریک له فیجزم بذلک بصحة ادراک هؤلاء تحسینًا لظنه بهم وتکبیرًا)بالموحدة ای تعظیمًا (لشأنهم عن الخطأ)لکثرتهم وتوافقهم علٰی ذلک مع رصانة عقولهم(فاذا حصل عن ذلک جزم لا یجوز معه کون الواقع النقیض)ای نقیض ما اخبروا به(فقد قام)المکلف الذی حصل له ذلک الجزم(بالواجب من الایمان)من بیانیة ای الذی هو الایمان.

(اذ لم یبق)بعد حصول الجزم المذکور(سوی الاستدلال،ومقصود الاستدلال هو حصول ذلک الجزم فاذا حصل)المکلف(ما هو المقصود منه)ای من الاستدلال فقد(تم قیامه بالواجب.ومقتضی هذا التعلیل ان لا یکون عاصیًا بعدم الاستد لال)ای بترکه(لان وجوبه)ای الاستدلال(انما کان لیحصل ذلک)الجزم(فاذا حصل سقط هو)ای وجوبالاستدلال الذی هو وسیلة–اذ لا معنی لاستحصال المقصود بالوسیلة بعد حصوله دونها}

(المسامرۃ شرح المسایرۃ لابن الہمام جلد دوم:ص192-193-مطبعۃ السعادۃ:مصر)

دلیل کی روشنی میں اعتقاد ضروری

فریق دوم کے یہاں دلیل کی روشنی میں اعتقاد ضروری ہے۔خواہ وہ عقلی دلیل ہو،یا

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

نقلی ۔ باب عقائد کے چار دلائل ہیں ۔قرآن مجید کی قطعی الدلالت آیت مقدسہ،حدیث متواتر قطعی الدلالت، اجماع متواتر وعقل سلیم ۔ جب ان میں سے کسی بھی دلیل کی روشنی میں کسی عقیدہ کو اختیار کیا تو دلیل کی روشنی میں عقیدہ کو اختیار کیا۔

قال زین الدین قاسم بن قطلوبغا(802ھ–879ھ)تلمیذ ابن الھمام:

{قال ابو الحسن الرستغفنی:شرط صحة الایمان ان یبنی اعتقاده علٰی ما یصلح ان یکون دلیلا فی الجملة حتی لو بنی اعتقاده علٰی قول الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم بعد ان عرف بحکم المعجزة انه رسول صح ایمانه–فاما بدونه فلا–وهذا لان التصدیق لا بد وان یکون من علم ومعرفة ولا علم مع هذا المقلد لان العلم الحادث اما ان یکون ضروریا او استدلالیا–والعلم باللّٰه تعالی لیس بضروری–ولا استدلال مع هذا المقلد فلا یثبت له العلم–وبدون العلم لا یتحقق له التصدیق}

(حاشیۃ المسایرۃ مع المسامرۃ جلددوم:ص 191-مطبعۃ السعادۃ:مصر)

توضیح:علم یا تو بدیہی ہوگا، یا نظری واستدلالی ہوگا ۔اللہ تعالیٰ کی معرفت بدیہی نہیں ہے تو استدلالی ہوگی اور جب مقلد کے پاس استدلال نہیں تو اسے رب تعالیٰ کی معرفت نہیں ہوگی،اور جب معرفت ہی نہیں ہوگی تو تصدیق کیسے پائی جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ مقلد کے پاس بھی استدلال ہوتا ہے۔کم ازکم یہ استدلال ضرور ہوتا ہے کہ جس مذہب کو سب حق مان رہے ہیں،وہ ضرور حق ہوگا۔

ایمان کے لیے اتنا استدلال کافی ہے،جس سے یقین حاصل ہو جائے ۔جو فریق ایمان کے لیے محض حصول یقین کی شرط لگاتے ہیں،ان کے یہاں استدلال کا حکم نہیں ہوگا۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بلا استدلال تصدیق ایمانی ہوتو ایمان صحیح ،لیکن گنہ گار

استدلال سے معتزلہ کی مراد یہ ہے کہ عقلی استدلال کے ذریعہ ہرایک عقیدۂ واجبہ کا یقین حاصل ہو۔اگر عقلی استدلال نہیں ہے،لیکن اس کو اسلامی عقائد کا یقین واعتقاد حاصل ہےتو وہ مومن نہیں۔

فریق دوم کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی کو اسلامی عقائد کا یقین واعتقاد حاصل ہےتو وہ مومن ہے۔اب اگر اسے استدلال کی قوت تھی ،لیکن استدلال نہ کیا اور یقین استدلالی حاصل نہ کیا تو وہ گنہ گار ہے،لیکن یہاں عقلی استدلال مراد نہیں ، بلکہ ہر اس دلیل صحیح سے استدلال مراد ہے جو اس عقیدہ کے لیے عندالشرع دلیل بن سکے۔

قال علی القاری الحنفی(930ھ–1014ھ):{ومنها:ان ایمان المقلد الذی لا دلیل معه صحیح– قال ابوحنیفة رحمه اللّٰه وسفیان الثوری ومالک والاوزاعی والشافعی واحمد وعامة الفقهاء واهل الحدیث رحمهم اللّٰه تعالٰی:صح ایمانه ولکنه عاص بترک الاستدلال،بل نقل بعضهم الاجماع علی ذلک.

وعند الاشعری لا بد ان یعرف ذلک بدلالة العقل–وعند المعتزلة ما لم یعرف کل مسألة بدلالة العقل علی وجه یمکنه دفع الشبهة،لا یکون مومنا}(منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبرص403-دارالسلامہ بیروت)

توضیح:منقولہ بالاعبارت میں(**صح ایمانه ولکنه عاص بترک الاستدلال**) سے وہم ہوتا ہے کہ حضرات ائمہ اربعہ اور اسلاف متقدمین علیہم الرحمۃ والرضوان کے یہاں بھی استدلال ضروری ہے،حالاں کہ ایسا نہیں۔جب معتزلہ نے ایمان کے لیے استدلال عقلی کی شرط لگائی ،تب علمائے اہل سنت وجماعت نے اس موضوع پر غوروفکر کیا اور بہت

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

سے علما نے استدلال کی شرط لگائی ۔معتزلہ کے وجود سے قبل ایمان کے لیے استدلال کا موضوع زیر بحث نہیں تھا،اس لیے عہد صحابہ وتابعین وعصر مجتہدین میں اجتہاد کی شرط نہیں۔

استدلال اجمالی کا حکم: گمرہی کا خوف ہوتو استدلال ممنوع

فریق دوم کے یہاں باب عقائد میں استدلال لازم ہےتو اس سے استدلال اجمالی مراد ہے۔استدلال تفصیلی فرض کفایہ ہے۔سب پر فرض نہیں، بلکہ نماز جنازہ کی طرح فرض کفایہ ہے کہ چند مسلمانوں کی ادائیگی کافی ہے۔سب کے ذمہ سے وہ فرض ساقط ہوجائے گا۔

قال الملا علی القاری: {وقیل:معرفة مسائل الاعتقاد کحدوث العالم ووجود الباری وما یجب له وما یمتنع علیه من ادلتها فرض عین علٰی کل مکلف فیجب النظر–ولا یجوز التقلید–وهذا هو الذی رجحه الامام الرازی والآمدی.

والمراد النظر بدلیل اجمالی–واما النظر بدلیل تفصیلی یتمکن معه من ازالة الشبه والزام المنکرین وارشاد المسترشدین ففرض کفایة.

واما من یخشی علیه من الخوض فیه الوقوع فی الشبهة فالاوجه ان المنع متوجه فی حقه–فقد قال البیهقی:انما نهی الشافعی رحمه اللّٰه وغیره عن علم الکلام لاشفاقهم علی الضعفة ان لا یبلغوا ما یریدون منه فیضلوا عنه}(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح،ملا علی القاری،ج1،ص407-دارالسلامہ بیروت)

توضیح:منقولہ بالا اقتباس میں تین امور کا بیان ہے۔

(1)ہر مکلّف پر استدلال اجمالی فرض عین ہے۔

(2)استدلال تفصیلی فرض کفایہ ہے۔

(3)غور وفکر سے جس کے گمرہی میں مبتلا ہونے کا خوف ہو،اس کے لیے غور وفکر منع

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہے۔

فرقہ بجنوریہ اور مذبذبین جب اشخاص اربعہ کی تکفیر کلامی پر غور وخوض کرتے ہیں تو ان کا قدم صراط مستقیم سے پھسل جاتا ہے، اس لیے اس مسئلہ میں فرقہ بجنوریہ کے لیے غور وفکر اور تحقیق واستدلال ممنوع ہوگا۔

یہ بھی خیال رہے کہ باب عقائد میں استدلال کا حکم نہ ضروریات دین میں سے ہے، نہ ضروریات اہل سنت میں سے، ورنہ تمام اہل سنت وجماعت کے یہاں استدلال کے وجوب کا حکم متفق علیہ ہوتا۔ جن علما نے استدلال کے وجوب کا قول کیا، وہ متفق علیہ نہیں۔ اس کا وجوب فرض عملی کی فضیت کی طرح مختلف فیہ ہے۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 20: دسمبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط نہم

اعتقادی مسائل تصدیقی ہیں یا تحقیقی؟

اٹھارہویں قسط میں باب عقائد میں استدلال سے متعلق تین مذاہب بیان کیے گئے تھے۔تیسرا مذہب حضرت امام ابوالحسن اشعری کی طرف منسوب تھا۔ان کی طرف منسوب مذہب اور فریق اول کے مذہب کی وضاحت اس قسط میں مرقوم ہے۔

امام اشعری کی طرف منسوب مذہب

قال علی القاری الحنفی(930ھ–1014ھ):{ومنها:ان ایمان المقلد الذی لا دلیل معه صحیح– قال ابوحنیفة رحمه اللّٰه وسفیان الثوری ومالک والاوزاعی والشافعی واحمد وعامة الفقهاء واهل الحدیث رحمهم اللّٰه تعالٰی:صح ایمانه ولکنه عاص بترک الاستدلال،بل نقل بعضهم الاجماع علی ذلک.

وعند الاشعری لا بد ان یعرف ذلک بدلالة العقل–وعند المعتزلة ما لم یعرف کل مسألة بدلالة العقل علی وجه یمکنه دفع الشبهة،لا یکون مومنا}(منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص403-دارالسلامہ بیروت)

توضیح:مذکورہ بالا اقتباس میں بیان کیا گیا کہ امام اشعری کے یہاں عقلی دلائل کی روشنی میں اسلامی عقائد کا علم ویقین حاصل ہو۔امام اشعری اور معتزلہ دونوں کے یہاں عقلی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

استدلال ضروری ہے، لیکن معتزلہ کے قول کی طرح عقلی استدلال نہیں کہ ہر ایک مسئلہ کو دلیل عقلی سے اس طرح جانے کہ مخالفین کا جواب دے سکے، بلکہ یہاں محض اس قدر عقلی استدلال ضروری ہے کہ اسے یقین حاصل ہو جائے۔

قال علی القاری الحنفی: {واما من لم تبلغه الدعوة وراٰه مسلم– ودعاه الی الدین واخبره ان رسولا لنا بلغ الدین عن الله تعالی ودعانا الیه –وقد ظهرت المعجزات علٰی یدیه–وصدق هذا الانسان فی جمیع ذلک–فاعتقد الدین من غیر تأمل وتفکر فیما هنالک–فهذا هو المقلد الذی فیه خلاف بیننا وبین الاشعری}

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج1، ص404-دار الفکر بیروت)

توضیح: جس غیر مسلم کو کسی مومن نے کہا کہ ہمارے درمیان ایک رسول تشریف لائے، جن کے ہاتھوں پر معجزات ظاہر ہوئے اور انہوں نے ہمیں خدا تعالیٰ کا دین عطا فرمایا۔ یہ سب سن کر اس غیر مسلم نے یقین کر لیا اور ایمان قبول کر لیا اور غور و فکر نہ کیا، یعنی عقلی استدلال نہ کیا تو یہ مومن ہے، لیکن امام اشعری کا اس پر اعتراض ہوگا۔

قال علی القاری: {وقال الاشعری: شرط صحة الایمان ان یعرف کل مسئلة من مسائل الاصول بدلیل عقلی–غیر ان الشرط ان یعرف ذلک بقلبه–ولا یشترط ان یعبر عن ذلک بلسانه–وهذا وان لم یکن مؤمنا عنده علی الاطلاق–ولکنه لیس بکافر لوجود ما یضاد الکفر–وهو التصدیق–فهو عاص بترک النظر والاستدلال–وهو فی مشیئة اللّٰه تعالی کسائر العصاة ان شاء الله عفا عنه وادخله الجنة–وان عذبه بقدر ذنبه وصار عاقبة امره الی الجنة–انتهی.

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ولا یخفی ان ھذا مناف لما صدرہ من کلامہ حیث جعلہ شرط صحۃ الایمان–فان ارید بہ شرط صحۃ کمال الایمان–فھو موافق مع الجمھور فی ھذہ المسئلۃ}

(منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص404-دارالسلامہ بیروت)

توضیح: امام اشعری کے منقولہ بالا قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کمال ایمان کے لیے استدلال عقلی کی شرط لگائی ہے۔ایمان کے لیے استدلال کی شرط نہیں لگائی ہے۔ اگر ایسا ہے، تب ان کا قول جمہور علما کے قول کے موافق ہے۔

امام اشعری پر افترا

مندرجہ ذیل عبارتوں میں صراحت ہے کہ ایمان مقلد کے غیر صحیح ہونے کا قول امام اشعری کی طرف جو منسوب ہے، وہ غلط ہے اور ان پر افترا ہے۔علامہ علی قاری کے اقتباس سوم سے بھی یہی ظاہر ہے۔اقتباس سوم سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمال ایمان کے لیے استدلال شرط ہے، جب کہ ماقبل کے دو اقتباسات سے یہ ظاہر ہے کہ امام ابوالحسن اشعری کے یہاں ایمان کے لیے عقلی استدلال شرط ہے۔

قال العلامۃ البدایونی: {واعلم ان الاستدلال لَیْسَ شَرْطًا لِصِحَّۃِ الْاِیْمَانِ عَلَی الْمُخْتَار–حَتّٰی صَحَّحُوْا اِیْمَانَ الْمُقَلِّدِ–وَقَالَ الْاُسْتَاذُ ابو القاسم القشیری:اِنَّ نَقْلَ الْمَنْعِ عَنِ الْاَشْعَرِیِّ اِفْتِرَاءٌ عَلَیْہِ}

(المعتقد المنتقد: ص200-المجمع الاسلامی مبارک پور)

توضیح: امام ابوالحسن اشعری کی جانب ایک قول منسوب ہے کہ آپ نے عقلی استدلال کو لازم قرار دیا ہے تو یہ آپ پر افترا ہے۔درج ذیل عبارت میں بھی اسی کی صراحت ہے۔

قال الکمال ابن ابی الشریف: {(واعلم ان الاستدلال)الذی بہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

یکتسب التصدیق القلبی(لیس شرطا لصحة الایمان علی المذهب المختار)الذی علیه الفقهاء و کثیر من العلما(حتی صححوا ایمان المقلد ومنعه کثیر)وهم المعتزلة،کذا فی العمدة والبدایة وغیرهما.

ونقل المنع عن الشیخ ابی الحسن الاشعری فقال الاستاذ ابوالقاسم القشیری:انه افتراء علیه)}

(المسامرۃ شرح المسایرۃ لابن الہمام جلد دوم:ص190-191-مطبعۃ السعادۃ:مصر)

فریق اول کے دلائل

فریق اول کا مسلک یہ ہے کہ ایمان کے لیے استدلال شرط نہیں۔حضرات صحابہ وتابعین وائمہ متقدمین اور بہت سے متاخرین کا یہی مسلک ہے۔

قال المحدث علی القاری الحنفی:

{وتحقیقه ان الرسول صلی اللّٰه تعالٰی علیه وعلٰی آله وسلم عد من آمن به وصدقه فیما جاء به من عند اللّٰه تعالٰی مومنًا–ولم یشتغل بتعلیمه الدلائل العقلیة فی المسائل الاعتقادیة–وکذا الصحابة رضی اللّٰه تعالٰی عنهم حیث قبلوا ایمان الزط والانباط مع قلة اذهانهم وبلادة افهامهم.

ولولم یکن ذلک ایمانًا لفقد شرطه وهو الاستدلال العقلی لاشتغلوا باحد الامرین :اما بالاعراض عن قبول اسلامهم او بنصب متکلم حاذق بصیر بالادلة عالم بکیفیة المحاجة لتعلیمهم صناعة الکلام والمناظرة،ثم بعد ذلک یحکمون بایمانهم.

وعند امتناع الصحابة رضی اللّٰه عنهم وامتناع کل من قام مقامهم الٰی یومنا هذا من ذلک،ظهر ان ما ذهبوا الیه باطل،لانه خلاف صنع النبی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم واصحابہ العظام رضی اللّٰہ عنہم وغیرھم من الائمۃ الکرام}

(منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص406-دارالسلامہ بیروت)

توضیح: علامہ علی قاری حنفی کے قول (ان ما ذھبوا الیہ باطل) سے مراد یہ ہے کہ جس جانب معتزلہ گئے، وہ باطل ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور آج تک علمائے اسلام استدلال عقلی کے بغیر ایمان کو قبول کرتے ہیں اور جو عقلی استدلال سے واقف نہ ہو، اس کو بھی مومن قرار دیتے ہیں تو پھر ایمان کے لیے عقلی استدلال کی شرط کہاں سے آ گئی؟

مجدد اسلام امام احمد رضا قادری قدس سرہ القوی نے رقم فرمایا:

{اختلفوا فی ایمان من صدق بضروریات الدین علی جھۃ محض التقلید لغیرہ کأبائہ او اساتذتہ مثلا–فقیل لا یصح–نقلہ بعضھم عن الامام ابی الحسن الاشعری–والقاضی ابی بکر الباقلانی،والاستاذ ابی اسحاق الاسفرائینی وامام الحرمین وعزاہ الی الجمھور–بل بالغ بعضھم فحکی علیہ الاجماع وعزاہ ابن القصار للامام مالک.

وقال الامام القرطبی المالکی فی شرح صحیح مسلم:الذی علیہ ائمۃ الفتوی–و بھم یقتدی کمالک والشافعی وابی حنیفۃ واحمد بن حنبل وغیرھم من ائمۃ السلف رضی اللّٰہ تعالی عنھم–ان اول الواجبات علی کل مکلف الایمان التصدیقی الجزمی– الذی لا ریب معہ باللہ تعالی ورسلہ وکتبہ–وما جائت بہ الرسل علیھم الصلوۃ والسلام –علی ما تقرر فی حدیث جبریل علیہ الصلوۃ والسلام–کیفما حصل ذلک الایمان–

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

وبای طریق الیه توصل –واما النطق باللسان فمظهر لما استقر فی القلب –وسبب ظاهر تترتب علیه احکام الاسلام:اه

وقال ایضًا فیه بعد سرد الایمانیات:مذهب السلف وائمة الفتوی من الخلف ان من صدق بهذه الامور تصدیقا جزما لاریب فیه ولا تردد ولا توقف کان مؤمنا حقیقة–وسواء کان ذلک عن براهین قاطعة او عن اعتقادات جازمة–علی هذا انقرضت الاعصار الکریمة–وبه صرحت فتاوی ائمة الهدی المستقیمة حتی حدثت مذاهب المعتزلة المبتدعة

فقالوا:انه لا یصح الایمان الشرعی الا بعد الاحاطة بالبراهین العقلیة والسمعیة–وحصول العلم بنتائجها ومطالبها ومن لم یحصل ایمانه کذلک فلیس بمؤمن وتبعهم علٰی ذلک جماعة من متکلمی اصحابنا کالقاضی ابی بکر وابی اسحاق الاسفرائینی وابی المعالی فی اول قولیه.

والاول هو الصحیح اذ المطلوب من المکلفین ما یقال علیه ایمان –والایمان هو التصدیق لغة وشرعا–فمن صدق بذلک کله ولم یجوز نقیض شیء من ذلک–فقد عمل بمقتضی ما امره اللّٰه تعالی به علٰی نحو ما امره اللّٰه تعالی–ولان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم.

واصحابه بعده حکموا بصحة ایمان کل من آمن وصدق بما ذکرناه–ولم یفرقوا بین من آمن عن برهان–او عن غیره–ولانهم لم یامروا اجلاف العرب بتزید النظر–ولا سألوهم عن ادلة تصدیقهم ولا اَرْجَوا ایمانهم حتی ینظروا وتحاشوا عن اطلاق الکفر علی احد منهم–بل سموهم المؤمنین والمسلمین.

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ولان البراهين التی حررها المتكلمون ورتبها الجدليون انما احدثها المتأخرون–ولم يخض فی شیء من تلک الاساليب السلف الماضون– فمن المحال والهذيان ان يشترط فی صحة الايمان ما لم يكن معروفا ولا معمولا به لاهل ذلک الزمان}

(المعتمد المستند :ص198-199-المجمع الاسلامی مبارکپور)

توضیح:منقولہ بالا عبارت میں تفصیل سے بیان کیا گیا کہ اسلاف کرام نے کبھی استدلال کا مطالبہ نہیں کیا۔جس نے ایمانیات کی تصدیق یقینی کر لی،اس کو مومن تسلیم کیا گیا۔

معتزلہ نے ایمان کے لیے استدلال کی بحث کا آغاز کیا۔اس کے بعد چند علمائے اہل سنت بھی اسی کے قائل ہو گئے،حالاں کہ عہد رسالت سے یہی طریق کار رائج ہے کہ تصدیق یقینی والے کو مومن سمجھا جاتا ہے۔

معتزلہ کا وجود عہد رسالت،عہد صحابہ وعہد تابعین کے بعد ہوا۔یہ لوگ ہارون رشید کے زمانے میں قلیل التعداد تھے اور مامون رشید کے زمانے میں معتزلہ کو عروج حاصل ہوا۔

اسی عہد سے متکلمین اسلام نے بھی اعتقادی امور پر عقلی دلائل رقم فرمانے لگے،اسی لیے متاخرین کے علم کلام میں علوم عقلیہ کی اصطلاحات اور طرز استدلال داخل ہو گئی۔

متقدمین کے علم عقائد میں عقلیات شامل نہیں۔شرح عقائد نسفی کے ابتدائی حصہ میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔

قال الامام احمد رضا القادری: {وانا اقول وبحول اللّٰه احول:ان الايمان انما هو لمعان نُوْرٍ–وكشف ستره وشرح صَدْرٍ يقذفه اللّٰه فی قلب من يشاء من عباده–سواء كان ذلک بنظر او مجرد سماع–ولا يسوغ لعاقل ان يقول:لا يحصل الايمان اِلَّا بِالنَّظْرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ–كَلَّا وَاللّٰه

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بَلْ رُبَّمَا یَکُوْنُ اِیْمَان بعض من لا یعرف الاستدلالَ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ مِنْ ایمان بعض من بلغ الغایة فی المراء والجدال–فَمَنْ یُشْرَحُ صَدْرُہٗ لِلْاِسلام وَیَجِدُ قَلْبَہٗ مُطْمَئِنًّا بِالْاِیْمَانِ فَھُوَ مُؤْمِنٌ قَطْعًا –وَاِنْ لَمْ یَعْرِفْ–مِنْ اَیْنَ اَتَتْہُ ھٰذِہِ النِّعْمَةُ الْکُبْرٰی–وھذا مَعْنٰی قَوْلِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَغَیْرِھِمْ مِنَ الْمُحَقِّقِیْنَ رضی اللّٰہُ تَعَالٰی عنھم اجمعین–اَنَّ اِیْمَانَ الْمُقَلِّدِ صَحِیْحٌ–ارادوا بہ من لا یعرف الاستدلال واسالیب الجدل وتصاریف الکلام}

(المعتمد المستند :ص199-200-المجمع الاسلامی مبارکپور)

قال الامام احمد رضا القادری:

ان عدم صحة ایمان المقلد ھومذھب ضعیف–ثم قال:

{المعتبر فی الایمان شَرْعًا،اَلْجَزْمُ الْقَاطِعُ–سَوَاءٌ حَصَلَ عَنْ اِسْتِدْلَالٍ اَوْ تَقْلِیْدٍ}(المعتمد المستند :ص197-المجمع الاسلامی مبارکپور)

توضیح: سترہویں قسط میں باب ایمانیات کے مقلد کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ایک کا ایمان صحیح ہے،یعنی جس کو عقائد اسلامیہ کا یقین واعتقاد حاصل ہے،اس کا ایمان صحیح ہے۔

اگر اس کو استدلال کی قوت تھی اور استدلال نہ کیا،تب ترک استدلال کے سبب بعض علما کے یہاں گنہ گار ہے اور بعض علما کے یہاں استدلال کمال ایمان کے لیے ضروری ہے تو ان کے یہاں گنہ گار بھی نہیں ہوگا۔

الحاصل ایمان مقلد اہل سنت وجماعت کے یہاں صحیح ہے۔استدلال عقلی کی شرط جمہور علما کے یہاں نہیں۔استدلال کا حکم کمال ایمان کے لیے ہے۔جو ایمان کے لیے استدلال کو لازم کہتے ہیں تو وہ اہل نظر کے لیے لازم کہتے ہیں۔غیر اہل کے لیے یہ حکم نہیں اور عدم استدلال کے سبب گنہ گار ہوگا،نہ کہ ایمان سے خارج۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

فریق دوم نے استدلال کو لازم کہا تو اب یہاں متعدد سوالات ہوں گے۔

(1) کن امور میں استدلال کا حکم ہے؟

(2) استدلال سے مراد اس عقیدہ کی دلیل کا علم حاصل کرنا ہے۔ ایسا نہیں کہ مستدل کے نزدیک اس کی اپنی دلیل سے جو عقیدہ ثابت ہو، وہ اس عقیدہ کو مانے۔

اگر ایسا ہو جائے، تب تو باب عقائد میں بھی متعدد اور متضاد عقائد پائے جائیں گے۔

کوئی ایک معبود کا قائل ہوگا اور کسی کے استدلال سے متعدد معبود ثابت ہو سکتے ہیں، کیوں کہ ہر استدلال صحیح نہیں ہوتا۔

(3) مسئلہ تکفیر کلامی استدلالی امور میں شامل ہے یا نہیں؟ مسئلہ تکفیر کلامی میں عام مومنین اور غیر متکلم فقہا کو کلام کی اجازت نہیں۔ دیگر متکلمین کو کلام کی اجازت تو ہے، لیکن جس طرح اسلامی عقائد میں استدلال سے دلیل کا علم حاصل کرنا ہے، اسی طرح جو کافر کلامی ہے، اس کے کفر کے دلائل معلوم کرنے کا حکم ہوگا، نہ کہ اختلاف کا حکم ہوگا۔

اب خلیل بجنوری اور مذبذبین کا یہ نظریہ باطل ہو گیا کہ ہر ایک کو اپنی تحقیق پر عمل کا حکم ہوگا، یعنی جس کی تحقیق میں کفر ثابت ہو، وہ کافر مانے اور جس کی تحقیق میں کفر ثابت نہ ہو، وہ کافر نہ مانے۔ اہل باطل کا یہ نظریہ باطل ہو گیا: فالحمدللہ علیٰ ذلک

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 22: دسمبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟

قسط ہشتم

اعتقادی مسائل تصدیقی ہیں یا تحقیقی؟

کن امور میں استدلال کا حکم ہے؟

باب عقائد میں فریق دوم کے یہاں استدلال لازم ہے تو کن امور میں استدلال لازم ہے۔متعدد عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ باب الٰہیات میں استدلال کا حکم ہے۔تمام اعتقادی ابواب میں استدلال کا حکم نہیں۔

مومن ہونے کے لیے تمام ضروریات دین کی تصدیق لازم ہے۔جن ضروریات دین کا تفصیلی علم ہے۔ان کی تفصیلی تصدیق کا حکم ہے۔جن ضروریات کا تفصیلی علم نہیں،ان کی اجمالی تصدیق کا حکم ہے۔جب ہر ایک مومن کو تمام ضروریات دین کا تفصیلی علم نہیں ہوتا ہے تو ہر ایک ضروری دینی کے استدلال کی شرط ہرگز نہیں ہوسکتی۔

ذات الٰہی وصفات الٰہی سے متعلق استدلال کا حکم

فریق دوم کے یہاں باب عقائد میں استدلال لازم ہے تو اس سے استدلال اجمالی مراد ہے۔استدلال تفصیلی فرض کفایہ ہے۔سب پر فرض نہیں، بلکہ نماز جنازہ کی طرح فرض کفایہ ہے کہ چند مسلمانوں نے ادا کرلی تو سب کے سر سے فرض ساقط ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق استدلال کا حکم ہے۔تمام عقائد کے بارے میں استدلال کا حکم نہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی ذات وصفات سے متعلق بندوں کو

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

تفکر وتدبر کا حکم فرمایا ہے۔اس سے بھی واضح ہے کہ وجود الٰہی اور صفات الٰہی کے لیے غور وفکر اور نظر واستدلال کا حکم ہے، نہ کہ تمام اعتقادیات کے لیے۔

قال الملا علی القاری: {وقیل: معرفة مسائل الاعتقاد کحدوث العالم ووجود الباری وما یجب له وما یمتنع علیه من ادلتها فرض عین علٰی کل مکلف فیجب النظر–و لا یجوز التقلید–وهذا هو الذی رجحه الامام الرازی والآمدی.

والمراد النظر بدلیل اجمالی–واما النظر بدلیل تفصیلی یتمکن معه من ازالة الشبه والزام المنکرین وارشاد المسترشدین ففرض کفایة.

واما من یخشی علیه من الخوض فیه الوقوع فی الشبهة فالاوجه ان المنع متوجه فی حقه–فقد قال البیهقی: انما نهی الشافعی رحمه اللّٰه وغیره عن علم الکلام لاشفاقهم علی الضعفة ان لا یبلغوا ما یریدون منه فیضلوا عنه} (منح الاروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص 407- دار السلامہ بیروت)

توضیح: منقولہ بالا اقتباس میں چار امور کا بیان ہے: (1) ہر مکلّف پر اجمالی استدلال فرض ہے (2) استدلال تفصیلی فرض کفایہ ہے (3) غور وفکر سے جس کے گمراہ ہونے کا خوف ہو، اس کے لیے غور وفکر منع ہے (4) اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق استدلال کا حکم ہے، نہ کہ تمام اعتقادیات میں استدلال کا حکم ہے۔

قال العلامة البدایونی: {قالوا: اول واجب بایجاب اللّٰه علینا عرفان اللّٰه–ای معرفة وجوده والوهیته وما له من الکمال–لا کنه ذاته وصفاته–لامتناعه عقلا وشرعا.

قیل: المعرفة علی اربعة اقسام–الحقیقیة وهی معرفة اللّٰه تعالی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

لنفسه–والعيانية وهى مختصة بالاخرة عند مانعى الروية فى الدنيا لغير نبينا صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وآله و سلم–وتحصل لاهل الجنة فى الجنة.

والكشفية:وهى منحة الهية ولا نكلف بمثلها اجماعا.

والبرهانية:وهى ان يعلم بالدليل القطعى وجوده تعالى وما يجب له وما يستحيل عليه–وهى المرادة فى هذا العلم –والقرآن مملو بالحث عليها والنظر فيها–والاستدلال عليها–

قال اللّٰه تعالى:

سنريهم آياتنا فى الآفاق وفى انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق.

والتبين المعرفة–وارائة الأيات هو النظر والاستدلال.

وقال اللّٰه تعالى:وفى انفسكم ا فلا تبصرون.

وفى قوله:ا فلا تبصرون–توبيخ على عدم النظر والاستدلال–وحث عليه.

وكون المعرفة واجبة مما لا خلاف فيه بين المسلمين–وكذا النظر الموصل اليه}(المعتقد المنتقد :ص16 -المجمع الاسلامی مبارک پور)

توضیح:مذکورہ بالا اقتباس میں بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور دیگر صفات کا علم استدلالی حاصل کرنے کا حکم ہے ۔تمام اعتقادیات کے علم استدلالی کا حکم نہیں ہے، پس جن علمائے اہل سنت استدلال کی شرط لگائی ہے،انہوں نے رب تعالیٰ کی معرفت سے متعلق استدلال کی شرط لگائی ہے،اورخواص وعوام ہرایک کواللہ تعالیٰ کی استدلالی معرفت حاصل بھی ہوتی ہے۔مندرجہ ذیل عبارتوں میں اسی کا بیان ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کوئی استدلال سے خالی نہیں ہوتا

قال القاری:{علٰی ان من اصحابنا من قال:ان المقلد لا یخلو عن نوع علم فانه ما لم یقع عنده ان المخبر صادق لا یصدقه فیما اخبربه–و خبر الواحد وان کان محتملا للصدق والکذب فی ذاته–لکن متی ما وقع عنده انه صادق ولم یخطر بباله احتمال الکذب–وکان فی الحقیقة صادقًا نُزِّلَ منزلة العالم–لانه بنی اعتقاده علٰی ما یصلح دلیلا فی الجملة}

(منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص406-دارالسلامہ بیروت)

توضیح: کسی کو ایک ہی آدمی نے اسلام کی خبر دی اور اسے اسلام کی حقانیت کا یقین کامل ہوگیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا تو مومن کامل ہے۔ یہ اپنے طور پر استدلال کے ساتھ ایمان قبول کیا، کیوں کہ اس نے اس مبلغ وداعی کی بات کو سوچ سمجھ کر ہی سچ مانا اور اس کی بات پر یقین کر کے اسلام قبول کیا تو یہاں بھی ایک نوع کا استدلال پالیا گیا، پس یہ مقلد محض نہیں ہے، نیز عام مومنین بھی ذات الٰہی وصفات الٰہی پر اپنے طور پر استدلال کرتے ہیں۔گرچہ ان کا استدلال اہل علم کے استدلال کی طرح نہیں ہوتا۔

قال الکمال ابن ابی الشریف(822ھ–906ھ):

{وقد اشار المصنف الٰی تحریر محل النزاع بقوله (وقَلَّ ان یری مقلد فی الایمان باللّٰه تعالی اذ کلام العوام فی الاسواق محشو بالاستدلال بالحوادث)ای بحدوثها(علیه) ای علٰی وجود ه تعالی(وعلٰی صفاته) من العلم والارادة والقدرة وغیرها}

(المسامرۃ شرح المسایرۃ لابن الہمام جلد دوم:ص192-193-مطبعۃ السعادۃ:مصر)

توضیح: عام طور پر جاہل مسلمان بھی باب عقائد میں استدلال سے خالی نہیں ہوتا، لیکن

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

یہ بات ظاہر ہے کہ جس طرح اہل علم استدلال کرتے ہیں، کوئی جاہل اس طرح استدلال نہیں کرسکتا، نیز جو جس قدر قوت رکھتا ہے، اس کو اسی قدر احکام کا مکلّف بنایا جاتا ہے۔ کسی غریب و نادار کو حج کا حکم نہیں دیا گیا۔ جو بیمار روزہ کی قوت نہ رکھتا ہو، اس کو اس وقت روزہ کا حکم نہیں۔ سفر میں چار رکعتی نماز کو دو رکعت کر دیا گیا۔ غیر اہل کو زکات کا حکم نہیں دیا گیا۔

حکم الٰہی ہے: {لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا} (سورہ بقرہ: آیت 286)

قال القاری: {من نشأ فیما بین المسلمین من اھل القری والامصار من ذوی النُّھی والابصار–فلا یخلو ایمانھم عن الاستدلال والاستبصار– وان کان لا یھتدی الی العبارۃ عن دلیل بطریق النظار–فانہ محل الخلاف بیننا وبین المعتزلۃ}

(منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر: ص 406– دار السلامہ بیروت)

توضیح: مسلمان گھرانے میں پرورش پانے والا ہر شہری و دیہاتی کو اللہ تعالیٰ کی استدلالی معرفت ہوتی ہے، گرچہ وہ مناظرین کی طرح اپنی بات کو پیش نہ کر سکے۔

کیا تکفیر شخصی میں ہر ایک کو استدلال ضروری؟

(1) استدلال کا حکم متفق علیہ نہیں، بلکہ جمہور علما کے یہاں ایمان کے لیے محض یقین و اعتقاد کافی ہے۔ ہاں، علما کا ایک طبقہ استدلال کا بھی قائل ہے۔

(2) کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہے، اور مذکورہ بالا توضیحات سے واضح ہو گیا کہ تمام ضروریات دین میں استدلال ضروری نہیں، بلکہ استدلال کا حکم معرفت خداوندی کے ساتھ خاص ہے۔

(3) استدلال کا مفہوم صرف یہ ہے کہ اعتقادی امور کے دلائل کی معرفت حاصل کرے۔ ایسا نہیں کہ جس کی دلیل سے جو عقیدہ ثابت ہو، وہ اس عقیدہ کو اپنا لے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اس تناظر میں اگر بقول بجنوری مسئلہ تکفیر استدلالی بھی ہو تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ مفتی کے علاوہ دیگر مومنین بھی اس کے کافر ہونے کے دلائل کا علم حاصل کریں۔

جب کہ بجنوری نظریہ کا مفہوم یہ ہے کہ جس کی تحقیق میں جو ثابت ہو، وہ اسی کو مانے، حالاں کہ یہ حکم اجتہادی احکام کا ہے، نہ کہ اعتقادی مسائل کا۔ اجتہادیات میں ہر مجتہد کو اپنے اجتہاد پر عمل کا حکم ہوتا ہے، کیوں کہ وہ مسئلہ ان کے اصول اجتہاد اور قواعد استنباط کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر عند اللہ خطا بھی ہو تو مجتہد کو خطا کا علم نہیں اور اس نے حق کو پانے میں اپنی قوت ومحنت صرف کی۔ اصابت حق نہ ہوسکی تو وہ معذور ہے، بلکہ ماجور اور مستحق ثواب ہے۔

خلیل بجنوری کی فریب کاری

خلیل بجنوری نے لکھا: ''مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں، بلکہ تحقیقی ہے۔ پہلے سے مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ اگر کسی عالم یا چند علما نے کسی شخص پر حکم کفر لگا دیا تو تمام مسلمانوں پر لازم نہیں ہے کہ محض ان لوگوں کے کہنے پر بغیر تحقیق کے ایمان لے آئیں، اور اس کو کافر کہتے پھریں، بلکہ ایسا کرنا خلاف شریعت مطہرہ ہے، اس لیے کہ جس نے فتویٰ کفر دیا ہے، وہ بھی بشر غیر معصوم ہے''۔ (انکشاف حق: مقالہ اول: ص 77- جمال پریس دہلی)

خلیل بجنوری نے لکھا: ''جب آپ امام اعظم اور امام احمد بن حنبل کا یزید کے بارے میں اختلاف مان رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ رہا۔ جس کو تحقیق ہوگئی، اس نے تکفیر کردی۔ جس کو نہ ہوئی، اس نے نہ کی، پھر کیوں شور وشر مچاتے پھرتے ہو۔ ہر اہل تحقیق اپنی تحقیق کے مطابق حکم دے گا۔ کسی کو کسی پر اعتراض کا حق نہیں''۔ (انکشاف حق: مقدمہ ص 44- جمال پریس دہلی)

خلیل بجنوری نے اپنی کتاب میں اور کئی سالوں سے فرقہ بجنوریہ اور ہندو پاک کے مذبذبین یہ شور مچا رہے ہیں کہ فلاں نے تکفیر کی، پھر اس میں اختلاف ہوا، وہاں کسی نے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اختلاف کرنے والوں کو کافر نہیں کہا تو اشخاص اربعہ کی تکفیر سے اختلاف کرنے والوں کو کافر کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔بیس قسطوں میں اس سوال کا جواب رقم کر دیا گیا ہے۔مزید کوئی اعتراض ہوتو ان شاءاللہ تعالیٰ جواب دیا جائے گا۔

ان شاءاللہ تعالیٰ اب کفر اختلافی کی مختلف اقسام کا بیان قسط وار ہوگا اور فرقہ بجنوریہ کی گمراہ گری اور اس کے فتنے کو دفع کیا جائے گا۔مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے کی بحث مکمل ہوئی۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم :: وآلہ العظیم

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:23:دسمبر2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مفسر میں کوئی اختلاف نہیں

مسئلہ تکفیر کی بیس قسطوں سے قبل ہی مندرجہ ذیل چار قسطیں رقم کی گئی تھیں۔ چوں کہ ان اقساط اربعہ کا تعلق بھی انہی مباحث سے ہے، اس لیے اسی کے ساتھ ضم کردی گئیں۔

(۱)

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ

مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف نہیں

قسط اول

عناصر اربعہ کا کفر اور مفسر ونص کا تعین

سوال: بتایا جاتا ہے کہ اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتیں کفری معنی میں متعین اور مفسر ہیں اور نا قابل تاویل ہیں۔ کیا کسی عبارت کو کسی مفہوم میں مفسر قرار دینے میں خطا نہیں ہو سکتی؟ ممکن ہے کہ وہ عبارتیں کفری معنی میں متعین ومفسر نہ ہوں، اور وہاں تاویل صحیح کی کوئی گنجائش موجود ہو، جو آج تک کسی کے ذہن میں نہ آ سکی ہو؟

جواب: مفسر کے تعین میں خطا کا امکان یقیناً موجود ہے، لیکن اس کا تعین محال نہیں۔ دودھ ایک لیٹر ہے یا نہیں؟ اس کے تعین میں خطا کا امکان موجود ہے، لیکن تعین مشکل نہیں۔ جو پیمانہ دودھ کی پیائش کے لیے ہے، اس سے ناپ لینے پر یہ بات بدیہی طور پر ثابت ہوجاتی ہے کہ دودھ ایک لیٹر ہے۔ اسی طرح مفسر کے تعین کا پیمانہ یہ ہے کہ وہاں تاویل بالدلیل اور تاویل بلا دلیل کی گنجائش نہ ہو۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اب رہی تاویل متعذر کہ اس کا عبارت سے کسی طرح کوئی تعلق نہ ہو، اور جب بھی اس تاویل متعذر کو قبول کیا جائے تو کلام کا اصل مفہوم باطل ہو جائے تو ایسی تاویل درحقیقت تحریف وتبدیل ہے۔اس کا نام تاویل باطل اور تاویل متعذر ہے۔ یہ فقہا و متکلمین کسی کے یہاں مقبول نہیں۔

قرآن مجید کی مفسر آیات مقدسہ اور مفسر احادیث متواترہ کے مفسر ہونے میں کسی اہل حق (اہل سنت وجماعت) کا اختلاف نہیں ہوتا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ مفسر کا تعین بدیہی ہے، نظری نہیں۔ مفسر آیت قرآنیہ یا مفسر حدیث متواتر سے جو ثابت ہوتا ہے، وہ ضروری دینی ہوتا ہے۔ضروری دینی میں کسی اہل حق کا اختلاف نہیں ہوتا۔

ضروری دینی کا ثبوت مفسر آیت قرآنیہ اور مفسر حدیث متواتر، اسی طرح اجماع متصل اور عقل صحیح سے ہوتا ہے۔اگر کوئی کسی مفسر آیت اور مفسر حدیث متواتر کو مفسر نہیں مانتا ہے تو وہ اس سے ثابت ہونے والے معنی ومفہوم کو ضروری دینی نہیں مانے گا، اور ضروری دینی کو ضروری دینی نہیں ماننے والے کی دو صورت ہے۔

(الف) اگر وہ اس ضروری دینی کا انکار کرتا ہے، یا تاویل کے ذریعہ دوسرا معنی بتاتا ہے تو وہ کافر ہے۔

(ب) اگر اس مفسر کے مفہوم کو مانتا ہے، لیکن اس کو ضروری دینی نہیں مانتا ہے تو وہ گمراہ ہے۔

مندرجہ بالا تشریح سے واضح ہو گیا کہ کسی اہل حق کا اختلاف کسی مفسر کے مفسر ہونے میں نہیں ہوتا ہے۔

مفسر کے بعد حنفی اصول فقہ میں نص کا درجہ ہے۔اس میں بھی اہل حق کا اختلاف نہیں ہوتا۔مفسر کو متکلمین قطعی بالمعنی الاخص کہتے ہیں اور نص کو قطعی بالمعنی الاعم۔مفسر سے جو ثابت

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہو، وہ ضروری دینی ہے، اور نص سے جو ثابت ہو، وہ ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔

ضروریات دین وضروریات اہل سنت میں اہل حق (اہل سنت وجماعت) کا اختلاف نہیں ہوتا۔

جب قطعی بالمعنی الاعم کے قطعی بالمعنی الاعم ہونے (یعنی نص کے نص ہونے) میں بھی اہل حق کا اختلاف نہیں ہوتا تو پھر قطعی بالمعنی الاخص کے قطعی بالمعنی الاخص ہونے (یعنی مفسر کے مفسر ہونے) میں اختلاف کیسے ہوسکتا ہے۔اس سے واضح ہوگیا کہ کسی عبارت کا مفسر یا نص ہونا ان امور سے نہیں جو اہل حق کے یہاں مختلف فیہ ہوجائے۔

فرض اعتقادی قطعی بالمعنی الاعم ہوتا ہے۔اس قطعی بالمعنی الاعم کی قطعیت میں اہل علم کا اختلاف نہیں ہوتا۔

امام احمد رضا قادری نے فرض اعتقادی کے بارے میں تحریر فرمایا:{اَلْاَمْرُ الَّذِیْ اَذْعَنَ الْمُجْتَهِدُ طَلَبَهٗ جَزمِیًّا وَحَتْمِیًّا–فان کان ذلک الاذعان فی درجة الیقین المعتبر فی اصول الدین–و علٰی ذلک التقدیر لا تکون المسئلة الا مجمعًا عَلَیْهَا بین ائمة الدین–لان ما فیه خلافٌ وَلَوْ مَرْجُوْحًا لَا یَصِلُ الٰی دَرجة هذا الیقین–فهو فرض اِعْتِقَادِیٌّ–وَ مُنْکِرُه کَافِرٌ مُطْلَقًا عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَ کَافِرٌ عند المتکلمین اذا کَانَتِ الْمَسْئَلَةُ من ضروریات الدین–وَاِنَّمَا هٰذَا اَحْوَطُ وَاَسَدُّ عند المحققین وَمُعَوَّلٌ وَمُعْتَمَدٌ عِنْدَ اَسَاتِذَتِنَا الْکِرَام}

(فتاویٰ رضویہ جلد اول:ص6-رضا اکیڈمی ممبئی)

توضیح: جب فرض اعتقادی یعنی قطعی بالمعنی الاعم میں ائمہ کرام کا اختلاف نہیں ہوتا تو ضروریات دین میں بھی یقینی طور پر اختلاف نہیں ہوگا، کیوں کہ ضروریات دین قطعی بالمعنی الاخص ہوتی ہیں۔قطعی بالمعنی الاخص میں جانب موافق قطع ویقین کے ساتھ ثابت ہوتی ہے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

،اوراس کی جانب مخالف قطع ویقین کے ساتھ باطل ہوتی ہے۔

دونوں جانب میں خلاف کا احتمال بعید بھی نہیں ہوتا،یعنی جانب موافق کے ثبوت میں عدم ثبوت کا احتمال بعید بھی نہیں ہوتا، اور جانب مخالف کے بطلان میں عدم بطلان کا احتمال بعید بھی نہیں ہوتا، یہی قطعی بالمعنی الاخص ہے۔

بلفظ دیگر قطعی بالمعنی الاخص میں جانب موافق واجب الثبوت ہوتی ہے اور جانب مخالف محال ہوتی ہے، یا تو محال بالذات ہوگی، یا محال بالغیر۔

جب ایسا یقین پالیا جائے تو کسی اہل حق کو اختلاف کی گنجائش نہیں رہتی ، اوراہل باطل واہل تعصب کے اختلاف کا اعتبار نہیں کیا جاتا،جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں سوفسطائیہ، سمنیہ وغیرہ کے اختلاف کو نا قابل اعتبار بتایا گیا ہے۔

قطعی بالمعنی الاعم وہ ہے جس میں جانبین سے احتمال قریب معدوم ہو،یعنی جانب موافق کے ثبوت میں عدم ثبوت کا احتمال قریب نہ ہو،اور جانب مخالف کے بطلان میں عدم بطلان کا احتمال قریب نہ ہو، یہی قطعی بالمعنی الاعم ہے۔ائمہ مجتہدین واہل علم کا اس میں بھی اختلاف نہیں ہوتا ہے۔اس تفصیل سے ظاہر ہوگیا کہ مفسر کے مفسر ہونے میں اہل حق کا کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔مفسر کفریات میں دیوبندیوں کا اختلاف غلط اور تعصب پر مبنی ہے۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:19:اکتوبر2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(۲)

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ

مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف نہیں

قسط دوم

مفسر ونص میں عدم اختلاف

قرآن مجید اور احادیث طیبہ دربار رسالت مآب علیہ التحیۃ والثنا کے غیر حاضرین کے حق میں مسموعات میں سے نہیں، بلکہ منقولات میں سے ہے۔

منقولہ کلام کی ایک تقسیم ثبوت وروایت کے اعتبار سے ہوتی ہے، یعنی کبھی منقولہ کلام متواتر ہوتا ہے اور کبھی غیر متواتر۔ متواتر کلام کو قطعی الثبوت بالمعنی الاخص کہا جاتا ہے۔

الفاظ وکلام کی ایک تقسیم دلالت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ دلالت کے اعتبار سے فقہا کے یہاں الفاظ وکلام کی متعدد قسمیں ہیں۔ ظاہر، نص، مفسر ومحکم۔ یہ چاروں قسمیں دلالت کے اعتبار سے ہیں اور چاروں قسمیں قطعی ہیں، یعنی جو کلام ظاہر یا نص یا مفسر یا محکم ہو، وہ اپنے مفہوم پر دلالت کے اعتبار سے قطعی ہوگا۔

مفسر ومحکم قطعی بالمعنی الاخص ہیں، یعنی ان دونوں قسموں میں جانب مخالف کا احتمال بلا دلیل بھی نہیں ہوتا ہے۔ ظاہر ونص قطعی بالمعنی الاعم ہیں، یعنی ان دونوں قسموں میں جانب مخالف کا احتمال بلا دلیل ہوتا ہے، لیکن احتمال بالدلیل نہیں ہوتا۔

چوں کہ وہ احتمال بلا دلیل ہوتا ہے، اس لیے فقہائے کرام کے یہاں اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔ متکلمین کے یہاں اس احتمال کا اعتبار ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اسی احتمال بلا دلیل کے سبب اسماعیل دہلوی کفر کلامی سے بچ گیا اور اشخاص اربعہ کے کلام میں احتمال بلا دلیل بھی نہیں، اس لیے وہاں کفر کلامی کا حکم عائد ہوا۔ چوں کہ اشخاص اربعہ میں سے ہر ایک کی موت ہو چکی، اور موت کے سبب ان کفریہ عبارتوں میں قائلین کی جانب سے نسخ وتبدیلی اور توبہ ورجوع کی گنجائش ختم ہوگئی، اس لیے یہ عبارتیں کفری معنی میں محکم ہوگئیں۔ احتمال بلا دلیل کی گنجائش نہ ہونے کے سبب یہ عبارتیں کفری معنی میں مفسر تھیں۔

الحاصل یہ عبارتیں کفری معنی میں مفسر ومحکم ہیں۔ کروڑوں تاویلات کر لی جائیں، کفر ٹل نہیں سکتا۔ تاویل باطل کرنے والا انہی مرتدین کی طرح کافر ومرتد ہے۔

قطعی الدلالت کی قطعیت میں اختلاف نہیں ہوتا

فقہائے اسلام کے یہاں قطعیات کو ظاہر ونص اور مفسر ومحکم کہا جاتا ہے۔ یہ اصطلاحی نام ہیں۔ متکلمین کے یہاں عام طور پر قطعی بالمعنی الاخص اور قطعی بالمعنی الاعم کی اصطلاح مروج ہے۔ ان دونوں قسموں کی قطعیت میں اختلاف نہیں ہوتا، یعنی قطعی بالمعنی الاعم کے قطعی بالمعنی الاعم ہونے (یعنی نص کے نص ہونے) اور قطعی بالمعنی الاخص کے قطعی بالمعنی الاخص ہونے (یعنی مفسر کے مفسر ہونے) میں اختلاف نہیں ہوتا۔

واضح رہے کہ الفاظ وکلام کی یہ قسمیں دلالت کے اعتبار سے ہیں۔ ثبوت کے اعتبار سے بھی کلام کی متعدد قسمیں ہیں، مثلاً قطعی بالمعنی الاخص، قطعی بالمعنی الاعم، ظنی، شکی، وہمی۔

قرآن مجید کی مفسر آیت اور مفسر حدیث متواتر سے جو ثابت ہوتا ہے، وہ ضروری دینی ہوتا ہے۔ اگر کسی مفسر آیت ومفسر حدیث متواتر کے مفسر ہونے میں اختلاف ہوتا تو اس سے ثابت ہونے والے ضروری دینی کے ضروری دینی ہونے میں بھی اختلاف ہوتا، لیکن اس اعتبار سے کسی ضروری دینی میں اختلاف نہیں۔

آیت قرآنیہ اور حدیث متواتر جو نص ہو، یعنی دلالت کے اعتبار سے قطعی بالمعنی الاعم

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہو،اس سے جوثابت ہوتا ہے، وہ ضروری اہل سنت ہوتا ہے۔

اگر کسی آیت یا حدیث متواتر کے نص ہونے میں اختلاف ہوتا تو اس سے ثابت ہونے والے ضروری اہل سنت کے ضروری اہل سنت ہونے میں بھی اختلاف ہوتا،لیکن اس اعتبار سے کسی ضروری اہل سنت میں اختلاف نہیں۔

سوال: جب قطعی بالمعنی الاعم اور قطعی بالمعنی الاخص کی قطعیت میں اختلاف نہیں ہوتا ہے تو دیوبندیوں نے اشخاص اربعہ کی مفسر کفری عبارتوں کے کفری معنی میں متعین ومفسر ہونے کا انکار کیسے کر دیا؟

جواب: قطعیات کی قطعیت میں اختلاف نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اہل حق کا اختلاف نہیں ہوتا۔اہل باطل کا اختلاف تو بدیہیات اولیہ میں بھی ہوتا ہے۔

فرقہ لاادریہ،سمنیہ،سوفسطائیہ وغیرہ بدیہیات میں بھی اختلاف کرتے ہیں۔ایسا اختلاف معتبر نہیں ہوتا۔اختلاف سے معتبر اختلاف مراد ہے۔

قال الهيتمي:{ليس كُلُّ خِلافٍ جاء معتبرًا–الا خلافًا له حظٌّ من النَّظَرِ}

(تحفۃ المحتاج ج11 ص453-مکتبہ شاملہ)

قطعی بالمعنی الاخص و بالمعنی الاعم کی قطعیت میں اختلاف نہیں

اہل حق کے درمیان قطعی بالمعنی الاخص (مفسر) اور قطعی بالمعنی الاعم (نص) کی قطعیت میں اختلاف نہیں ہے۔قطعی بالمعنی الاخص سے جو ثابت ہو، وہ ضروری دینی ہے۔

اگر کسی مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف ہوتا تو اس سے ثابت ہونے والے ضروری دینی میں بھی اختلاف ہوتا،حالاں کہ کسی ضروری دینی میں کسی آیت قرآنیہ یا حدیث متواتر کے مفسر وغیر مفسر ہونے کے اعتبار سے اختلاف نہیں۔

اگر مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف ہوتا تو جو علما اس آیت قرآنیہ یا حدیث متواتر کو

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مفسر نہ مانتے ،وہ اس ضروری دینی کواس آیت وحدیث کے سبب ضروری دینی بھی نہیں مانتے۔گرچہ کسی دوسرے اعتبار سے مثلاً اس کے اجماع متصل یا عقل صحیح سے ثابت ہونے کے سبب اس کوضروری دینی مان لیں۔

اسی طرح قطعی بالمعنی الاعم کی قطعیت یعنی نص کے نص ہونے میں بھی اختلاف نہیں ہوتا ہے۔قطعی بالمعنی الاعم یعنی نص سے جوثابت ہوتا ہے،وہ ضروری اہل سنت ہے۔

اگر کسی نص کے نص ہونے میں اختلاف ہوتا تو اس سے ثابت ہونے والے ضروری اہل سنت میں بھی اختلاف ہوتا۔

جوعلما اس آیت قرآنیہ یا حدیث متواتر کونص نہ مانتے ،وہ اس ضروری اہل سنت کواس آیت وحدیث کے سبب ضروری سنی بھی نہیں مانتے۔گرچہ کسی دوسرے اعتبار سے مثلاً اس کے اجماع صحابہ یا عقل صحیح سے ثابت ہونے کے سبب اس کوضروری سنی مان لیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی نے رقم فرمایا:

{وانا اقول ،وباللّٰہ التوفیق:بل القطع علٰی ثلثة اوجه–قطع عام یشترک فیه الخواص والعوام–وهو الحاصل فی ضروریات الدین–و خاص یختص بمن مارس العلم–وهو الحاصل فی سائر الفرائض الاعتقادیة المجمع علیها–و الثالث:قطع اخص یختلف فی حصوله العلماء کما اختلف فی حصول الثانی العوام والعلماء.

فربما یؤدی ذهن عالم الی قرائن هجمت وحفت فرفعت عنده الظنی الی منصة الیقین–ولا تظهر ذلک لغیره او تظهر فتظهر له معارضات تردها الی المرتبة الاولی من الظن واعتبره بمسألة سمعهما صحابی من النبی صلی الله علیه وسلم شفاها–وبلغ غیره باخباره فهو

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قطعی عندہ–ظنی عندھم.

فالمجتھد لا یثبت الافتراض الا بما حصل لہ القطع بہ–فان کان العلماء کلھم قاطعین بہ، کان فرضا اعتقادیا–وان کان قطعا خاصا بھذا المجتھد، کان فرضا عملیا–ھذا ما ظھر لی وارجوا ان یکون صوابًا ان شاء اللّٰہ تعالٰی–والیہ اشرت فیما قررت فاعرف}

(فتاویٰ رضویہ جلداول ص249، 250- جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ: اور میں بتوفیق الٰہی کہتا ہوں، بلکہ یقین کی تین صورتیں ہیں۔

(1) عام یقین: جس میں عوام وخواص سب شریک ہوں۔ یہ ضروریات دین میں ہوتا ہے۔

(2) خاص یقین: جو علم سے مشغولیت رکھنے والوں کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ یہ وہ ہے جو تمام اجماعی فرائض اعتقادیہ میں پایا جاتا ہے۔

(3) اخص یقین: جس کے حصول میں علما کے درمیان فرق ہوتا ہے، جیسے قسم دوم کے حصول میں عوام اور علما کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

بسا اوقات ایک عالم کا ذہن کچھ ایسے قرائن کو پالیتا ہے، جو (اس کے ذہن میں) ہجوم کیے ہوتے ہیں اور اسے گھیرے ہوتے ہیں، جن کے سبب اس کے نزدیک ظنی، یقین کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے، اور وہ قرائن دوسرے عالم کے لیے ظاہر نہیں ہوتے، یا معارض قرائن کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں جو اس امر کو منزل اول یعنی ظن کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔

اسے اس مسئلہ سے سمجھیں کہ جس کو کسی صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا اور دوسروں کو اس صحابی کے بتانے سے معلوم ہوا تو اس صحابی کے نزدیک وہ قطعی ہے، اور دوسروں کے نزدیک ظنی ہے تو مجتہد فرضیت کا اثبات اسی دلیل سے کرتا ہے، جس کے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

متعلق اسے قطعیت حاصل ہو چکی ہے۔

اگر یہی قطعیت تمام علما کے نزدیک حاصل ہے تو وہ فرض اعتقادی ہے، اور اگر یہ قطعیت خاص اسی مجتہد کو حاصل ہے تو اس کے نزدیک وہ فرض عملی ہے۔

یہ وہ ہے جو مجھ پر منکشف ہوا، اور میں امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح ہوگا۔ اسی طرف میں نے اپنی تقریر مذکورہ میں اشارہ کیا تو اسے جان لیجئے۔

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں یقین کی تین قسمیں بیان کی گئیں۔

قسم اول قطعی بالمعنی الاخص ہے۔ اس میں جو یقین پایا جاتا ہے، اس کی تعبیر یقین عام سے کی گئی ہے، کیوں کہ اس یقین میں عوام وخواص مشترک ہوتے ہیں۔

قطعی بالمعنی الاخص ہی کو فقہائے احناف مفسر کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ قطعی بالمعنی الاخص کے قطعی ہونے یعنی مفسر کے مفسر ہونے میں عوام وخواص میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہوتا ہے۔

منقولہ بالا عبارت میں قطعی کی قسم دوم قطعی بالمعنی الاعم ہے۔ قطعی بالمعنی الاعم میں خاص یقین پایا جاتا ہے، یعنی ایسا یقین جو اہل علم کے ساتھ خاص ہوتا ہے، گرچہ وہاں عوام کو یقین حاصل نہ ہو سکے۔ قطعی بالمعنی الاعم ہی کو فقہائے احناف نص کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ قطعی بالمعنی الاعم کے قطعی ہونے یعنی نص کے نص ہونے میں خواص میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہوتا ہے۔

جب کسی نص یا کسی مفسر میں اہل علم کا اختلاف ہوتا نہیں تو اس سے یہ واضح ہو گیا کہ نص ومفسر کے تعین کے اصول وضوابط نظری یا بہت مشکل نہیں، نیز تعین کے قواعد وقوانین بہت مستحکم، واضح اور سہل ہیں کہ اس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ قطعی بالمعنی الاخص یعنی مفسر میں تو عوام وخواص کسی کا اختلاف نہیں اور قطعی بالمعنی الاعم میں عوام کا اختلاف نہیں ہوتا، بلکہ بعض

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کے لیے حصول یقین مشکل ہوتا ہے، کیوں کہ اہل علم کو جن دلائل سے یقین حاصل ہوتا ہے، عوام ان دلائل سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ عدم علم کے سبب عوام کو حصول یقین نہیں ہو پاتا۔

مفسر کی مثال

فقہائے احناف جس کو مفسر کہتے ہیں، فقہائے ثلاثہ کے یہاں اسی کو نص کہا جاتا ہے۔ یہ محض لفظی فرق ہے۔

امام غزالی شافعی نے نص کے تین مفاہیم بیان کیے، اور تصریح فرمائی کہ متکلمین کے یہاں نص کا مفہوم ثانی مراد ہے، یعنی جس میں جانب مخالف کا نہ احتمال قریب ہو، نہ احتمال بعید۔ امام موصوف نے چند مثالیں بھی رقم فرمائیں۔

قال الغزالی فی بیان معانی النص: {(الثانی)وھوالاشھرمَا لَا یَتَطَرَّقُ اِلَیْہِ اِحْتِمَالٌ اَصْلًا–لَا عَلٰی قُرْبٍ وَلَا عَلٰی بُعْدٍ کَالْخَمْسَۃِ مَثَلًا فَاِنَّہ نَصٌّ فِیْ مَعْنَاہُ–لَا یَحْتَمِلُ السِّتَّۃَ وَلَا الْاَرْبَعَۃَ وَسَائِرَالْاَعْدَادِ–وَلَفْظُ الْفَرْسِ لَا یَحْتَمِلُ الْحِمَارَ وَالْبَعِیْرَ وَغَیْرِہٖ–فَکُلُّ مَا کَانَتْ دَلَالَتُہٗ عَلٰی مَعْنَاہُ فی ھذہ الدرجۃ سُمِّیَ بالاضافۃ الٰی معناہ نَصًّا فی طرفی الاثبات والنفی–اَعْنِی فی اِثْبَاتِ الْمُسَمّٰی وَنَفِیِّ مَا لَا یَنْطَلِقُ عَلَیْہِ الْاِسْمُ–فَعَلٰی ھٰذَا حَدُّہ–اللفظ الذی یفھم منہ علی القطع معنًی–فھو بِالْاِضَافَۃِ اِلٰی مَعْنَاہُ الْمَقْطُوْعِ بِہ نَصٌّ}

(المستصفٰی جلداول:ص386)

توضیح: اعداد اپنے مفہوم میں مفسر ہوتے ہیں، مثلاً کہا جائے کہ میرے پانچ بیٹے ہیں تو یہاں چار یا چھ مراد نہیں ہوسکتا۔ پانچ کا لفظ پانچ کی تعداد کو بتانے کے واسطے متعین ہے۔

اسی طرح کہا کہ پانچ بیٹے ہیں تو بیٹا کا لفظ مذکر اولاد کو بتانے کے لیے متعین ہے۔ یہاں ''بیٹا'' سے مذکر و مؤنث دونوں قسم کی اولاد مراد نہیں ہوسکتی۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اس مضمون میں دلالت کے اعتبار سے قطعیت پر بحث کی گئی ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ دیگر ثبوت کے اعتبار سے متعلقہ امور پر مضمون مابعد میں بحث ہوگی۔تاویل کی تینوں اقسام کی مختصر وضاحت اور صدقہ فطر سے متعلق بحث ہوگی۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ:20:اکتوبر2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(۳)

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ

مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف نہیں

قسط سوم

کیا کسی متواتر کے تواتر میں اختلاف ہے؟

ضروریات دین میں کوئی اختلاف نہیں ۔ایک مسئلہ میں اختلاف ہے تو وہ حقیقت میں ضروری دینی نہیں، بلکہ ایک طبقہ ایک غیر ضروری دینی کو ضروری دینی سمجھ لیا ہے، پس یہ غیر ضروری دینی میں اختلاف ہے۔ضروری دینی میں اختلاف نہیں۔

اسی طرح کسی متواتر حقیقی کے تواتر میں کوئی اختلاف نہیں ۔متواتر ادعائی کے تواتر میں اختلاف ہے جس کا تواتر ثابت نہیں ،لیکن بعض اہل علم اس کے متواتر ہونے کے مدعی ہیں، پس متواتر حقیقی میں اختلاف نہیں، بلکہ متواتر ادعائی میں اختلاف ہے۔

ضروری دینی کا ثبوت جس دلیل سے ہوتا ہے، وہ قطعی الثبوت بالمعنی الاخص اور قطعی الدلالت بالمعنی الاخص ہوتی ہے۔

مفسر الفاظ وکلام قطعی الثبوت بالمعنی الاخص ہوتے ہیں اور متواتر لفظی قطعی الثبوت بالمعنی الاخص ہوتا ہے۔مفسر ونص کے مفسر ونص ہونے میں اختلاف نہیں۔

قرآن مجید کے تمام الفاظ وحروف متواتر لفظی (قطعی الثبوت بالمعنی الاخص) ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔قرآن مقدس عہد نبوی میں ہی چمڑوں وغیرہ میں مرقوم اور کثیر صحابہ کرام کے ذہنوں میں محفوظ ہو چکا تھا اور اس کی تکرار وتعلیم کا سلسلہ بھی عہد نبوی سے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

جاری رہا۔

ضروریات دین کا ثبوت قرآن مجید کی مفسر آیت طیبہ، مفسر حدیث متواتر ،اجماع متصل اور عقل صحیح سے ہوتا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق صرف صدقہ فطر کے ضروری دینی ہونے میں اختلاف ہے۔

اس کو بعض فقہائے شوافع ضروریات دین میں شمار کرتے ہیں، لیکن جس حدیث سے اس کا ثبوت ہے، وہ متواتر نہیں، پس صدقہ فطر کا ضروری دینی ہونا مختلف فیہ ہوگیا۔

ارشادات نبویہ سے جو ضروریات دین ثابت ہوئیں ،وہ اجماع متصل کے ذریعہ امت مابعد تک پہنچیں۔ جن اقوال نبویہ سے ان ضروریات دینیہ کا ثبوت عہد نبوی میں ہوا تھا ،وہ اقوال نبویہ خبر واحد کے طور پر مروی ہیں ،جیسے تعداد رکعات اور تعداد نماز وغیرہ کی احادیث طیبہ خبر واحد ہیں اور یہ امور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں، پس یہ امور ضروریات دین میں شامل ہیں اور جن احادیث نبویہ میں ان ضروریات دین کا ذکر ہے، وہ خبر واحد ہیں۔

خبر واحد سے ضروری دینی کا ثبوت نہیں ہوتا اور ان ضروریات کا ثبوت ہم ان اخبار آحاد سے نہیں مانتے، بلکہ اجماع متصل سے ان ضروریات دین کا ثبوت مانتے ہیں۔

صدقہ فطر کی بحث ''البرکات النبویہ'' جلد یازدہم (ص 83 تا 86) سے منقولہ ذیل ہے۔ جس حدیث سے صدقہ فطر ثابت ہے، وہ متواتر نہیں۔ ایسی صورت میں صدقہ فطر کا ضروری دینی ہونا ثابت نہیں ہوسکتا، لیکن بعض فقہائے شوافع اسے ضروری دینی کہتے ہیں، لیکن چوں کہ وہ اس کے ضروری دینی ہونے پر اتفاق نہیں، اس لیے اس کا منکر کافر نہیں ہوگا۔

صدقہ فطر کی فرضیت کے ضروری دینی ہونے میں اختلاف

قال الهيتمي في بيان ضروريات الدين: {ووجوب الزكاة في الانعام

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

والزرع والنقود–دون التجارة–وكذا الفطرة،ان راعينا خلاف ابن اللبان –ثم رأيت ابن سمح (ابن سمنج)قال:لا يكفر جاحدها}

(الفتاوی الحدیثیہ ص142-دارالفکر بیروت)

توضیح: مال تجارت کی زکات ضروریات دین میں سے نہیں ہے۔اسی طرح صدقہ فطر بھی مختلف فیہ ہے۔ بہت سے علما نے صدقہ فطر کو بھی ضروریات دین میں شمار فرمایا ہے، لیکن اس پر اتفاق نہیں۔شافعی فقیہ ابن لبان:عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بکری وائلی اصبہانی (م446ھ) نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔

فقہائے شوافع نے اس اختلاف کو غلط بتایا ہے،لیکن بعض فقہائے شوافع میں سے قاضی ابن سمح نے صدقہ فطر کے انکار کو کفر نہیں بتایا،اسی لیے علامہ ہیتمی نے فرمایا کہ اگر ہم ابن لبان کی مخالفت کا لحاظ کریں تو صدقہ فطر کا وجوب بھی ضروریات دین میں سے نہ ہو۔

جب صدقہ فطر ضروری دینی نہیں تو اس کے انکار پر حکم کفر بھی نہیں ہوگا۔

واضح رہے کہ وجوب وفرضیت شوافع کے یہاں ایک ہی ہے۔احناف کے یہاں صدقہ فطر فرض نہیں، بلکہ واجب ہے۔ جو احناف کے یہاں واجب ہے،ان میں سے اکثر امور کو فقہائے شوافع سنت مؤکدہ کا درجہ دیتے ہیں،جیسے نماز عیدین۔

فتاویٰ حدیثیہ کے ایک نسخہ میں ابن سمح اور ایک نسخہ میں ابن سمنج ہے۔ایک قاضی ابن کج :ابوالقاسم یوسف بن احمد بن کج دینوری (م405ھ) ہیں۔ شافعی فقہ کی کتابوں میں مسئلہ صدقہ فطر میں ابن لبان کے اختلاف کے مقام پر قاضی ابن کج کا ذکر آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ صدقہ فطر کا منکر کافر نہیں ہوگا۔ایک عبدالسلام بن سمح بھی ہیں۔

ایک شیخ شمس الدین محمد بن شیخ ابوالحسن بن عبدالکریم بن طارق بن سمح بعلبکی (665ھ-748ھ) ہیں۔ چوں کہ علامہ ہیتمی نے بھی مسئلہ صدقہ فطر میں ابن لبان کے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اختلاف کی جگہ قاضی ابن کج شافعی کا ذکر فرمایا ہے تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ فتاویٰ حدیثیہ کے نسخے میں ابن سمح اور ابن سمنج کا لفظ کتابت کی غلطی ہے: واللہ تعالیٰ اعلم

قال الهيتمي: {(قوله: بل هو معلوم–الخ)عبارة المغني: وهي احد اركان الاسلام فيكفر جاحدها–وان اتى بها–ويُقَاتَلُ المُمْتَنِعُ من ادائها–وتوخذ منه قهرا كما فعل الصديق رضي اللّٰه تعالى عنه–والكلام في الزكاة المجمع عليها–اما المختلف فيها كزكاة التجارة والركاز وزكاة الثمار والزروع في الارض الخراجية والزكاة في غير مال المكلف فلا يكفر جاحدها لاختلاف العلماء رضي اللّٰه تعالى عنهم في وجوبها–اه

وفي النهاية والعباب نحوها–(قوله: فمن انكر اصلها)اى انكر وجوب الزكاة من حيث هي من غير تعلق بشيء من الاموال، ع ش (كفر) اى: ومن جهلها عُرِّفَ فان جحدها بعد ذلك كفر–نهاية(قوله: وكذا بعض جزئياتها الضرورية)اى: دون المختلف فيه كوجوبها في مال الصبى ومال التجارة–نهاية، زاد العباب: وفطرة–اه

قال شيخنا: وليس زكاة الفطر منه–لان خلاف ابن اللبان فيها ضعيف جدا فلا عبرة به} (تحفۃ المحتاج: کتاب الزکات ج 11 ص 453-مکتبہ شاملہ)

توضیح: مال تجارت کی زکات ضروریات دین میں سے نہیں ہے۔ اسی طرح صدقہ فطر کی فرضیت بھی مختلف فیہ ہے۔ اس میں ابن لبان کا اختلاف ہے۔

مذکورہ بالا عبارت کے اخیر حصے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کی فرضیت کا منکر کافر ہوگا، حالاں کہ فتاویٰ حدیثیہ میں علامہ ابن حجر ہیتمی نے رقم فرمایا کہ صدقہ فطر کی فرضیت کا وہ منکر کافر ہوگا، جس نے اس فرضیت کا حکم زبان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

سماعت کی ہے۔دوسرے مومنین اگر اس کی فرضیت کا انکار کریں تو کافر نہیں ہوں گے۔

اگر صدقہ فطر کی فرضیت ضروری دینی ہوتی تو اس کا منکر ضرور کافر ہوتا۔عدم تکفیر ہی سے ظاہر ہے کہ صدقہ فطر کی فرضیت ضروری دینی نہیں۔

قال الهيتمی: {نقل ابن المنذر الاجماع علٰی وجوبها–ومخالفة ابن اللبان فيه غلط صريح كما فی الروضة–قال وكيع:زكاة الفطر لشهر رمضان كسجدة السهو للصلاة–تجبر نقص الصوم كما يجبر السجود نقص الصلاة–ويؤيده الخبر الصحيح(انها طهرة للصائم من اللغو والرفث)والخبر الحسن الغريب(شهر رمضان معلق بين السماء والارض–لا يرفع الا بزكاة الفطر)} (تحفۃ المحتاج:باب زکاۃ الفطر ج12 ص374-مکتبہ شاملہ)

توضیح:عبارت مذکورہ میں بھی ابن لبان کے اختلاف کا ذکر ہے۔

قال الهيتمی: {(قوله:غلط صريح–الخ)لكن صريح كلام ابن عبد البر ان فيه خلافا لغير ابن اللبان–ويجاب عنه بانه شاذ منكر–فلا ينخرق به الاجماع–او يراد به بالاجماع فی عبارة غير واحد ما عليه الاكثرون–ويؤيده قول ابن كج:لا يكفر جاحدها–نهاية)

(تحفۃ المحتاج:باب زکاۃ الفطر ج12 ص381-مکتبہ شاملہ)

توضیح:امام ابن عبد البر مالکی نے فرمایا کہ صدقہ فطر کے وجوب میں ابن لبان کے علاوہ دوسروں کا بھی اختلاف ہے۔جب اس کے وجوب میں اختلاف ہے تو اس کا وجوب ضروریات دین میں سے کیسے ہوسکتا ہے۔

قال النووی: {باب زكاة الفطر:هی واجبة–وقال ابن اللبان من اصحابنا:غير واجبة–قلت:قول ابن اللبان شاذ منكر،بل غلط صريح–

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

واللّٰہ اعلم}(روضۃ الطالبین:باب زکاۃ الفطرج2ص152-دارالکتب العلمیہ بیروت)

قال النووی الشافعی: {زکاۃ الفطر واجبۃ عندنا وعند جماھیر العلماء–وحکی صاحب البیان وغیرہ عن ابن اللبان من اصحابنا انھا سنۃ –ولیست واجبۃ–قالوا:وھو قول الاصم وابن علیہ–وقال ابو حنیفۃ:ھی واجبۃ ولیست بفریضۃ بناء علی اصلہ–ان الواجب ما ثبت بدلیل مظنون والفرض ما ثبت بدلیل مقطوع–ومذھبنا انہ لا فرق–وتسمی واجبۃ و فرضا–ودلیلنا حدیث ابن عمر مع احادیث کثیرۃ فی الصحیح مثلہ)

(المجموع شرح المہذب:ج6ص104-دارالفکر بیروت)

توضیح:جب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صدقہ فطر کی فرضیت کو تسلیم نہیں فرماتے ہیں تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ صدقہ فطر سے متعلق حدیث نبوی متواتر نہیں۔

اگر وہ حدیث متواتر ہوتی تو اس سے ثابت ہونے والا حکم فرض ہوتا،یعنی اگر وہ حدیث متواتر لفظی (قطعی الثبوت بالمعنی الاخص) ہوتی تو اس سے ثابت ہونے والا فرض، فرض قطعی اور ضروریات دین میں سے ہوتا اور اگر وہ حدیث،متواتر معنوی ہوتی تو اس سے ثابت ہونے والا فرض،فرض اعتقادی،تمام ائمہ مجتہدین کے یہاں متفق علیہ اور ضروریات اہل سنت میں سے ہوتا،لیکن صدقہ فطر کی فرضیت ضروریات اہل سنت میں سے بھی نہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں صدقہ فطر واجب ہے،فرض نہیں۔فقہ حنفی میں واجب وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو۔اسے واجب اعتقادی کہا جاتا ہے۔واجب اعتقادی کی دو قسمیں ہیں:فرض عملی اور فرض اعتقادی۔فتاویٰ رضویہ جلد اول (فتویٰ اول) میں ان امور کی تفصیل مرقوم ہے۔

جب صدقہ فطر واجب ہے تو اس کی دلیل ظنی ہے،قطعی نہیں۔اس اعتبار سے صدقہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

فطر کی حدیث خبر واحد ہوگی ۔متواتر لفظی یا متواتر معنوی نہیں ہوگی ۔دلیل ظنی سے کسی ضروری دینی کا ثبوت نہیں ہوتا۔

قال النووی: {قال البیھقی:وقد اجمع العلماء علی وجوب صدقة الفطر وکذا نقل الاجماع فیھا ابن المنذر فی الاشراف–وھذا یدل علی ضعف الروایة عن ابن علیة والاصم–وان کان الاصم لا یعتد بہ فی الاجماع کما سبق فی کتاب الطھارة–واللّٰہ اعلم

قال صاحب الحاوی فی وقت شرع وجوب الفطرة علٰی وجھین–

احدھما:وھو قول اصحابنا البغدادیین–انھا وجبت بما وجبت بہ زکاة الاموال–وھو الظواھر التی فی کتاب السنة لعمومھا فی الزکاتین.

والثانی:قالہ اصحابنا البصریون–انھا وجبت بغیر ما وجبت بہ زکاة الاموال–وان وجوبھا سابق لوجوب زکاة الاموال لحدیث قیس بن سعد المذکور–واختلف ھؤلاء–ھل وجبت بالکتاب ام بالسنة–فقیل بالسنة لحدیث قیس وحدیث ابن عمر وغیرھما–وقیل:بالقرآن وانما السنة مبینة:واللّٰہ اعلم}(المجموع شرح المہذب:ج6ص104-دارالفکر بیروت)

سوال : اگر صدقہ فطر کی فرضیت ضروریات دین میں سے ہے،جیسا کہ فقہائے شوافع نے فرمایا تو اس کی فرضیت کے انکار کے سبب فقیہ ابن لبان شافعی اور دیگر منکرین پر حکم کفر عائد ہونا چاہئے؟علامہ ابن عبدالبر مالکی نے بھی دیگر منکرین فرضیت کا پتہ دیا ہے۔

جواب: ضروری دینی کے انکار پر حکم کفر اس وقت عائد ہوتا ہے،جب وہ ضروری دینی منکر کے یہاں متواتر ہو جائے۔اگر صدقہ فطر کی فرضیت فقیہ ابن لبان شافعی اور دیگر علما کے یہاں تواتر سے ثابت ہو جاتی تو پھر انکار کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

تواتر کے ساتھ ثابت نہ ہونے کی دو وجہ ہوسکتی ہے۔ایک یہ کہ حقیقت میں وہ متواتر ہی نہیں تو اس کی متواتر روایت کیسے کسی کو مل سکتی ہے۔دوسری یہ کہ وہ امر متواتر ہے،لیکن تواتر کے ساتھ کسی کو اس کا علم نہ ہوسکا۔حقیقت یہ ہے کہ صدقہ فطر ضروریات دین میں سے نہیں ہے۔خبر واحد کے طور پر اس کی روایت آئی ہے۔

نیز صدقہ فطر کی فرضیت میں اجماع سے وہ اجماع مراد ہے کہ جہاں اکثر فقہا کسی امر پر اتفاق کرلیں تو اس کو اجماع کہا جاتا ہے،گرچہ بعض فقہا اس سے متفق نہ ہوں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ فقہائے شوافع صدقہ فطر کے وجوب پر علما کے اجماع کا ذکر فرما رہے ہیں۔کوئی دینی مسئلہ فقہا کے اجماع کے سبب ضروری دینی نہیں ہوتا، بلکہ ضروریات دین میں اجماع سے اجماع متصل مراد ہے،یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ امر دینی تواتر کے ساتھ مروی ہو،اور تمام مومنین اس کے اعتقاد پر متفق ہوں،اسی اتفاق کو اجماع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔یہاں اجماع مجتہدین وفقہا مراد نہیں۔

جب صدقہ فطر کی فرضیت تواتر کے ساتھ مروی ہی نہیں تو وہ ضروری دینی کیسے ہوسکتی ہے۔اگر اس کی فرضیت تواتر کے ساتھ مروی ہوتی تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضرور خبر ہوتی۔وہ عہد تابعین میں پیدا ہوئے،بلکہ خود وہ تابعی ہیں اور کوفہ وبصرہ علم کے مراکز تھے۔آپ کوفہ کے باشندہ تھے اور بصرہ آمد ورفت فرماتے۔اپنے عہد کے فقیہ اعظم تھے،بلکہ آج تک آپ فقیہ اعظم ہیں۔ہر سال صدقہ فطر کا حکم ہے اور لوگ اسے ادا بھی کرتے ہیں تو اگر اس کی فرضیت تواتر کے ساتھ مروی ہوتی تو ضرور امام اعظم کو خبر ہوتی۔

قال البجيرمي الشافعي: {قال سعيد بن المسيب وعمر بن عبد العزيز: هي زكاة الفطر–والسنة بينت الكتاب–ووجوبها مجمع عليه–ولا نظر لمخالفة ابن اللبان حيث قال بعدم وجوبها.

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ومع ذلک لو جحدها انسان فلا یکفر–لانها وان کانت مجمعا علیها–لکنها مما یخفی–فلا یکفر جاحدها لخفائها}

(حاشیۃ البجیر می علی الخطیب: فصل فی زکاۃ الفطر ج6 ص332- مکتبہ شاملہ)

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں بتایا گیا کہ جب ضروری دینی کسی سے مخفی رہ جائے تو اس پوشیدگی کے سبب منکر پر حکم کفر نہیں ہوگا۔

علامہ ہیتمی نے رقم فرمایا کہ صدقہ فطر کے وجوب کی روایت خبر واحد کے طور پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، اس لیے یہ صرف اس کے حق میں ضروری دینی ہوگا، جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے وجوب کو سنا۔

دوسروں کے حق میں یہ ضروریات دین میں سے نہیں ہوگا، اور نہ ہی اس کے انکار پر غیر حاضر پر حکم کفر عائد ہوگا، کیوں کہ وہ اس کے حق میں ظنی ہے، قطعی نہیں۔

قال الهیتمی: {ثم الشاهد لِلْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَغَيْرُه قد یتفقان فی الکفر بالانکار وقد یختلفان–فَيَتَّفِقَان فِی الْكُفْرِ بِاِنْكَارِ الضَّروری كَالاِيْمَانِ بِرِسَالَةِ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰه علیه وسلم وما جاء به–مِنْ وُجُوْدِ ذات المقدس اللّٰه سبحانه–وَاِنْفِرَادِه تَعَالٰی باستحقاق العبودیة عَلَی الْعٰلمین–فَلَا شَرِيْکَ لَه لِتَفَرُّدِه بالالوهیة المستلزم لِقِدَمِه– وانفراده بالخلق المستلزم لِكَوْنِه تَعَالٰی حَيًّا عَلِيمًا قادرًا مریدًا–وَمِنْ اَنَّ الْقُرْاٰنَ كَلَامُ اللّٰه تَعَالٰی.

وَمَا يَتَضَمَّنُهُ الْقُرْآنُ مِنَ الْاِيْمَانِ بِاَنَّه تَعَالٰی مُتَكَلِّمٌ سَمِيْعٌ– مُرْسِلٌ لِرُسُلٍ قَصَّهُمْ عَلَيْنَا وَرُسُلٌ لَمْ يَقْصُصْهُمْ عَلَيْنَا–وَمُنَزِّلٌ لِلْكُتُبِ–وَلَه عِبَادٌ مُكْرَمُوْنَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ–وَمِنْ اَنَّه فَرَضَ الصَّلٰوةَ وَالزَّكَاةَ وَالصَّوْمَ وَالْحَجَّ –وَمِنْ اَنَّه يُحْيِ الْمَوْتٰی–وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَارَيْبَ فِيْهَا–وَمِنْ اَنَّه حَرَّمَ الزِّنَا

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

وَالْخُمُوْرَ وَالقمار–فانکار شَیْءٍ مِنْ ھٰذَا کُفْرٌ فِیْ حَقِّ الْفَرِیْقَیْنِ.

وَیَخْتَلِفَانِ فِیْمَا نُقِل اٰحَادًا–کسوال الْمَلَکَیْنِ ووجوب زکاۃ الفطر– فَلا یَکْفُرُ بِاِنْکَارِہ اِلَّا الشَّاھِد فقط ما لم یدَّع نحو نَسْخٍ–لِاَنَّہ عَلِمَ بِالضَّرُوْرَۃِ مجیءَ النَّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بہ لِسماعہ منہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم–وقیل انکار سوالھما کُفْرٌ ولوفی حق الغائب لِتَوَاتُرِہ مَعْنًی–وَمَحَلُّہ اِنْ اَنْکَرَہ بَعْدَ تَوَاتُرِہ عِنْدَہ بخلاف قَبْلِہ–لِاَنَّہ لَاتَکْذِیْبَ فِیْہِ حِیْنَئِذٍ لِلنَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم–وَاِنَّمَا فِیْہِ تَکْذِیْب او تغلیط لِلرُّوَاۃِ–اَوْنحوھما–و من ثم لَوْ عُلِمَ مِنْہُ اَنَّہ رَدَّہ اِسْتِخْفَافًا لِاَجَلِ التصریح بہ فی السنۃ دون القرآن، کَفَرَ–وَلَا یَکْفُرُ بانکار قطعی غیرضروری کَاِسْتِحْقَاقِ بِنْتِ الْابن السدس مع بنت الصلب.

وظاھر کلام الحنفیۃ کُفْرُہ–ویجب حملہ اَیْ بِنَاءً عَلٰی قَوَاعِدِھِمْ عَلٰی مُنْکِرٍ عَلِمَ اَنَّہ قَطْعِیٌّ–وَاِلَّا فَلا یَکْفُرُ–الا اذا ذَکَرَلہ اَھْلُ العلم اَنَّہ من الدین وانہ قَطْعِیٌّ–فَتَمَادٰی فِیْمَا ھُوَ عَلَیْہِ عِنَادًا–فَیَکْفُرُ لِظُھُوْرِ التَّکْذِیْبِ مِنْہُ حِیْنَئِذٍ–کَمَا دَلَّ عَلَیْہِ کَلَامُ امام الحرمین}

(الفتاوی الحدیثیہ ص 141 - دارالفکر بیروت)

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں صراحت ہے کہ صدقہ فطر خبر واحد سے ثابت ہے۔ جب وہ خبر واحد سے ثابت ہے تو اس کے ضروری دینی ہونے کی کوئی صورت نہیں۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 22: اکتوبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(۴)

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف نہیں

قسط چہارم

دیابنہ نے مفسر کی تاویل کیسے کی؟

سوال: جب اشخاص اربعہ کی عبارتیں کفری معنی میں مفسر ہیں تو پھر دیابنہ ان عبارتوں کی تاویل کیسے کرتے ہیں؟

جواب: یہ بات یقیناً قابل تعجب ہے کہ دیابنہ کفریہ معنی میں مفسر عبارتوں کی بھی تاویل کرتے ہیں، جس کے سبب لوگوں کو غلط فہمی ہوجاتی ہے کہ اگر یہ عبارتیں نا قابل تاویل ہیں تو پھر دیوبندیوں نے تاویل کیسے کی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دیوبندی لوگ اشخاص اربعہ کی کفری عبارتوں کی باطل تاویل کرتے ہیں اور تاویل باطل ہر عبارت کی ہوسکتی ہے، لیکن تاویل باطل فقہا و متکلمین کسی کے یہاں مقبول نہیں، اس لیے اس تاویل کے سبب حکم کفر ختم نہیں ہوسکتا۔ ہاں، تاویل پیش کرنے والا ضرور کافر قرار پائے گا۔

کفر کلامی کی تاویل کرنے والا کافر

قال ابن نجیم المصری الحنفی: {وَمَنْ حَسَّنَ کَلَامَ اَهْلِ الْاَهْوَاءِ اَوْ قَالَ مَعْنَوِیٌّ اَوْ کَلَامٌ لَهٗ مَعْنًی صَحِیْحٌ–اِنْ کَانَ ذٰلِکَ کُفْرًا مِنَ الْقَائِلِ کَفَرَ الْمُحَسِّنُ} (البحر الرائق جلد پنجم ص 209)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

قال النووی الشافعی: {وَاَنَّ مَنْ لَمْ یُکَفِّرْ مَنْ دَانَ بِغَیْرِ الْاِسْلَامِ کَالنَّصَارٰی اَوْ شَکَّ فِیْ تَکْفِیْرِھِمْ اَوْ صَحَّحَ مَذْھَبَھُمْ فَھُوَ کَافِرٌ–وَاِنْ اَظْھَرَ مَعَ ذٰلِکَ الْاِسْلَامَ وَاِعْتَقَدَہ}(روضۃ الطالبین جلد ہفتم ص290)

قال الھیتمی الشافعی ناقلًا عن الشفاء: {وَاَنَّ مَنْ لَمْ یُکَفِّرْ مَنْ دَانَ بِغَیْرِ الْاِسْلَامِ کَالنَّصَارٰی اَوْ شَکَّ فِیْ تَکْفِیْرِھِمْ اَوْ صَحَّحَ مَذْھَبَھُمْ فَھُوَ کَافِرٌ–وَاِنْ اَظْھَرَ مَعَ ذٰلِکَ الْاِسْلَامَ وَاِعْتَقَدَہ}(الاعلام بقواطع الاسلام ص378)

توضیح: کفر کلامی کی تاویل کرنے والا، یا اس کو صحیح بتانے والا، یا کفر کلامی کے مرتکب کو مومن بتانے والا کافر ہے۔

اشخاص اربعہ کا کفر ایک بڑی آزمائش

حقیقت یہ ہے کہ اشخاص اربعہ کا کفر برصغیر کے مسلمانوں کے واسطے ایک بڑی آزمائش ہے۔ اگر انہیں کافر مانتے ہیں تو بہت سے رشتے اور تعلقات منقطع ہوجاتے ہیں اور اگر انہیں مومن کہتے ہیں تو اسلام وایمان سے رشتہ اور تعلق منقطع ہوجاتا ہے۔ یہ ہمارے ایمان کا بڑا امتحان ہے۔

ایمان کی کمزوری کی علامت یہی ہے کہ بہت سے لوگ اپنے ایمان کی فکر نہیں کرتے اور محض دنیاوی تعلقات یا اہل دنیا کی نظر میں میاں مٹھو بننے کے واسطے حکم شرعی سے روگردانی کرتے ہیں۔ افہام وتفہیم کے بعد بہت سے لوگ حق کی طرف آجاتے ہیں اور بعض کی تقدیر میں کفر ہی ہوتا ہے۔

احتمال کا مفہوم

قال السید الشریف الجرجانی الحنفی: {الاحتمال: مَا لَا یَکُوْنُ تَصَوُّرُ طَرْفَیْہِ کَافِیًا–بَلْ یَتَرَدَّدُ الذِّھْنَ فِی النِّسْبَۃِ بَیْنَھُمَا–وَیُرَادُ بِہِ الْاِمْکَانُ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

الذِّهْنِيُّ}(کتاب التعریفات ص14-دارالفکر بیروت)

توضیح: احتمال کا مفہوم یہ ہے کہ جانب موافق و جانب مخالف دونوں متردد ہوں۔نہ جانب موافق یقینی ہو، نہ جانب مخالف یقینی ہو، بلکہ دونوں جانب کا امکان ذہنی ہو۔

قطعی بالمعنی الاخص میں جانب مخالف کا بالکل احتمال نہیں ہوتا ہے، نہ احتمال بالدلیل ہوتا ہے، نہ احتمال بلا دلیل۔قطعی بالمعنی الاخص احتمال سے ماوراہوتا ہے۔

قطعی بالمعنی الاخص کی دو قسمیں ہیں: (۱) قطعی الثبوت (۲) قطعی الدلالت۔

قطعی الدلالت بالمعنی الاخص کو مفسر اور صریح متعین کہا جاتا ہے۔

وسیلہ ثبوت کے اعتبار سے قطعی الثبوت بالمعنی الاخص کی تین قسمیں ہیں:

(1) خبر صادق (قول رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام وخبر متواتر) (2) بداہت عقل اور (3) حواس ظاہرہ سے ثابت ہونے والے امور قطعی الثبوت بالمعنی الاخص ہوتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جس نے کوئی حکم سماعت کیا، وہ ان کے حق میں قطعی الثبوت ہے۔

اسی طرح خبر متواتر اور حواس ظاہرہ سے ثابت ہونے والا امر بھی قطعی الثبوت ہوتا ہے۔عقل سے بداہۃً ثابت ہونے والا امر بھی قطعی الثبوت بالمعنی الاخص ہوتا ہے۔

احتمال بالدلیل اور احتمال بلا دلیل کی تفہیم

احتمال بالدلیل کا لفظ ہی ظاہر کر رہا ہے کہ وہاں احتمال پر کوئی دلیل ہے، اور احتمال بلا دلیل کا لفظ بتا رہا ہے کہ کوئی احتمال ذہن میں آ رہا ہو، لیکن اس احتمال پر کوئی دلیل نہ ہو، اس لیے فقہا اس کا لحاظ نہیں کرتے۔

جہاں احتمال بالدلیل ہو، وہ ظنی ہوگا، کیوں کہ اس احتمال پر دلیل موجود ہے۔جہاں احتمال بلا دلیل ہو، وہ قطعی ہوگا، کیوں کہ اس احتمال پر کوئی دلیل موجود نہیں، لیکن یہ قطعی بالمعنی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

الاعم ہوگا، کیوں کہ یہاں احتمال موجود ہے، گرچہ اس احتمال پر دلیل نہیں۔

قطعی بالمعنی الاخص میں احتمال بلا دلیل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ وہاں جو احتمال پیش کیا جاتا ہے، وہ احتمال باطل ہوتا ہے۔ اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں میں بھی جو احتمال پیش کیا جاتا ہے، وہ احتمال باطل ہے۔

قال الامام احمد رضا القادری: {اِذَا اَذْعَنَّا بِشَیْءٍ–فَاِنْ لَمْ یَحْتَمِلْ خِلَافَہ اَصْلًا کَوَحْدَانِیَّةِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَحَقَّانِیَّةِ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیقین بالمعنی الاخص–وان احتمل اِحْتِمَالًا نَاشِئًا لَا عَنْ دَلِیْلٍ کَاِمْکَانِ اَنْ یَکُوْنَ الَّذِیْ نَرَاہُ زَیْدًا جِنِّیًّا تَشَکَّلَ بِشکلہ فبالمعنی الاعم–ومثل الاحتمال لَا نَظَرَ اِلَیْہِ اَصْلًا–وَلَا یَنْزِلُ الْعِلْمُ عَنْ دَرَجَةِ الْیَقِیْنِ–اَمَّا النَّاشِیْءُ عَنْ دَلِیْلٍ فَیَجْعَلُہ ظَنًّا وَالْکُلُّ دَاخِلٌ فِی الْاِذْعَانِ}

(حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص 6- رضا اکیڈمی ممبئی)

توضیح: احتمال بلا دلیل قطعیت کو ختم نہیں کر سکے گا اور احتمال بالدلیل قطعیت سے مانع ہوگا اور محتمل کو ظنی بنا دے گا۔ امام احمد رضا قادری نے احتمال بلا دلیل کی مثال یہ رقم فرمائی کہ یہ ممکن ہے کہ مثلاً زید جسے ہم دیکھ رہے ہیں، وہ زید نہ ہو، بلکہ کوئی جن زید کی شکل اختیار کر لیا ہو۔ یہ احتمال بالدلیل قطعیت سے مانع نہیں ہوگا، لیکن قطعیت بالمعنی الاخص سے مانع ہوگا۔ احتمال بلا دلیل کے سبب محتمل، قطعی بالمعنی الاخص نہ ہو سکے گا۔

حضرت صدر الشریعہ بخاری قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل عبارت میں احتمال باطل کی یہ مثال پیش کی گئی کہ زید جسے ہم دیکھ رہے ہیں، ممکن ہے کہ وہ زید نہ ہو، بلکہ وہ فنا ہو چکا ہو، اور اس کی جگہ کوئی دوسرا زید اسی کے ہم شکل پیدا ہو گیا ہو۔ یہ باطل احتمال ہے، اور باطل احتمال کا بالکل لحاظ نہیں ہوتا۔ یہ باطل احتمال قطعیت بالمعنی الاخص سے مانع نہیں ہوتا،

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بلکہ باطل احتمال کا اعتقاد ایمان واسلام سے خروج کا سبب ہوتا ہے۔

قال صدر الشریعة فی بحث الامر :{(هٰذَا الْاِحْتِمَالُ يُبْطِلُ الْحَقَائِقَ) يُمْكِنُ اَنْ يُرَادَ بِهَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ–فانه لواُعْتُبِرَ مِثْلُ هٰذِهِ الْاِحْتِمَالَاتِ– يجوز اَنْ لَا يَكُوْنَ زَيْدٌ زَيْدًا–بَلْ عُدِمَ الشَّخْصُ الْاَوَّلُ وَخُلِقَ مَكَانَهُ شَخْصٌ اٰخَرَ–وهو عين مذهب السوفسطائية النافين حقائق الاشياء–ويمكن ان يراد حقائق الالفاظ–اِذْ مَا مِنْ لَفْظٍ اِلَّا وَلَهُ اِحْتِمَالٌ قَرِيْبٌ اَوْ بَعِيْدٌ اَوْ خُصُوْصٌ اَوْ اِشْتِرَاكٌ اَوْ مَجَازٌ–فَاِنْ اُعْتُبِرَتْ هٰذِهِ الْاِحْتِمَالَاتُ مَعَ عَدَمِ الْقَرِيْنَةِ– تَبْطُلُ دَلَالَاتِ الْاَلْفَاظِ عَلَى الْمَعَانِى الموضوع لها}

(التوضیح جلداول:ص153)

توضیح: صدرالشریعہ کا قول (هٰذَا الْاِحْتِمَالُ يُبْطِلُ الْحَقَائِقَ) کہ یہ احتمال ثابت شدہ حقائق کو باطل کر دیتا ہے۔مفہوم یہ ہے کہ اگر اس احتمال باطل کا اعتبار کیا جائے تو تمام حقائق باطل ہوجائیں گے ، پس اس قسم کے احتمال کا کوئی اعتبار نہیں ۔اس طرح کے احتمالات سوفسطائیہ پیش کرتے ہیں جو اشیائے موجودہ کی حقیقتوں کا انکار کرتے ہیں۔

ان کے باطل احتمالات کا لحاظ کیا جائے تو موجود بھی غیر موجود قرار پائے ،جیسے یہ ممکن ہے کہ زید جسے ہم دیکھ رہے ہیں ،وہ زید نہ ہو، بلکہ وہ فنا ہو چکا ہو، اور اس کی جگہ کوئی دوسرا زید اسی کے ہم شکل پیدا ہوگیا ہو۔ یہ باطل احتمال ہے،اور باطل احتمال کا بالکل لحاظ نہیں ہوتا۔

دیابنہ کے پیش کردہ احتمالات بھی سوفسطائیہ کے باطل احتمالات کی طرح ہیں ،اسی لیے ان احتمالات وتاویلات کے سبب حکم کفر قائلین سے جدا نہیں ہوتا، بلکہ تاویل کرنے والوں پر حکم کفر عائد ہوجاتا ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

فقہائے احناف اور اقسام تاویل

احتمال کے سبب تاویل ہوتی ہے۔اگر کہیں احتمال قریب ہے تو وہاں تاویل قریب ہو گی۔اگر احتمال بعید ہو تو تاویل بعید ہوگی۔اگر احتمال متعذر ہو تو وہاں تاویل متعذر رہو گی۔ اسی کو تاویل باطل بھی کہا جاتا ہے۔

فقہائے ثلاثہ کے یہاں تاویل کی تین قسمیں ہیں :(1) تاویل صحیح یعنی تاویل قریب (2) تاویل فاسد یعنی تاویل بعید (3) تاویل باطل یعنی تاویل متعذر۔

فقہائے احناف تاویل کی دو قسموں کو تسلیم کرتے ہیں اور تاویل باطل چوں کہ تحریف وتبدیل ہے،اس لیے تاویل باطل کو تاویل کی قسموں میں شمار نہیں فرماتے۔

قال المحقق بحر العلوم الفرنجی محلی:{(الفصل الاول:اَلتَّاوِيْلُ مِنْهُ قَرِيْبٌ)الی الفهم(فَيَتَرَجَّحُ الْمَرْجُوْحُ بِمُرَجِّحٍ مَّا)وَهُوَالْقَرِيْنَةُ(وَمِنْهُ بَعِيْدٌ)عن الفهم(فَلا يصار اليه الا بباعث قوی)فيترجح وينساق الی الذهن– والشافعية ثَلَّثُوا القسمة–وقالوا:التاويل قريب ويعبد ومتعذر–ولايخفٰی ما فيه–وهل هذا الاكقسمة الانسان الی الرجل والمرأة والنقش المنقوش علی اللوح}(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت جلد دوم:ص22)

توضیح:فقہائے شوافع نے تاویل کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔تاویل قریب،تاویل بعید اور تاویل متعذر۔فقہائے احناف تیسری قسم کو تاویل نہیں کہتے۔یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی انسان کی تین قسمیں بیان کرے۔مرد،عورت اور تختی پر بنی ہوئی انسان کی تصویر۔جس طرح تصویر انسان نہیں ہے،اسی طرح تاویل متعذر بھی تاویل نہیں ہے۔

جس طرح دیوبندیوں نے مفسر میں اختلاف کیا،اسی طرح بدیہی میں بھی اختلاف ہوتا ہے،اور بعض امور کے بدیہی ہونے میں بھی اختلاف ہوتا ہے،لیکن یہ اختلاف غیر

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

معتبر ہوتا ہے۔اس اختلاف کے باوجود مخالف پر شرعی حکم عائد ہوتا ہے۔کم عقلی، عناد اور تعصب وہٹ دھرمی کے سبب یہ اختلاف ہوتا ہے۔ایسے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

بدیہی میں اختلاف کا سبب

علامہ سعدالدین تفتازانی نے رقم فرمایا:{**الضروری قد یقع فیه خلاف–اما لعناد او لقصور فی الادراک–فان العقول متفاوتة بحسب الفطرة باتفاق من العقلاء**}(شرح عقائد نسفیہ ص 41-مجلس برکات مبارک پور)

توضیح: بدیہی امور میں بھی کبھی اختلاف ہوسکتا ہے۔اس کا دو سبب علامہ ممدوح نے بیان فرمایا: (الف) عناد کے سبب اختلاف (ب) کم عقلی اور قصور فہم کے سبب اختلاف۔

یہ واضح ہے کہ دیوبندیوں نے اشخاص اربعہ کی مفسر عبارتوں میں محض اہل سنت کے عناد کے سبب کفر کو تسلیم نہیں، ورنہ دیابنہ کو معلوم ہے کہ یہ عبارتیں کفری معنی میں مفسر ہیں۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ بعض انصاف پسند دیوبندی دیوبندیت سے تائب ہوکر اہل سنت وجماعت میں شامل ہوگئے۔تائبین میں دیوبندی مدارس کے فارغین بھی شامل ہیں۔

محدث دیابنہ انور شاہ کشمیری نے ختم نبوت کے دیوبندی نظریہ کے خلاف لکھا تو حق گوئی کے سبب دارالعلوم دیوبند کے منصب شیخ الحدیث سے اسے معزول کردیا گیا۔

امر متواتر کے بدیہی ہونے میں اختلاف

علامہ سعدالدین تفتازانی نے رقم فرمایا:{**فان قیل:الضروریات لا یقع فیها التفاوت والاختلاف–ونحن نجد العلم بکون الواحد نصف الاثنین اقوٰی من العلم بوجود اسکندر–والمتواتر قد انکرت افادته العلم جماعة من العقلاء کالسمنیة والبراهمة.**

قلنا:هذا ممنوع–بل قد یتفاوت انواع الضروری بواسطة التفاوت

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

فی الالف والعادة والممارسة والاخطار بالبال وتصورات اطراف الاحکام –وقد یختلف فیه مکابرة وعنادًا کالسوفسطائیة فی جمیع الضروریات}

(شرح عقائد نسفیہ ص36-مجلس برکات مبارک پور)

توضیح: بھارت کے برہمن اور گجرات کے سومناتھ مندر کے پجاری خبر متواتر کے ذریعہ حصول یقین کا انکار کرتے تھے۔ دراصل خبر متواتر سے یقین بدیہی حاصل ہوتا ہے اور بھارت میں برہمنوں کی آمد یعنی 1500: قبل مسیح سے حضور اقدس نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گری تک کسی نبی کی آمد کا پتہ نہیں چلتا۔

ہاں، حضور اقدس خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل کسی نبی ورسول کی آمد کا امکان ضرور ہے، لیکن محض امکان سے آمد کا ثبوت فراہم نہیں ہوتا۔

برہمن قوم 1500: قبل مسیح میں وسط ایشیا (یوریشیا) سے بھارت آئی اور ان لوگوں نے اپنی شاطرانہ چالوں سے بھارتی حکومتوں پر قبضہ جما لیا۔ اپنی حکومتوں کی مضبوطی کے واسطے ویدک دھرم (سناتن دھرم/ ہندو دھرم) ترتیب دیا۔ دھارمک کتابوں (وید، اُپنشد، اسمرتی وغیرہ) میں بھارت کے اصل مقامی باشندوں کو شودر یعنی برہمنوں کا غلام قرار دیا، تاکہ کبھی ان کے دلوں میں حکومت وسلطنت کی خواہش پیدا نہ ہو سکے۔

عہد بعثت انبیا علیہم الصلوٰۃ السلام میں خبر متواتر کے ذریعہ دنیا کے مختلف ممالک میں حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت وجلوہ گری کی خبریں بھارت میں آتی رہیں، لیکن برہمنوں اور سومناتی پنڈتوں نے ان خبروں کو نہ قبول کیا اور نہ ہی اپنے مذہب سے دستبردار ہوئے۔ شودروں کو بھی ان مذاہب کی طرف مائل ہونے نہ دیا۔ سب کو جھوٹی خبر بتایا، تاکہ ان کی سلطنت وحکومت قائم رہے۔

برہمنوں نے شودروں کو حصول تعلیم سے محروم کر رکھا تھا، اس لیے وہ اس لائق نہیں

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

تھے کہ صحیح وغلط میں فرق کرسکیں اور برہمن و پنڈت لوگ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی متواتر خبروں کو جھٹلاتے رہے۔انہیں خطرہ محسوس ہوتا تھا کہ جب لوگ دیگر مذاہب کی طرف منتقل ہوجائیں گے تو نہ وہ خود کو شودر مانیں گے، نہ ہی وہ خود کو برہمنوں کا پیدائشی غلام مانیں گے، پھر وہ ہم سے اختلاف پر آمادہ ہوجائیں گے۔

مسلم سلاطین ہند کا نام سن کر برہمنوں کا کلیجہ اسی لیے ریزہ ریزہ ہونے لگتا ہے کہ مسلم حکومتوں کے سبب بھارت میں مذہب اسلام کو قدم جمانے کا موقع ملا اور شودروں کی ایک بڑی تعداد برہمنوں کی غلامی سے نجات پاکر ان کے مدمقابل کھڑے ہوگئی۔اسی طرح مذہب اسلام کا نام سن کر برہمنوں کے تن بدن میں سخت شعلوں والوں آگ بھڑک اٹھتی ہے ،پھر وہ پاکستان کا نام لے کر مسلمانوں پر برسنے اور اپنے دانت چبانے لگتے ہیں۔

تمام بدیہیات میں سوفسطائیہ کا اختلاف

علامہ سعدالدین تفتازانی نے رقم فرمایا:{(حقائق الاشیاء ثابتة–والعلم بها متحقق خلافًا للسوفسطائية)فان منهم:من ينكر حقائق الاشياء–ويزعم انها اوهام وخيالات باطلة وهم العنادية–ومنهم:من ينكر ثبوتها ويزعم انها تابعة للاعتقاد حتى ان اعتقدنا الشيء جوهرًا فجوهر–اوعرضًا فعرض–او قديما فقديم–او حادثًا فحادث،وهم العندية–ومنهم:من ينكر العلم بثبوت شيء ولا ثبوته ويزعم انه شاک،وشاک فی انه شاک–وهلم جرًّا–وهم اللاادرية}(شرح عقائدنسفیہ ص 31-مجلس برکات مبارک پور)

توضیح:فرقہ سوفسطائیہ تمام بدیہیات وموجودات کا انکار کرتا ہے،حتی کہ وہ لوگ اپنے وجود کا بھی انکار کرتے ہیں۔یہ ان کی حماقت اور ہٹ دھرمی ہے۔فرقہ سوفسطائیہ کے متعدد طبقات ہیں،مثلاً عنادیہ،عندیہ،لاادریہ۔دیابنہ بھی فرقہ سوفسطائیہ کا ایک طبقہ ہے جو اپنے

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اکابرین کی کفری معنی میں مفسر عبارتوں کو مفسر نہیں مانتے، اور حقیقت ثابتہ کا انکار کرتے ہیں۔

بعض سوفسطائیہ اشیائے موجودہ کو موجود ہی نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اشیا موجود نہیں، بلکہ یہ اوہام وخیالات ہیں۔ یہ فرقہ عنادیہ ہے۔ بعض سوفسطائی اشیائے موجودہ کے وجود وثبوت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سب کچھ اعتقاد کے تابع ہے۔

اگر ہم نے کسی کو جوہر مان لیا تو وہ جوہر ہے، اور عرض مانا تو وہ عرض ہے۔ یہ فرقہ عندیہ ہے۔ بعض سوفسطائیہ اشیائے موجودہ کے وجود وعدم وجود میں شک کرتے ہیں، اور اس میں بھی انہیں شک ہے کہ وہ شک میں مبتلا ہیں۔ یہ فرقہ لاادریہ ہے۔

علامہ تفتازانی نے رقم فرمایا کہ ان کے ساتھ بحث ومناظرہ کی راہ نہیں۔ ان کو سمجھانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کو آگ میں ڈال دیا جائے۔ جب آگ ان کو جلائے گی اور وہ تڑپیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ آگ جلانے والی چیز ہے اور اشیا کا حقیقی وجود ہے۔ وہ دلائل سے کچھ ماننے والے نہیں۔ اسی طرح دیوبندیوں کو سمجھانے کی کوئی راہ نہیں۔

امام تفتازانی نے رقم فرمایا: **{والحق انه لا طريق الى المناظرة معهم خصوصًا مع اللا ادرية–لانهم لا يعترفون بمعلوم ليثبت به مجهول،بل الطريق تعذيبهم بالنار ليعترفوا او يحترقوا}**

(شرح عقائد نسفیہ ص 31-مجلس برکات مبارک پور)

توضیح: جو حال سوفسطائیہ کا ہے، وہی حال دیابنہ کا ہے۔ دیوبندی گروپ بھی سوفسطائیہ کا ایک قبیلہ ہے۔ یہ لوگ حقائق سے آشنا ہو کر بھی چشم پوشی اور انکار کرتے ہیں۔

طارق انور مصباحی

جاری کردہ: 03: نومبر 2020

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

مبسملا وحامدا::ومصلیا ومسلما

البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیہ: رسالہ دہم ،باب سوم ،فصل دوم کی عبارتیں حذف واضافہ کے ساتھ نقل کی جاتی ہیں ۔اس فصل میں ''من شک: الخ'' کی غلط تاویل کا رد ہے۔بعض علمائے حق بھی شک میں مبتلا ہوگئے اور دیابنہ کے فریب سے محفوظ نہ رہ سکے۔

''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کی توضیح

سوال: علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے تحقیق الفتویٰ کے خلاصہ فتویٰ میں تحریر فرمایا کہ جو اس قائل کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے۔ یہ کلیہ ((من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر)) تکفیر کلامی میں استعمال کیا جاتا ہے؟ یا تکفیر فقہی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے؟

جواب: تکفیر فقہی کے وقت بھی اس اصول کا استعمال کیا گیا ہے۔کافر فقہی کے لیے مرتد کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ نے رافضیوں کو بحکم فقہا کافر ومرتد قرار دیا اور حوالہ کے طور پر جو عبارتیں تحریر فرمائی ہیں، ان میں یہ مفہوم مذکور ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔بعض عبارتیں منقولہ ذیل ہیں۔ یہ تبرائی روافض کا حکم ہے، تمام روافض کا نہیں۔

(1)''جواب سوال دوم: بلاشبہہ رافضی تبرائی بحکم فقہائے کرام مطلقا کافر مرتد ہے۔اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل کو ہمارا رسالہ ''ردالرفضہ'' بحمداللہ کافی ووافی۔ یہاں دو چار سندوں پر اقتصار''۔(فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص36-رضا اکیڈمی ممبئ)

امام احمد رضا قادری کی نقل کردہ بعض حوالہ جاتی عبارتیں مرقومہ ذیل ہیں:

(2)''عقود الدریہ طبع مصر جلد اول ص۹۲: دربارۂ روافض: **اعلم اسعدک اللّٰہ تعالٰی ان ھؤلاء الکفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرھم والحادھم فھو کافر مثلھم**''۔(فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص۳۷-رضا اکیڈمی ممبئ)

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(3)''اجمع علماء الاعصار علٰی ان من شک فی کفرھم کان کافرا''۔(بحوالہ:عقود الدریہ طبع مصر جلد اول ص93)

(فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص37-رضا اکیڈمی ممبئی)

(4)امام احمد رضا نے رسالہ: ردالرفضہ میں تبرائی رافضی کو بحکم فقہا کافر قرار دینے کے بعد تحریر فرمایا:

''یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے، اگر چہ تبرا وانکار خلافت شیخین کے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں: والاحوط فیہ قول المتکلمین انہم ضلال من کلاب النار، لا کفار وبہ ناخذ-اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی نہیں، بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں، یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے، وہ خود کافر ہے۔ بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل، مرد وعورت، چھوٹے، بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں''۔(رسالہ ردالرفضہ ص259-فتاویٰ رضویہ مترجم جلد 14: جامعہ نظامیہ لاہور)

توضیح: مذکورہ بالا عبارتوں میں کافر فقہی وکافر کلامی دونوں کے لیے (من شک فی کفرہ فقد کفر) کا اصول استعمال کیا گیا۔(2)اور(3) میں کافر فقہی کے لیے (من شک :الخ) کا استعمال ہے اور(4) میں کافر کلامی کے لیے (من شک :الخ) کا استعمال وارد ہے۔

واضح رہے کہ متکلمین کفر فقہی کا مطلقاً انکار نہیں کرتے ہیں، بلکہ وہ اپنی اصطلاح کے اعتبار سے بعض صورتوں میں کفر فقہی کو ضلالت وگمرہی سے تعبیر کرتے ہیں۔کفر لزومی فقہی کی بعض صورتیں خود فقہا کے مابین بھی مختلف فیہ ہیں۔اسی طرح کفر لزومی فقہی کی بعض صورتوں میں متکلمین کے یہاں ضلالت وگمرہی بھی ثابت نہیں ہوتی،بعض صورتوں میں متکلمین ملزم کو صرف آثم وخاطی کہتے ہیں۔کافر کلامی کو کافر نہ ماننے والا کافر کلامی ہے۔جب کافر فقہی بھی فقہا کے یہاں کافر ہے تو کافر کلامی فقہا کے یہاں بدرجہ اولیٰ کافر ہوگا۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اگر متفق علیہ کافر فقہی کے کافر فقہی ہونے کا انکار کیا جائے تو منکر کافر فقہی ہوگا۔ متکلمین کافر فقہی کے کافر فقہی ہونے کا انکار نہیں کرتے ، بلکہ اسے تسلیم کرتے ہیں ،لیکن متکلمین اپنی اصطلاح کے اعتبار سے اس کو کافر کی بجائے ضال وگمراہ کہتے ہیں،اور کفر فقہی کو ضلالت وگمرہی سے تعبیر کرتے ہیں، پس یہ محض اصطلاح وتعبیر کا فرق ہے۔

دہلوی کی تکفیر فقہی پر سب سے قوی شبہہ علامہ خیرآبادی قدس سرہ العزیز کے الفاظ (من شک فی کفرہ: الخ) کے سبب کیا جاتا ہے۔امام احمد رضا قادری نے تبرائی روافض کے بارے میں تحریر فرمایا کہ وہ بحکم فقہا کافر ومرتد ہیں اور پھر علامہ شامی کی ((عقود الدریہ) سے چند عبارتیں بطور دلیل پیش کی ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جب دعویٰ ہے کہ تبرائی روافض کافر فقہی ہیں تو دلیل میں جو پیش کیا جارہا ہے،اس سے کفر فقہی کا ثبوت ہوگا۔

اگر ان عبارتوں سے کفر کلامی ثابت ہوتا ہے تو پھر اعلیٰ حضرت جیسے مدقق ومحقق سے یہ بعید ہے کہ دعویٰ کفر فقہی کا کریں اور دلیل میں کفر کلامی کو ثابت کرنے والی عبارتیں پیش کریں۔

سوال: عقود الدریہ میں (من شک فی کفرہ: الخ) اور اس جیسی عبارت جن لوگوں کے حق میں استعمال ہوئی ہیں، وہاں صرف سب شیخین کا ذکر نہیں، بلکہ ان امور کا ذکر بھی ہے، جن سے کفر کلامی ثابت ہوتا ہے، مثلاً استخفاف بالدین، یا بعض ضروریات دین کا انکار، وغیرہ امور۔

اب جب کہ استخفاف بالدین یا ضروریات دین کے انکار کے سبب کفر کلامی کا ثبوت ہوتا ہے تو یہ تبرائی روافض کافر کلامی ہوں گے، یا پھر (من شک: الخ) کا استعمال ان روافض کے حق میں ہوگا جو کافر کلامی ہیں، جیسے روافض عہد حاضر؟

جواب: جب ضروریات دین کا انکار یا استخفاف بالدین بطریق لزوم ثابت ہو تو فقہا کفر فقہی کا حکم جاری کردیں گے،لیکن متکلمین ضروریات دین کے لزومی انکار کے وقت کفر کلامی کا حکم جاری نہیں کریں گے۔

لزوم کفر کی متعدد صورتوں میں متکلمین حکم ضلالت نافذ کرتے ہیں ،اور کفر لزومی فقہی کی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بعض صورتوں میں متکلمین کے یہاں ضلالت بھی ثابت نہیں ہوتی۔البرکات: رسالہ چہارم وپنجم میں تفصیل ہے۔

اگر ضروریات دین کا صریح انکار ہے تو اگر یہ صریح محض متبین ہے،یعنی ظاہر یا نص کے درجے کا انکار ہے تو ظاہر میں احتمال بعید اور نص میں احتمال ابعد ہے، یہاں بھی متکلمین حکم ضلالت جاری کریں گے۔اگر وہ صریح انکار مفسر کے درجہ کا ہے تو متکلمین کفر کلامی کا حکم جاری کریں گے۔مفسر میں احتمال بعید یا ابعد یا احتمال قریب کسی کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔ایسا انکار متکلمین کے یہاں التزام کفر ہے۔صریح متبین میں فقہا کے یہاں التزام کفر ثابت ہوجاتا ہے، اور کفر قطعی ہوجاتا ہے،اسی لیے فقہا یہاں پر (من شک:الخ) کا استعمال کرتے ہیں۔

تکفیر فقہی کے وقت بھی (من شک:الخ) کے استعمال ہونے کی وضاحت مقالات شارح بخاری میں مرقوم ہے۔

فتاویٰ رضویہ (جلد ششم ص ۳۷) میں عقود الدریہ کی (من شک :الخ) والی عبارت کو تبرائی روافض کے لیے استعمال کیا گیا جو کافر فقہی ہیں، پھر رسالہ ردالرفضہ کے آخری حصہ میں روافض عہد حاضر کے حق میں عقود الدریہ کی وہی (من شک:الخ) والی عبارت کا استعمال ہوا، جو متکلمین کے یہاں بھی مرتد ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تبرائی روافض کے لیے متکلمین کے طور پر التزام کفر نہ تھا تو وہاں (من شک:الخ) محض فقہا کے طور تسلیم کیا جائے گا۔

تبرائی روافض کے بارے میں (ردالرفضہ) میں صریح فیصلہ (<u>والاحوط فیہ قول المتکلمین انہم ضلال من کلاب النار، لا کفار وبہ ناخذ</u>) مرقوم ہے کہ یہ متکلمین کے یہاں کافر نہیں۔

رسالہ ردالرفضہ کے اخیر میں روافض زمانہ کا ذکر ہے تو وہاں عقود الدریہ کی وہی (من شک : الخ) والی عبارت بطور مذہب متکلمین استعمال ہوگی، کیوں کہ یہاں ضروریات دین کا انکار مفسر طریقے پر ہے۔

جب فقہا کے درمیان متفق علیہ تکفیر فقہی کے وقت کہا جائے کہ جو فلاں کے کفر میں شک

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

کرے تو وہ اسی کی طرح کافر ہے تو اس کا مفہوم ہوگا کہ وہ اسی کی طرح کافر فقہی ہے۔

جب تکفیر کلامی کے وقت کہا جائے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے تو وہ اسی کی طرح کافر ہے تو مفہوم ہوگا کہ وہ اسی کی طرح کافر کلامی ہے۔ فقہا کا حکم (من شک: الخ) اسی پر نافذ ہوگا، جو مسئلہ تکفیر میں مذہب فقہا پر ہو۔ متکلمین کا حکم (من شک: الخ) تمام اہل اسلام پر نافذ ہوگا۔ مسئلہ تکفیر دیگر تقلیدی امور سے مستثنیٰ ہے۔ مسئلہ تکفیر میں اپنے فقہی مذہب کا اتباع لازم نہیں۔

یہ صراحت نہ مل سکی کہ (من شک: الخ) کا استعمال صرف کفر کلامی میں ہوتا ہے۔ استعمال کے قائلین اور عدم استعمال کے قائلین کے اپنے اپنے استدلال ہیں۔

جب علمائے متقدمین کے کلام میں اس بارے میں کوئی صراحت نہیں تو اس لفظ (من شک: الخ) کا کفر کلامی کے ساتھ خاص ہونا یقینی نہیں ہوگا، اور استدلال کے مقابل استدلال ہے، پس حکم ہوگا: **اذا تعارضا، تساقطا**

اب اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے متعلق اس کلیہ (من شک: الخ) کو پیش کر کے یہ دعویٰ کرنا کہ علامہ خیرآبادی نے تکفیر کلامی کی تھی، نا قابل قبول استدلال ہوگا۔

کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری جانے کے بعد کسی کو انکار کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب کسی کے کفر کلامی پر ارباب حل وعقد کا اجماع ہو جائے تو یہ حکم مزید مؤکد ہو جائے گا، اور کسی کو انکار کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اگر کفر کلامی کا صحیح فتویٰ جاری کیا گیا تو دیگر متکلمین کو غور وفکر کا حق ہوگا، لیکن انکار کا حق نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شبہہ ہو تو مفتی اول کو اپنے شبہات پیش کرنے کا حکم ہوگا، تاکہ تشفی بخش جواب پالے، جیسا کہ مانعین زکات سے جہاد کا حکم جاری ہونے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار فرمایا تھا، پھر دلیل صدیقی کو قبول فرما کر حکم سے متفق ہو گئے۔ ان امور کا تفصیلی بیان البرکات: رسالہ ہشتم باب دوم وسوم میں ہے۔

جب کفر کلامی کا فتویٰ صحیح ہو تو اب تحقیق کا مفہوم صرف یہ ہوگا کہ جس طرح آج ہم

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

حضرات ائمہ مجتہدین کے اجماعی احکام کو کتابوں میں پڑھتے ہیں اور ان احکام کے دلائل کی تحقیق وتفتیش کرتے ہیں، لیکن ہمیں ان اجماعی احکام کے انکار کی اجازت نہیں، حتی کہ مابعد کے مجتہدین کو اجماعی احکام میں اجتہاد کی اجازت نہیں ہوتی۔ اسی طرح کفر کلامی کے صحیح فتویٰ میں اختلاف کی گنجائش نہیں۔ اختلاف کرنے والا اور ملزم کو مومن ماننے والا خود کافر ہے۔

الموت الاحمر کی عبارت کی تشریح

سوال: الموت الاحمر میں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کی عبارت سے ظاہر ہے کہ (من شک: الخ) کا استعمال صرف تکفیر کلامی کے لیے ہوگا۔

جواب: (الموت الاحمر) میں یہ بتانا مقصود ہے کہ دہلوی متکلمین کے یہاں کافر نہیں اور امام اہل سنت قدس سرہ مسئلہ تکفیر میں مذہب متکلمین پر تھے۔

(الکوکبۃ الشہابیہ)) کے اول وآخر میں بھی صراحت فرمائی کہ اس رسالے میں مذہب فقہا کے طور پر کلام ہوگا، یعنی جو مذہب اس رسالہ میں بیان ہوگا، وہ فقہا کا مذہب ہوگا، وہ امام احمد رضا کا مذہب نہیں ہوگا۔ سب سے اخیر میں متکلمین کا مذہب بیان فرمائے کہ مذہب متکلمین پر دہلوی کافر نہیں، اور چوں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بھی مذہب متکلمین پر تھے تو اس کو اپنی جانب منسوب کر کے اس طرح بیان فرمائے: ((گر چہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ ومختار ومرضی ومناسب))

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے مذکورہ بالا مفہوم کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''کیا ان کثیر تکفیروں کو کوئی عاقل یہ گمان کر سکتا ہے، کہ حضرت مصنف علام نے اپنی طرف سے کیں، حاشا۔ وہ اپنا مسلک تو ان سب کو لکھ کر یہ فرما رہے ہیں کہ ((ہمارے نزدیک کف لسان مناسب))، بلکہ یقیناً وہ سب بطور فقہا ہیں، جس پر سب میں پہلی عبارت شروع رسالہ اور سب میں بعد کی ختم رسالہ میں دو شاہد عدل ہیں کہ دونوں میں اسے جماہیر فقہائے کرام کی طرف منسوب کیا ہے۔ آغاز میں جتا دیا کہ کلام طور فقہی پر ہوگا۔ آخر میں بتا دیا کہ کلام طور فقہی

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

پر تھا تو بیچ میں جو کچھ ہے، یقیناً طور فقہی پر ہے۔

وہ لفظ بھی کہ ((کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں)) اسی بیچ میں تھا، اور انہیں تکفیروں میں سے ایک تھا تو قطعاً انہیں کی طرح طور فقہی پر تھا: فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ: ساری کتاب مسلک فقہی کے بیان میں ہے۔ اپنا مختار صرف سطر اخیر میں بتایا ہے''۔

(الموت الاحمر ص 55- جامعۃ الرضا بریلی شریف)

(۲) دہلوی کی عبارت کے بارے میں سوال ہوا کہ ((اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز سے اس عبارت کو ادا کرتے؟))

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے اس کے جواب میں رقم فرمایا:

''جی اسی طرز سے جس سے امام اہل سنت و تمام علمائے حرمین طیبین نے خیابان نانوتوی و گنگوہی اور آپ تھانوی صاحبان کی تکفیر فرمائی کہ وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد مرتد مرتد، اور جو ان کو مسلمان جانے، بلکہ ان کے کفر میں شک ہی کرے، وہ بھی کافر کافر کافر۔

خیر یہ سوال تو فضول تھا جس سے دیوبندیوں کو اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ جیسے الٰہی محمدی احکام ان کے پچھلے اماموں پر اللہ و رسول (جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہروں سے آئے، اسی رنگ کے اپنے امام اول دہلوی صاحب پر بھی سن لیں، اگرچہ بصورت فرض و تقدیر کہ اگر اس کی عبارت متعین ہوتی تو کس طرح کہتے''۔ (الموت الاحمر ص 62- جامعۃ الرضا بریلی شریف)

مذکورہ بالا اقتباس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دہلوی کی عبارت کفری معنی میں متعین ہوتی تو وہ متکلمین کے یہاں کافر ہوتا اور اس وقت امام احمد رضا قادری اس تکفیر کی فقہا کی جانب نسبت کیے بغیر دہلوی کو علی الاطلاق کافر و مرتد قرار دیتے، کیوں کہ عبارت کفری معنی میں متعین ہونے کے وقت وہ متکلمین کے یہاں بھی کافر ہوتا، ایسی صورت میں اس تکفیر کو فقہا کی جانب منسوب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

الحاصل مذکورہ عبارت میں تکفیر کو مطلق رکھنے اور تکفیر کو فقہا کی جانب منسوب کرنے کی وجہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

بتائی جارہی ہے۔خاص کر(من شک:الخ) کی توضیح یہاں زیر بحث نہیں ہے، بلکہ(من شک: الخ) کا استعمال حسام الحرمین میں ہوا ہے،اسی لاحقہ کواور حکم کفر کونقل کیا جارہا ہے کہ دہلوی کافر کلامی ہوتا تو ہم دہلوی کے بارے میں بھی مطلقاً یعنی فقہا کی جانب نسبت کیے بغیر اس کے لیے ان الفاظ کا استعمال کرتے، جو اشخاص اربعہ وقادیانی کے لیے حسام الحرمین میں مذکور ہیں۔

اب چوں کہ دہلوی کی عبارت کفری معنی میں متعین ہی نہیں تو پھر یہ سوال ہی بیکار ہے، جیسا کہ مفتی اعظم ہند نے بھی فرمایا کہ یہ سوال ہی فضول ہے،لیکن دہلوی کے لیے فرض وتقدیر کے طور پر ہی دیابنہ جان گئے کہ اگر دہلوی کی عبارت کفری معنی میں متعین ہوتی تو امام احمد رضا، دہلوی کی مطلقاً تکفیر کرتے،یعنی فقہا کی جانب اس تکفیر کومنسوب نہیں کرتے۔

اس عبارت سے اس بات پر استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ(من شک:الخ) تکفیر کلامی کے ساتھ خاص ہے۔نہ ہی اس مفہوم کو بتانے کے لیے یہ عبارت پیش ہوئی،پس کسی اہل علم کا یہ قول نا قابل قبول ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ القوی نے نص فرمائی کہ(من شک:الخ) کا استعمال صرف کفر کلامی کے لیے ہوتا ہے۔

الموت الاحمر کی بحث ثالث میں دہلوی کی تکفیر فقہی کی توضیح ہے۔علامہ خیرآبادی نے دہلوی کی تکفیر فقہی کی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دہلوی کی عبارت کفری معنی میں متعین نہیں۔علامہ خیرآبادی مسئلہ تکفیر میں مذہب فقہا پر تھے تو انہوں نے مطلقاً بلا انتساب تکفیر فرمائی۔

کافر فقہی بھی فقہا کے یہاں قطعی کافر ہے۔کفر فقہی میں بھی توبہ،تجدید ایمان،تجدید نکاح ،مسلمانوں کی عدم وراثت،حکم قتل،لفظ مرتد کا اطلاق،نماز جنازہ وایصال ثواب کی ممانعت وغیرہ احکام مشترک ہیں۔اب کفر فقہی میں(من شک:الخ) کے استعمال کے ممنوع ہونے کی وجہ کیا ہے؟ علامہ خیرآبادی نے جس قسم کے کفر فقہی میں(من شک:الخ) کا استعمال فرمایا،اس قسم کے کفر فقہی کا مطلقاً انکار کفر فقہی ہے۔یہ فقہا کے یہاں متفق علیہ کفر فقہی ہے۔یہاں(من شک :الخ) کے استعمال پر اعتراض نہیں ہوگا۔متکلمین اس کو ضلالت کہتے ہیں۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

متکلمین اس قسم کے کفر فقہی کا ہرگز مطلقاً انکار نہیں کرتے، بلکہ وہ اس نوع کے کفر فقہی کو ضلالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ہاں، بعض کفر فقہی متکلمین کے یہاں غیر مقبول ہے، جیسے اجماع مابعد صحابہ یعنی اجماع مجتہدین غیر صحابہ سے ثابت شدہ امر کے انکار پر بعض فقہا حکم کفر عائد کرتے ہیں تو یہ کفر فقہی متکلمین کی بحث سے خارج ہے۔

اسی طرح کفر فقہی لزومی کی بہت سی صورتیں بھی متکلمین کے یہاں مقبول نہیں۔ دہلوی کی کفریات کو ((الکوکبۃ الشہابیہ)) میں فقہا کے یہاں صریح بتایا گیا، جب وہ عندالفقہا صریح ہے تو کفر لزومی فقہی نہیں، بلکہ کفر التزامی فقہی ہوگا۔ گرچہ وہ متکلمین کے یہاں التزامی نہیں، کیوں کہ متکلمین صرف کفر مفسر کو کفر التزامی سے تعبیر کرتے ہیں۔

کفر کلامی اور کفر فقہی میں جوہری فرق (من شک: الخ) کا استعمال نہیں ہے؟

بلکہ تکفیر کلامی وہاں ہوگی، جہاں کلام کفری معنی میں مفسر ہو۔ اس کا ذکر مختلف لفظوں میں کیا جاتا ہے: مثلاً

(۱) کبھی کہا جاتا ہے کہ کلام کفری معنی میں متعین ہو تو کفر کلامی کا حکم ہوگا اور کلام کفری معنی میں متبین ہو تو کفر فقہی کا حکم ہوگا۔

(۲) کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ کوئی ضعیف احتمال بھی ہو تو کفر کلامی کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

(۳) کبھی یہ کہ کلام کفری معنی میں قطعی بالمعنی الاخص ہو، جانب مخالف کا بالکل احتمال ہی نہ ہو، تب کفر کلامی کا حکم جاری ہوتا ہے۔

(۴) کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ہزار میں ایک احتمال بھی اسلام کا ہو تو کفر کلامی کا حکم نہیں۔

اب مدارس اسلامیہ کے وابستگان کے لیے آسان طریقہ یہ ہے کہ حنفی اصول فقہ کی درج ذیل تین اصطلاح پر غور کریں:

(۱) ظاہر (۲) نص (۳) مفسر۔

ظاہر میں جانب مخالف کا احتمال بعید ہوتا ہے۔ نص میں جانب مخالف کا احتمال ابعد ہوتا

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

ہے اور مفسر میں جانب مخالف کا بالکل احتمال ہی نہیں ہوتا۔ مثال حاضر کے اعتبار سے یہ کہا جائے گا کہ جب کسی کا کلام تنقیص نبوی میں ظاہر یا نص کے درجہ میں ہو تو وہ کفر فقہی ہوگا۔

جب کسی کا کلام تنقیص نبوی میں مفسر ہو کہ جانب مخالف کا بالکل احتمال ہی نہ رکھے تو پھر یہ کفر کلامی ہوگا۔ یہ آسان سی تشریح ہے۔

دہلوی کا کلام کفری معنی میں مفسر نہیں ہے، اور اشخاص اربعہ کا کلام کفری معنی میں مفسر ہے۔ جب دہلوی کا کلام کفری معنی میں مفسر نہیں تو پھر تکفیر کلامی کی کوئی صورت نہیں۔

یہ دعویٰ کہ علامہ خیر آبادی نے دہلوی سے مناظرہ کیا اور دہلوی کی تاویل سے وہ عبارتیں کفری معنی میں متعین ہوگئیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ خیر آبادی اور دہلوی کے مابین کبھی آمنے سامنے کوئی مناظرہ نہیں ہوا۔ دہلی جامع مسجد کے مناظرہ میں علامہ خیر آبادی حاضر نہیں۔

وہ مناظرہ ((چہاردہ مسائل)) پر ہوا، نہ کہ تقویۃ الایمان کی عبارت پر۔ اس وقت تقویۃ الایمان چھپی نہیں تھی۔ مناظرہ کے بعد ایک سائل نے بحث شفاعت کی چند عبارتیں کسی طرح نقل کر کے علامہ خیر آبادی سے استفتا کیا۔

علامہ خیر آبادی نے تقویۃ الایمان کی اس عبارت پر ((تقریر اعتراضات بر تقویۃ الایمان)) تحریر فرمائی تو اس کے جواب میں دہلوی نے رسالہ ((یک روزہ)) لکھا۔

اس رسالہ کی عبارتوں میں بھی کفر کلامی نہیں پایا جاتا۔ علامہ خیر آبادی نے دہلوی کے عدم رجوع کے سبب اس کی تکفیر فقہی فرمائی، نیز متاخرین فقہائے احناف تکفیر فقہی ہی کیا کرتے تھے، جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد اول میں ہے۔

یہ سوال کہ دہلوی کے کلام میں تاویل بعید یا تاویل ابعد کیا ہے؟ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی ضعیف احتمال کا ذکر کیا۔ اس سے بالکل ظاہر کہ دہلوی کی عبارت کفری معنی میں متعین نہیں، اور یہاں تاویل بعید موجود، لیکن بلا ضرورت اس کا اظہار محافظین ناموس رسالت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثنا کے لیے کیوں کر روا ہوگا؟ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے سوال ہونے پر بھی وہ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

تاویل ظاہر نہیں فرمائی۔(الموت الاحمر ص64-65) دراصل مذبذبین کے ابتلا کا خوف ہے کہ وہ کفر کلامی کی عبارتوں میں بھی اسی طرز پر باطل تاویل کریں گے، حالاں کہ مفسر عبارت میں کسی مفہوم دیگر کا احتمال ہی نہیں ہوتا۔علمائے حق اسی خوف سے تاویل ظاہر نہیں فرماتے۔

نسیم الریاض کی عبارت کی توضیح

بعض اہل علم ''نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض'' کی عبارت پیش کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ (من شک: الخ) کا استعمال صرف کفر کلامی میں ہوتا ہے، حالاں کہ اس عبارت سے ایسا ثابت نہیں۔

نسیم الریاض کی عبارت کی توضیح یہ ہے کہ یہاں علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی نے کوئی اصول یا قانون نہیں بیان فرمایا ہے، بلکہ علامہ خفاجی نے لفظ ''قیل'' کے ساتھ ایک اعتراض نقل فرمایا ہے کہ امام ابن سحنون فرما چکے کہ تنقیص نبوی زندقہ ہے، یعنی شاتم زندیق ہے، پھر امام ابن سحنون کا دوسرا قول قاضی عیاض نے نقل فرمایا کہ تنقیص نبوی کفر ہے، اور شاتم کافر ہے، جو اس کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔

اسی پر اعتراض ہوا کہ جب تنقیص نبوی کے کفر ہونے میں اختلاف ہے، یعنی بعض کے یہاں کفر ہے اور بعض کے یہاں زندقہ ہے تو پھر جو اس کو کفر نہ مانے اور شاتم کو کافر نہ مانے، وہ کافر کیسے ہو جائے گا؟ بلکہ دوسرا طبقہ تنقیص کو زندقہ اور شاتم کو زندیق مانے گا، کافر نہیں مانے گا۔

علامہ خفاجی کے نقل کردہ سوال کا جواب یہ ہے کہ زندقہ بھی کفر ہی کی ایک خاص قسم ہے۔ اب جو شاتم کو زندیق اور سب وشتم کو زندقہ مان رہا ہے، وہ شاتم کو کافر اور سب وشتم کو کفر مان رہا ہے۔ ہاں، جو شاتم کو نہ کافر مانے، نہ زندیق مانے، بلکہ مومن مانے تو وہ ضرور اس مقام پر (من شک فی کفرہ فقد کفر) کے دائرہ میں آئے گا۔

امام ابن سحنون کا قول اول:

قال ابن سحنون فیمن سبه: ذلک ردة کالزندقة—وعلٰی هذا وقع

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

الخلاف فی استتابته وتکفیره–وهل قتله حد او کفر؟

(الشفاء-القسم الرابع-الباب الاول)

امام ابن سحنون کا قول دوم

(چند سطر بعد کی عبارت):**قال محمد بن سحنون: اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، المتنقص له کافر، والوعید جار علیه بعذاب اللّٰه له وحکمه عند الامة قتل–ومن شک فی کفره وعذابه، کفر۔** (الشفاء)

علامہ خفاجی کا اعتراض یہ ہے: **قیل وفی جزمه بکفره بعد نقل الخلاف فیه نظر، وکیف یصح قوله: من شک فی کفره وعذابه، کفر–مع ذکر الخلاف فیه اولًا–فلیتأمل** (نسیم الریاض جلد چہارم ص 338-دار الکتاب العربی بیروت)

توضیح: امام ابن سحنون کے قول دوم میں ہے کہ شاتم کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ اس پر سوال ہوا کہ قول اول میں ہے کہ سب وتنقیص مثل زندقہ ہے تو وہ کفر خاص نہیں، گرچہ زندقہ بھی کفر عام ہی کی ایک قسم ہے تو اب یہ کہنا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے، یہ کیسے صحیح ہوگا۔

اس کا آسان جواب یہ ہے کہ ''من شک: الخ'' میں کفر خاص مراد نہیں، بلکہ کفر عام مراد ہے، جس کی قسمیں زندقہ، منافقت، اور کفر ہیں، پس ''من شک: الخ'' کا حکم سب کو شامل ہوگا۔

مختلف فیہ کفر فقہی میں من شک: الخ کا استعمال

سوال: مختلف فیہ کفر فقہی مثلاً کوئی امر صرف احناف کے یہاں کفر ہو تو اس وقت (من شک: الخ) کا استعمال صحیح ہے؟

جواب: مختلف فیہ کفر فقہی میں ((من شک فی کفرہ فقد کفر)) کا استعمال نظر نہیں آیا۔ اگر بالفرض مختلف فیہ کفر فقہی میں مذکورہ کلیہ کا استعمال ہو تو یہ حکم محض ان لوگوں تک محدود ہوگا، جو اس امر کو کفر فقہی مانتے ہیں، لیکن قائل وفاعل کو کافر فقہی نہیں مانتے، کیوں کہ قول وفعل کو کفر مان

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

لینے پر قائل وفاعل کو کافر ماننا لازم ہے۔اس کی نظیر وہ مسئلہ ہے کہ کسی قول کو حدیث نبوی مان کر محض استخفاف وتنقیص کے سبب اس کا انکار کرنا کفر ہے،خواہ وہ حدیث صحیح ہو،یا ضعیف، یا موضوع۔ یہاں قائل کے اعتقاد کے سبب حکم کفر عائد ہوتا ہے۔

غیر ضروریات دین میں استخفاف کی صورتیں اور حکم کفر

اگر کسی نے حدیث غیر متواتر یعنی خبر واحد کا انکار متن میں کسی علت قادحہ کے سبب کیا، یا راوی میں کسی عیب کے سبب کیا، جو عیب شرعاً معتبر ہے،تو منکر پر کوئی اعتراض نہیں۔

اگر خبر واحد کا بلاسبب انکار کیا،یعنی اپنے ظن فاسد کے سبب راویوں کی تکذیب کرتے ہوئے انکار کیا تو یہ فسق وضلال ہے۔

اگر اس لیے انکار کیا کہ یہ فرمان الٰہی نہیں، بلکہ فرمان نبوی ہے تو استخفاف کے سبب کفر کلامی کا حکم ہوگا۔یہ حکم اس کے لیے ہے جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس حدیث کو نہ سنا ہو۔اگر اس نے زبان نبوی سے سنا تھا، پھر انکار کیا تو یہ انکار کفر ہے،اس کے لیے خبر واحد اور خبر متواتر کی تقسیم نہیں ہے۔تفاصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

(1)قال الهيتمي:{وَيَخْتَلِفَان فِيْمَا نُقِل اٰحَادًا–كسوال الْمَلَكَيْنِ ووجوب زكاة الفطر–فَلا يَكْفُرُ بِاِنْكَارِه اِلَّا الشَّاهِد فقط ما لم يدَّع نحو نَسْخٍ –لِاَنَّه عَلِمَ بِالضَّرُوْرَةِ مجيءَ النَّبى صلى اللّٰه عليه وسلم به لِسماعه منه صلى اللّٰه عليه وسلم–وقيل انكارسوالهما كُفْرٌ ولوفى حق الغائب لِتَوَاتُرِه مَعْنًى– وَمَحَلُّه اِنْ اَنْكَرَه بَعْدَ تَوَاتُرِه عِنْدَهٗ بخلاف قَبْلِه–لِاَنَّه لَاتَكْذِيْبَ فِيْهِ حِيْنَئِذٍ لِلنَّبِىِّ صلى اللّٰه عليه وسلم–وَاِنَّمَا فِيْهِ تَكْذِيْب او تغليط لِلرُّوَاةِ–اَوْ نحوهما–ومن ثم لَوْ عُلِمَ مِنْهُ اَنَّه رَدَّهٗ اِسْتِخْفَافًا لِاَجَلِ التصريح به فى السنة دون القراٰن،كَفَرَ}

(الفتاوی الحدیثیہ ص 141-دارالفکر بیروت)

توضیح: علامہ ہیتمی کے قول((یختلفان)) سے مراد یہ ہے کہ دربار نبوی کے حاضر اور غیر

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

حاضر کا حکم خبر واحد میں جداگانہ ہے۔

(2)قال الهيتمی: {وَرَدُّ حَدِيْثِهٖ صلی اللّٰه عليه وسلم اِنْ كَانَ مِنْ حيث السند–فَلا كُفْرَ بِهٖ مُطْلَقًا–اَوْ مِنْ حيث نسبته له صلی اللّٰه عليه وسلم، كُفْرٌ مُطْلَقًا–كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ فِيْهِمَا}(الاعلام بقواطع الاسلام ص376)

(3)قال العلامة البدايونی:{يَكْفُرُ الشَّاهِدُ بِاِنْكَارِ اِيْجَابِ صَدَقَةٍ بِسِمَاعِهٖ مِنْ فِيْهِ صلی اللّٰه عليه وسلم–وَيُفَسَّقُ الغائب وَيُضَلَّلُ–لِاَنَّهٗ لَمَّا لَمْ يَسْمَعْهُ من فيه صلی اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ–لَمْ يَكُنْ ثُبُوْتُهٗ قَطْعِيًّا–فَلَمْ يَكُنْ اِنْكَارُهٗ تَكْذِيْبًا لَهٗ صلی اللّٰه عليه وسلم–بَلْ لِلرُّوَاةِ وَتَغْلِيْطًا لَهُمْ–وهو فِسْقٌ وَضَلَالٌ،لَا كُفْرٌ–اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ اِسْتِخْفَافًا لِكَوْنِهٖ انما قاله النبی صلی اللّٰه عليه وسلم–ولم ينزل فی القراٰن صَرِيْحًا–فَيَكْفُرُ لاستخفافه بجناب النبی صلی اللّٰه عليه وسلم}

(المعتقد المنتقد ص212-مبارک پور)

توضیح:اگر کسی نے حدیث موضوع کو حدیث نبوی اعتقاد کیا اور اسے فرمان نبوی سمجھتے ہوئے اس لیے انکار کیا کہ وہ قول نبوی ہے،فرمان الٰہی نہیں تو استخفاف کے سبب کافر ہوگا۔

امام احمد رضا قادری نے اس کے بارے میں فرمایا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث نبوی کو نہیں سنا، پھر اس تک حدیث نبوی خبر واحد کے طور پر پہنچی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کے طور پر حدیث کا انکار کیا تو یہ کفر ہے۔

(4)قال الامام احمد رضا تحت قول الماتن(دون الغائب): {لَا نُكَفِّرُهٗ لاحتمال انه لم يثبت عنده–اَمَّا اِذَا عَلِمَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ يَعْلَمُ مَجِیءَ النَّبِیِّ صلی اللّٰه عليه وسلم بهذا الامر–ثُمَّ يُنْكِرُهٗ تَكْذِيْبًا لَهٗ صلی اللّٰه عليه وسلم–فَهُوَ كَافِرٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی قَطْعًا–وَاِنْ كَانَ الْحَدِيْثُ حَدِيْثَ اٰحَادٍ–وَلَوْ ضَعِيْفًا–بَلْ وَلَوْ سَاقِطًا–بَلْ وَلَوْ مَوْضُوْعًا–كَمَا قَدَّمْنَا–لِاَنَّ الْمَنَاطَ هُوَ تَكْذِيْبُهٗ

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِزَعْمِہٖ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم –وَاِنْ لَمْ یَکُنْ مَا زَعَمَہٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم،قَوْلَہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الواقع–وَھٰذَا ظَاھِرٌ جِدًّا}(المعتمد المستند ص211-مبارک پور)

(5)قال الامام احمد رضا القادری: {فمن رد حدیث آحاد صحیحا،بل ولوضعیفا–بل ولو ساقطا–بل ولوموضوعا زعما منہ انہ کلامہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فیردہ قاصدا رد خبرہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فانہ یکفر قطعا بقصدہ السیء–فمناط الکفر ھذا،وان لم یکن الخبر خبرہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم}(المعتمد المستند ص152-153-مبارک پور)

توضیح:اگر کسی نے کسی امر کو ضروریات دین میں سے اعتقاد کر کے انکار کیا تو کافر ہے، اگر چہ وہ ضروریات دین میں سے نہ ہو، کیوں کہ یہاں ارادۂ کفر،استخفاف بالدین اور ضروری دینی کے انکار کا قصد وعزم پایا گیا اور عزم کفر واستخفاف بالدین مستقل طور پر کفر ہیں، گرچہ وہاں کسی ضروری دینی کا انکار نہ پایا جائے۔

سوال: اگر فلاں نبی ہوتا تو میں اس کو نبی نہیں مانتا۔ایسا کہنے والا مومن ہے یا کافر؟

جواب: ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔

(1) اگر حقیقت میں کوئی امر ضروری دینی ہے،اور قائل کو علم قطعی بالمعنی الاخص حاصل ہے کہ یہ امر،ضروریات دین میں سے ہے، پھر انکار کرتا ہے تو کافر ہے۔

(2)اگر اس کا ضروریات دین میں سے ہونا منکر کو معلوم نہیں تھا،ایسی حالت میں انکار کیا،تو یہ کفر نہیں۔ہاں، بعد انکار جب منکر کو اس امر کا ضروریات دین میں سے ہونا معلوم ہو گیا، اس کے باوجود وہ انکار پر مصر رہا تو یہ کفر ہے۔

(3)کوئی امر حقیقت میں ضروریات دین میں سے نہیں ،لیکن منکر نے اس کو ضروری دینی اعتقاد کر کے انکار کیا تو ضروری دینی کے انکار کا عزم پایا گیا،اور عزم کفر بھی کفر ہے۔

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

اس سے ظاہر ہوگیا کہ کسی غیر نبی کو اس نے نبی اعتقاد کیا، اب اس نے اس کی نبوت کا انکار کیا تو ضروریات دین کے انکار کا عزم کیا، اور منصب نبوت کی توہین کی، یہی کفر ہے۔

{ومنها: قوله لو كان فلان نبيا ما آمنت به، وقوله: ان كان ما قاله الانبياء صدقا نجونا فيكفر، كذا اقراه} (الاعلام بقواطع الاسلام: ص 27)

توضیح: علامہ ہیتمی کے قول (اقـــراہ) سے مراد یہ ہے کہ امام نووی وامام رافعی نے اس کو ثابت رکھا ہے، یعنی یہ کفر ہے۔

اس کی توجیہ میں علامہ ہیتمی شافعی نے رقم فرمایا: **{وفی الثانية تعليق عدم الايمان به علی كونه نبيا ففيه تنقيص لمرتبة النبوة حيث اراد تكذيبها على تقدير وجودها}** (الاعلام بقواطع الاسلام: ص 27)

قال الهيتمی: {مسئلة لو كان نبيا لم اؤمن به، فقد مرت ايضا – والتكفير فيها واضح لانه رضی بتكذيب النبی} (الاعلام بقواطع الاسلام: ص 32)

قال العلامة البدايونی: {وَمِنْهُ اَيْضًا – لَوْ كَانَ فُلَانٌ نَبِيًّا مَا اٰمَنْتُ به – اَوْ اٰمَنْتُ به – اِنْ جَوَّزَ ذلک عَلَى الْاَوْجَه – قَالَ القاری فی شرح الشفاء للقاضی – وَيُمْكِنُ حَمْلُه اَنَّه يُجَوِّزُ كَوْنَ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ يظهر بعد نَبِيِّنَا صلى اللّٰه عليه وسلم فَيَكُوْنُ اَمْرُه اَشَدُّ – وَلِهٰذَا قَالَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا – اِنَّ مَن ادعى النُّبُوَّةَ – وَقَالَ لَه قائلٌ – اَظْهِرِ الْمُعْجِزَةَ، كَفَرَ} (المعتقد المنتقد ص 121 – مبارک پور)

قال الامام احمد رضا: {(قوله: لو كان فلان نبيًّا ما اٰمَنْتُ – اَوْ اٰمَنْتُ به اِنْ جَوَّزَ ذٰلِکَ) قَيْدٌ فی الْاٰخَرِ – اَیْ اِنَّمَا يَكُوْنُ الايجاب كفرًا – اِنْ لَوْ جَوَّزَ الْمُقَدَّمَ الْاٰنَ – اَعْنِیْ بَعْدَ وجود نَبِيِّنَا صلى اللّٰه عليه وسلم – وَاِلَّا فهو تعليقُ الْمُحَالِ بِالْمُحَالِ فَلَا كُفْرَ وَلَا ضَلَالَ – اَمَّا الاول وهو النفی – فَفِيْهِ بَيَانُ الْعَزْمِ عَلَى الْكُفْرِ بِمَنْ قُدِّرَ نَبِيًّا – وَالْعَزْمُ عَلَى الْكُفْرِ كُفْرٌ – فافهم}

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

(المعتمد المستند ص 121-مبارک پور)

قال الخفاجی: {(اَوْمَنْ اِدَّعَی النُّبُوَّۃَ لِنَفْسِہ)بَعْدَ نَبِیِّنَا صلی اللّٰہ علیہ وسلم-کالمختاربن ابی عبید الثقفی وغیرہ-قَالَ ابن حجر:وَیَظْھَرُ کُفْرُ کُلِّ مَنْ طَلَبَ مِنْہُ مُعْجِزَۃً-لِاَنَّہ بطلبہ منہ مُجَوِّزٌ لِصِدْقِہ مَعَ اِسْتِحَالَتِہ المعلومۃ من الدین بالضرورۃ-نَعَمْ، اِنْ اَرَادَ بذلک تَسْفِیْھَہ وَبَیَانَ کِذْبِہ فَلَاکُفْرَبِہ-انتھٰی}

(نسیم الریاض:ج4ص507)

مذکورہ بالا بحث سے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح کسی نے غیر ضروری دینی کو ضروری دینی اعتقاد کر کے انکار کیا تو اس پر حکم کفر عائد ہوگا، کیوں کہ جب وہ اس کو ضروری دینی اعتقاد کرتا ہے تو اس کا انکار بھی اس کے نزدیک ضروری دینی کا انکار ہوگا۔

ایسی صورت میں اس کے انکار سے حقیقی ضروری دینی کا انکار گرچہ نہیں پایا گیا، لیکن عزم انکار تو پایا گیا اور کفر بھی کفر ہے اور عزم کفر بھی کفر ہے۔ اسی طرح اگر احناف کسی امر کو کفر فقہی مانتے ہوں اور کوئی شخص باب تکفیر میں مذہب فقہا پر ہو، اور اسی فقہائے احناف کی پیروی میں اس امر کو کفر فقہی مانتا ہے اور وہ امر کسی سے صادر ہوا، اور مرتکب پر اسی اعتبار سے فقہائے احناف نے حکم کفر عائد کیا تو مذکورہ شخص اگر اس کا فر فقہی کو کافر فقہی نہ مانے تو اس پر حکم کفر عائد ہوگا۔

ایسے موقع پر ''من شک:الخ'' کا استعمال وارد نہیں، لیکن یہ حکم اس کے لیے ضرور وارد ہو گا، جو اس امر کو کفر مانتا ہو، اور مرتکب کو کافر نہ مانے، یعنی ایسا شخص مرتکب کو کافر فقہی نہ مانے تو اس پر بھی اسی درجے کا کفر وارد ہوگا۔ انکار کفر کا حکم اسی طرح ہے کہ کافر کلامی کو کافر کلامی نہ ماننے والا کافر کلامی اور کافر فقہی کو کافر فقہی نہ ماننے والا کافر فقہی ہوگا۔ چوں کہ متکلمین کافر فقہی کو گمراہ کہتے ہیں تو ان کے یہاں کافر فقہی کو گمراہ نہ ماننے والا گمراہ ہوگا۔ یہ محض لفظی فرق ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم::والصلوٰۃ السلام علیٰ رسولہ الکریم::وآلہ العظیم

☆☆☆☆☆

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook

پریشان حال لوگوں کے پرسان حال بنے۔ اور اپنی قائدانہ صلاحیت کو بروے کار لا کر زمانے میں انقلاب برپا کیا آج جب کہ ہر شخص اپنی اپنی زندگی میں مگن ہے، دنیاوی خواہشات اور ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کے لیے دین وملت کے اجتماعی حقوق کو یکسر بھول چکے ہیں۔ ایسے وقت میں دینی بے راہ روی اور قوم کی بدحالی کو دیکھ کر اگر کسی کے دل میں درد اٹھتا ہے تو ان میں علمائے کرام کا نام سرفہرست ہے۔ جن کے اذہان وقلوب ہمیشہ فکر دین وملت میں بے چین و بے قرار رہتے ہیں چناں چہ صوبۂ جھارکھنڈ کے کچھ شاہین صفت علمائے کرام نے دینی زوال وملی انحطاط کے پیش نظر کچھ کر گزرنے کا جذبہ لے کر میدان عمل میں آنے کی تیاری کی اور اس اہم کام کے لیے 27 جنوری /2020ء یعنی ابوالفیض حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے 45/ویں عرس کے پر بہار موقع پر الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی) میں علمائے جھارکھنڈ کی ایک اہم میٹنگ رکھی گئی، میٹنگ میں وقت کے عظیم مفکر وجید علمائے کرام نے شرکت کی اور دین کی بقا اور ملت کی فلاح کے لیے لائحہ عمل تیار کیا جھارکھنڈ سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام وطلبۂ اسلام کثیر تعداد میں موجود تھے۔ میٹنگ میں موجود چند مخصوص علمائے کرام کے نام یہ ہیں۔

حضرت مفتی محمد مجاہد حسین رضوی مصباحی ★ حضرت مفتی انور نظامی مصباحی ★ حضرت مولانا عرفان عالم مصباحی ★ حضرت مفتی ناصر حسین مصباحی ★ حضرت مولانا حسیب اختر مصباحی ★ حضرت حافظ عبدالمبین رضوی ★ حضرت مفتی شاہد رضا مصباحی ★ حضرت مولانا ابوہریرہ رضوی مصباحی ★ اس میٹنگ کی بحثوں کا ماحصل یہ نکلتا ہے کہ پہلے جھارکھنڈ سطح پر ایک عظیم تحریک کی بنیاد رکھی جائے اور پھر اس کے بینر تلے تمام علمائے کرام وحفاظ عظام مل کر کام کریں چناں چہ اسی فیصلے کے پیش نظر 6/فروری 2020ء کو مجلس علمائے جھارکھنڈ کا قیام عمل میں آیا مجلس علمائے جھارکھنڈ کے چند اغراض ومقاصد آپ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

1 جھارکھنڈ کے تمام مدارس کے درمیان ربط وتعلق پیدا کرنا پورے جھارکھنڈ کے لیے ایک بہترین نصاب تعلیم کی ترتیب اور اس کے نفاذ کی کوشش 2 غریب ونادار طلبہ کی کفالت، چاہے وہ مدرسے میں پڑھنے والے ہوں یا اسکول وکالجز میں 3 عوام کو ضروری دینی مسائل اور عقائد سے واقف کرانا، ساتھ ہی اس کا ایک نصاب مرتب کرنا 4 علمائے کرام، ائمہ مساجد، ومدرسین حضرات کی ضرورتوں کے مواقع پر ان کے لیے مدد فراہم کرنا 5 نوفارغ، نوجوان علمائے کرام کے درمیان باہمی اتحاد واتفاق اور ربط وضبط پیدا کرنا ان کی صلاحیتوں کو نکھارنے کی کوشش اور ان صلاحیتوں کے صحیح استعمال پر غور (جو جس میدان کا آدمی ہو، جس فلڈ میں مہارت ودل چسپی رکھتا ہو، اس کی فطری صلاحیت کو مزید نکھار کر اسے اس کام میں لگانا) 6 علمائے جھارکھنڈ کو ان کے کارناموں کی بنیاد پر ایوارڈ سے سرفراز کرنا 7 طلبۂ مدارس کو ممتاز اور نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر حوصلہ افزائی کے لیے انعامات سے نوازنا 8 دارالاشاعت کا قیام 9 ایک بڑی لائبریری کا قیام 10 بڑے مدارس، یونیورسٹیز وغیرہ جیسے بڑے امتحانات کی تیاری کے لیے کوچنگ سینٹر کا انتظام ان کے علاوہ چھوٹے بڑے اور بھی کئی مقاصد ہیں جن پر وقت اور حالات کے مطابق کام کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

حضرت مفتی شاہد رضا مصباحی
9693676971

حضرت مولانا ابوہریرہ رضوی مصباحی
7007591756

Fazail e Sahaba Wa Ahle Bait Library Islamic Ebook